احتلام اور تری کی صورتوں سے متعلق احکام و اسباب

الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل

۱۳۲۰ھ

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل

۱۳۲۰

(احتلام اورتری کی صورتوں سے متعلق احکام واسباب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۶ ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ کوئی شخص سوتے سے جاگا اور تری کپڑے یا بدن پر پائی یا خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اُس پر نہانا واجب ہُوا یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ھادی الاحلام بانزل الاحکام والصلوۃ والسلام علی سید المعصومین عن الاحتلام وآلہ الکرام وصحبہ العظام الی یوم یبل فیہ وارد حوضہ بل الاکرام، اٰمین!

یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے اور ہر شخص کو اُس کی ضرورت اور کتابوں میں اختلاف بکثرت، لہذا ضرور ہے کہ فقیر بعون القدیر اس کی ضروری توضیح وتشریح اور مذہب معتمد ومختار کی تنقیح کرے۔

فاقول وباللہ التوفیق (تو میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں) یہاں چھ

صورتیں ہیں :

اوّل تری کپڑے یا بدن کسی پر نہ دیکھی ۔

دوم دیکھی اور یقین ہے کہ یہ منی یا مذی نہیں بلکہ وَدی یا بَول یا پسینہ یا کچھ اور ہے، ان دونوں صورتوں میں مطلقاً اجماعاً غسل اصلاً نہیں اگرچہ خواب میں مجامعت اور اس کی لذت اور انزال تک یاد ہو۔

غنیہ میں ہے :

تذکر الاحتلام ولم یربللا لاغسل علیه اجماعا۔[1]

کسی کو خواب دیکھنا یاد آیا اور تری نہ پائی تو بالاجماع اس پر غسل نہیں ۔ (ت)

دُرمختار میں ہے :

لا ان تذکر ولو مع اللذۃ والانزال و لم یر بللا اجماعا۔[2]

بالاجماع غسل نہیں ہے اس صورت میں جب کہ خواب یاد آیا اگرچہ لذت اور انزال بھی یاد ہو مگر تری نہ پائی ۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

لایجب اتفاقا فیما اذا علم انه ودی مطلقا۔[3]

بالاتفاق مطلقاً غسل واجب نہیں اس صورت میں جب کہ اسے تری کے وَدی ہونے کا یقین ہو۔ (ت)

جامع الرموز میں ہے :

احترز بقوله المنی والمذی عن الودی فانه غیر موجب عندهم وان تذکر الاحتلام کما فی الحقائق۔[4]

لفظ منی و وَدی لکھ کر وَدی سے احتراز کیا ہے اس لئے کہ ان ائمہ کے نزدیک اس سے غسل واجب نہیں ہوتا اگرچہ خواب دیکھنا یاد ہو ۔ جیسا کہ حقائق میں ہے ۔ (ت)

سوم ثابت ہو کہ یہ تری منی ہے اس میں بالاتفاق نہانا واجب ہے اگرچہ خواب وغیرہ اصلاً یاد نہ ہو ۔

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی طہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۳

[2] الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱

[3] ردالمحتار کتاب الطہارۃ موجبات الغسل داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۱۰

[4] جامع الرموز ؍ بیان الغسل مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴۴

فی رد المحتار یجب الغسل اتفاقا اذا علم انہ منی مطلقا[1]

ردالمحتار میں ہے، بالاتفاق غسل واجب ہے مطلقاً جب یقین ہو کہ یہ تری منی ہے۔ (ت)

اسی طرح عامۂ کتب میں اس پر اجماع منقول،

لکن فی شرح النقایۃ للقہستانی کان الفقیہ ابوجعفر یقول ھذا عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی واما عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی فلا غسل علیہ اذا لم یتذکر الاحتلام کذا فی شرح الطحاوی[2] اھ۔

لیکن علامہ قہستانی کی شرح نقایہ میں ہے، فقیہ ابوجعفر فرماتے تھے کہ یہ امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کے نزدیک ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک خواب یاد نہ آنے کی صورت میں اس پر غسل نہیں۔ ایسا ہی شرح طحاوی میں ہے اھ۔ (ت)

اقول لعل وجہہ واللہ تعالٰی اعلم ان نزول المنی لایوجب الغسل مطلقا بل اذا نزل عن شہوۃ دفقا فاذا تذکر الاحتلام ثم راٰہ علم انہ نزل عن شہوۃ واذا لم یتذکر احتمل ان یکون نزل ھکذا من دون شہوۃ فلا یجب الغسل بالشك والجواب ان بالنوم تتوجہ الحرارۃ الی الباطن ولھذا یحصل الانتشار غالبا فالسبب مظنون والاحتمال الخلاف اعنی الخروج بلاشہوۃ نادر فلا یعتبر۔

اقول شاید اس کی وجہ — واللہ تعالٰی اعلم — یہ ہے کہ مطلقاً منی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ اس وقت جب کہ جست کے طور پر شہوت سے نکلے تو جب خواب دیکھنا یاد ہو پھر منی بھی دیکھے تو یقین ہوگا کہ شہوت ہی سے نکلی ہے اور جب احتلام یاد نہ ہو تو احتمال ہوگا کہ شاید یُونہی بغیر شہوت کے نکل آئی ہے اس لئے شک سے غسل واجب نہ ہوگا — جواب یہ ہے کہ نیند سے حرارت جانبِ باطن کا رُخ کرتی ہے اسی لئے عموماً انتشارِ آلہ ہوتا ہے یہ سبب غلبۂ ظن کا حامل ہے اس کے خلاف کا احتمال یعنی بلاشہوت نکل آنا نادر ہے اس لئے قابلِ اعتبار نہیں۔ (ت)

شرح نقایہ برجندی میں ہے:

قد ظہر انہ لاخلاف فی رؤیۃ المنی

واضح ہوگیا کہ منی دیکھنے کی صورت میں کوئی اختلاف

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ موجبات الغسل داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۱۰

[2] جامع الرموز 〃 بیان الغسل مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴۳

حیث یجب الغسل اجماعاً ونقل فی شرح الطحاوی عن الفقیہ ابی جعفر ان رؤیۃ المنی ایضاً علی ھذا الاختلاف والمشہور ھو الاول[1] اھ۔

نہیں، بالاجماع غسل واجب ہے ——— اور شرح طحاوی میں فقیہ ابوجعفر سے منقول ہے کہ یہ اختلاف منی دیکھنے کی صورت میں بھی ہے ——— اور مشہور اول ہی ہے۔ اھ۔

اب رہیں تین صورتیں اس تری کے منی ہونے کا احتمال ہو، مذی ہونے کا علم ہو، منی نہ ہونا تو معلوم مگر مذی ہونے کا احتمال ہو۔ پس اگر خواب میں احتلام ہونا یاد ہے تو ان تینوں صورتوں میں بھی بالاتفاق نہانا واجب ہے،

فی ردالمحتار یجب اتفاقاً اذا علم انہ مذی او شک مع تذکر الاحتلام[2] اھ مختصراً۔

ردالمحتار میں ہے: بالاتفاق غسل واجب ہے جب خواب یاد ہونے کے ساتھ اس بات کا یقین یا احتمال ہو کہ یہ تری مذی ہے اھ مختصراً۔

اقول وقد تظافرت الکتب علی ھذا متوناً وشروحاً وفتاوی فلا نظر الی ما فی الحلیۃ عن المصفی عن المختلفات "انہ اذا تیقن بالاحتلام وتیقن انہ مذی فانہ لا یجب الغسل عندھم جمیعاً[3]" ورأیتنی کتبت علی ھامش نسختی الحلیۃ ھٰھنا ما نصہ "عامۃ المعتبرات علی نقل الاجماع فی ھٰذہ الصورۃ علی وجوب الغسل، وفی بعضھا جعلوھا خلافیۃ بین ابی یوسف وصاحبیہ اما حکایۃ

اقول اس حکم پر متون، شروح، فتاوٰی تینوں درجے کی کتابیں متفق ہیں ——— تو وہ قابل توجہ نہیں جو حلیہ میں مصفی سے اس میں مختلفات سے منقول ہے کہ "جب احتلام کا یقین ہو اور یہ بھی یقین ہو کہ یہ تری مذی ہے تو ان تینوں ائمہ کے نزدیک غسل واجب نہیں"۔ میں نے اپنے نسخہ حلیہ پر یہاں دیکھا کہ میں نے یہ حاشیہ لکھا ہے: عامہ کتب معتبرہ نے اس صورت میں وجوب غسل پر اجماع نقل کیا ہے ——— بعض کتابوں کے اندر اس صورت میں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف بتایا ہے ——— لیکن یہ حکایت کہ اس صورت میں

---

[1] شرح النقایۃ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۰
[2] ردالمحتار " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۱۰
[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

الاجماع علی عدم الوجوب فمخالفة لجمیع المعتبرات ولقد کدت ان اقول ان لاوقعت زائدة من قلم الناسخین لولا انی رأیت فی جامع الرموز مانصه لوتیقن بالمذی لم یجب تذکرالاحتلام امر لا وھذا عندھم علی ما فی المصفی عن المختلفات لکن فی المحیط وغیرہ انه واجب حینئذ[1] اھ اھ ماکتبت علیه۔

وانا الاٰن ایضا[عہ] لا استبعد ان الامر کما ظننت من وقوع لا زائدة فی نسخة المصفی او المختلفات ونقله القھستانی بالمعنی ولم یتنبه لما اسمعنا، واللہ تعالٰی اعلم۔

والخلاف الذی اشرت الیه ھو ما فی الحصر والمختلف والعون وفتاوی العتابی والفتاوی الظھیریة ان برؤیة المذی لایجب الغسل عند ابی یوسف تذکرالاحتلام اولم یتذکر کما فی فتح اللہ المعین[2] للسید ابی السعود الازھری و

عدمِ وجوب پر تینوں ائمہ کا اجماع ہے یہ تمام معتبر کتابوں کے خلاف ہے۔ میں تو یہ کہہ دیتا کہ لفظ "لا" (نہیں) ناقلوں کے قلم سے زیادہ ہوگیا ہے لیکن جامع الرموز میں بھی دیکھا کہ یہ لکھا ہوا ہے، اگر مذی ہونے کا یقین ہو تو غسل واجب نہیں، احتلام یاد ہو یا نہ ہو، اور یہ تینوں ائمہ کے نزدیک ہے اس کے مطابق جو مصفی میں مختلفات سے نقل ہے۔ لیکن محیط وغیرہ میں ہے کہ اس صورت میں غسل واجب ہے اھ" — حلیہ پر میرا حاشیہ ختم ہوا۔

اور میں اس وقت بھی یہ بعید نہیں سمجھتا کہ حقیقت وہی ہو جو میرے خیال میں ہے کہ مصفی یا مختلفات کے نسخے میں "لا" (نہیں) زیادہ ہوگیا ہے اور قہستانی نے اسے بالمعنٰی نقل کردیا اور اس کا خیال نہ کیا جو ہم نے بیان کیا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جس اختلاف کا میں نے اشارہ کیا وہ یہ ہے کہ حصر، مختلف، عون، فتاوی عتابی اور فتاوی ظہیریہ میں یہ ہے کہ مذی دیکھنے سے امام ابو یوسف کے نزدیک غسل واجب نہیں ہوتا احتلام یاد ہو یا یاد نہ ہو جیسا کہ سید ابو السعود ازہری کی فتح اللہ المعین میں ہے اور تبیین الحقائق میں

---

[1] حواشی امام احمد رضا علی حلیة المحلی

[2] فتح المعین کتاب الطھارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۹

عہ وسیأتی تاویل نفیس فانتظر اھ منه۔

عہ اس کی ایک عمدہ تاویل بھی آگے آرہی ہے، انتظار کیجئے ۱۲ منہ (ت)

نقله فی التبیین[1] عن غایة السروجی عن الامام الفقیه ابی جعفر الهندوانی عن الامام الثانی رحمهم اللّٰه تعالٰی ۔ وفی ابو السعود عن نوح افندی عن العلامة قاسم ابن قطلوبغا ما نصه قلت فیحتمل ان یکون عن ابی یوسف روایتان[2] اھ۔

اسے غایۃ السروجی سے، اس میں امام فقیہ ابوجعفر ہندوانی کے حوالے سے امام ثانی سے نقل کیا ہے رحمہم اللہ تعالٰی ۔ اور ابوالسعود میں علامہ نوح آفندی کے حوالہ سے علامہ قاسم ابن قطلوبغا سے یہ نقل ہے: میں کہتا ہوں ہوسکتا ہے امام ابویوسف سے دو روایتیں ہوں اھ ۔

وفی الحلیة وجوب الاغتسال فیما اذا تیقن کون البلل مذیا وهو متذکر الاحتلام باجماع اصحابنا علی ما فی کثیر من الکتب المعتبرة وفی المصفی ذکر فی الحصر والمختلف والفتاوی الظهیریة اذا رای مذیا وتذکر الاحتلام لاغسل علیه عند ابی یوسف فیحتمل انیکون عن ابی یوسف روایتان[3] اھ مختصرًا۔

اور حلیہ میں یہ ہے کہ اس صورت میں غسل واجب ہے جب یقین ہو کہ یہ تری مذی ہے اور اسے احتلام بھی یاد ہو اس حکم پر ہمارے ائمہ کا اجماع ہے جیسا کہ بہت سی کتب معتبرہ میں مذکور ہے ۔ اور مصفٰی میں یہ لکھا ہے کہ حصر، مختلف اور فتاوٰی ظہیریہ میں ذکر کیا ہے کہ جب مذی دیکھے اور احتلام یاد ہو تو امام ابویوسف کے نزدیک اس پر غسل نہیں ۔ تو ہوسکتا ہے کہ امام ابویوسف سے دو روایتیں ہوں اھ مختصراً ۔

اقول بل ف ثلث الاولی لاغسل بلا تذکر وان رای منیا کما مر عن شرحی النقایة عن الامام علی الاسبیجابی الثانیة لا الا بالمنی

اقول بلکہ تین روایتیں (۱) احتلام یاد آئے بغیر غسل نہیں اگرچہ منی ہی دیکھ لے جیسا کہ امام علی اسبیجابی کے حوالے سے دونوں شرح نقایہ (قہستانی و برجندی) سے نقل گزری۔

ف: تطفل ما علی الحلیة والعلامة قاسم۔

---

[1] تبیین الحقائق — کتاب الطہارۃ — دار الکتب العلمیۃ بیروت — ۱/۶۷
[2] فتح المعین — " — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۱/۵۹
[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

وان رأى المذی متذکرا وھی ھذہ والثالثۃ یغتسل فی التذکر باحتمال المذی ایضا وفی عدمہ بعلم المنی وھو الاظھر الاشھر ومرویۃ الاکثر، بل عند رابعۃ نحو قولھما علی ما فی القھستانی[ع] عن العیون وغیرھا، واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) بغیر منی دیکھے غسل نہیں اگرچہ مذی دیکھے اور احتلام بھی یاد ہو۔ یہی وہ اختلافی روایت ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے (۳) احتلام یاد ہونے کی صورت میں تری کے بارے میں مذی کا احتمال ہونے سے بھی غسل واجب ہے اور احتلام یاد نہ ہونے کی صورت میں جب تری کے منی ہونے کا یقین ہو تو غسل واجب ہے۔ یہی اظہر واشہر اور مرویِ اکثر ہے۔ بلکہ امام ابویوسف سے ایک چوتھی روایت قولِ طرفین کے مطابق بھی ہے جیسا کہ قہستانی میں عیون وغیرہا کے حوالے سے نقل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

ع حیث ذکر الوجوب عندھما بالمذی وان لم یتذکر ثم قال وکذا عند ابی یوسف اذا تذکر الاحتلام واما اذا لم یتذکر فلا غسل وفی العیون وغیرہ انہ واجب عندہ فلعل عنہ روایتین کما فی الحقائق[۱] اھ فالروایتان ھھنا عدم الوجوب بالمذی اذا لم یتذکر وھو المشھورۃ والوجوب بہ وان لم

عہ اس میں یہ ذکر ہے کہ طرفین (امام اعظم و امام محمد) کے نزدیک مذی سے غسل واجب ہے اگرچہ احتلام یاد نہ ہو پھر بتایا کہ ایسا ہی امام ابویوسف کے نزدیک بھی ہے جب کہ احتلام یاد ہو۔ اور یاد نہ ہو تو ان کے نزدیک غسل نہیں — اور عیون وغیرہ میں ہے کہ اس صورت میں بھی ان کے نزدیک غسل واجب ہے۔ تو شاید ان سے دو روایتیں ہوں جیسا کہ حقائق میں ہے اھ — تو یہاں پر دو روایتیں یہ ہوئیں (۱) مذی سے غسل واجب نہیں جبکہ احتلام یاد نہ ہو، یہی مشہور روایت

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[۱] جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴۳

اور اگر احتلام یاد نہیں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک ان تینوں صورتوں میں اصلاً غسل نہیں۔

وھو الاقیس وبہ اخذ الامام الاجل العارف باللہ خلف بن ایوب والامام الفقیہ ابواللیث السمرقندی کما فی الفتح وغیرہ۔

اور یہی زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ اسی کو امام بزرگ عارف باللہ خلف بن ایوب اور امام فقیہ ابواللیث سمرقندی نے اختیار کیا، جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ میں ہے۔ (ت)

شکلِ اخیر یعنی **ششم** میں طرفین یعنی حضرت سیدنا امام اعظم و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی امام ابو یوسف کے ساتھ ہیں یعنی جہاں نہ منی کا احتمال نہ مذی کا یقین بلکہ مذی کا احتمال ہے غسل بالاتفاق واجب نہیں۔

فی ردالمحتار لایجب اتفاقا فیما اذا شك فی الاخیرین (یعنی المذی والودی)

ردالمحتار میں ہے کہ بالاتفاق غسل واجب نہیں اُس صورت میں جبکہ مذی و ودی میں شک ہو اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

یتذکر وھی التی فی العیون۔ وھی کما فی مذھبھما والروایتان فی قول العلامۃ قاسم والحلیۃ الوجوب بالمذی اذا تذکر وھی المشھورۃ وعدمہ بہ وان تذکر وھی التی فی العیون فروایتا العون والعیون علی طرفی نقیض ھذا ما یعطیہ سوق القھستانی، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ۔

ہے (۲) مذی سے غسل واجب ہے اگرچہ احتلام یاد نہ ہو۔ یہ وہ روایت ہے جو عیون میں ہے۔ اور یہ مذہب طرفین کے مطابق ہے۔ اور علامہ قاسم اور حلیہ کے کلام میں جو دو روایتیں مذکور ہوئیں وہ یہ ہیں (۱) مذی سے غسل واجب ہے جب کہ احتلام یاد ہو۔ یہ وہی مشہور روایت ہے (۲) مذی سے غسل واجب نہیں اگرچہ احتلام یاد ہو۔ یہ وہ روایت ہے جو عیون میں مذکور ہے۔ تو عون اور عیون کی دونوں روایتیں بالکل ایک دوسری کی ضد ہیں۔ قہستانی کے سیاق سے یہی حاصل ہوتا ہے، اور حقیقتِ حال خدائے برتر ہی کو خوب معلوم ہے ۱۲ منہ (ت)

مع عدم تذکر الاحتلام[1]ـ احتلام یاد نہ ہو۔(ت)

اور شکل اوّل یعنی چہارم میں کہ منی کا احتمال ہو خواہ یُوں کہ منی و مذی محتمل ہوں یا منی و ودی یا تینوں (اور ودی سے مراد ہر وہ تری کہ منی و مذی کے سوا ہو)۔ ان سب صورتوں میں دونوں حضرات باتفاقِ روایات غسل واجب فرماتے ہیں۔

فی رد المحتار یجب عندھما فیما اذا شك فی الاولین (ای المنی والمذی) او فی الطرفین (ای المنی والودی) او فی الثلثۃ احتیاطا ولایجب عند ابی یوسف للشك فی وجود الموجب[2]ـ

ردالمحتار میں ہے: امام اعظم وامام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک احتیاطًا اس صورت میں غسل واجب ہے جب منی و مذی میں یا منی و ودی میں یا تینوں میں شک ہو۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک واجب نہیں کیونکہ مُوجب کے وجود میں شک ہے۔(ت)

لیکن جہاں منی کے ساتھ مذی کا احتمال نہ ہو صرف ودی کا شُبہہ ہو وجوب مطلق ہے، اور جہاں مذی کا بھی شک ہو اُس میں ایک صورت کا استثناء، وہ یہ کہ اگر سونے سے کچھ پہلے اسے شہوت تھی ذکر قائم تھا اب جاگ کر تری دیکھی جس کا مذی ہونا محتمل ہے اور احتلام یاد نہیں تو اُسے مذی ہی قرار دیں گے غسل واجب نہ کریں گے جب تک اس کے منی ہونے کا ظن غالب نہ ہو، اور اگر ایسا نہ تھا یعنی نیند سے پہلے شہوت ہی نہ تھی یا تھی اور اُسے بہت دیر گزر گئی مذی جو اس سے نکلنی تھی نکل کر صاف ہوچکی اس کے بعد سویا اور تری مذکور پائی جس کا منی و مذی ہونا مشکوک ہے تو بدستور صرف اسی احتمال پر غسل واجب کردیں گے منی کے غالب ظن کی ضرورت نہ جانیں گے، صورِ استثناء کہ مذکور ہوئے یاد رکھئے کہ آئندہ اس پر بحث ہونے والی ہے ان شاء اللہ تعالٰی۔ اب رہی شکل ثانی یعنی پنجم کہ مذی کا یقین ہو اس میں طرفین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بیان مذہب میں علماء کا اختلاف شدید ہے بہت اکابر نے جزم فرمایا کہ اس صورت میں بھی مثل صورت ششم غسل واجب نہ ہونے پر ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اتفاق ہے۔ مبسوط امام شیخ الاسلام بکر خواہر زادہ و محیط امام برہان الدین و مغنی و مصفی للامام النسفی و فتح القدیر نقلا و منیۃ المصلی و شرح نقایہ للعلامۃ البرجندی و جامع الرموز للعلامۃ القہستانی و حاشیہ الفاضل عبد الحلیم الرومی علی الدرر والغرر و بحر الرائق و نہر الفائق و درمختار و حواشی الدر

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۱۰

[2] ” ” ” ” ”

للسید الحلبی والسید[14] الطحطاوی والسید[15] الشامی ومسکین[16] علی الکنز وفتح المعین[17] للسید الازہری وتعلیقات[18] ابیہ السید علی بن علی بن ابی الخیر الحسینی[19] ورحمانیہ[20] وہندیہ وطحطاوی[21] علی مراقی الفلاح ومنحۃ[22] الخالق اسی طرف ہیں۔ فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

ان رای بللا الا انہ لم یتذکر الاحتلام فان تیقن انہ مذی لا یجب الغسل وان شك انہ منی او مذی قال ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی لا یجب الغسل حتی یتیقن بالاحتلام وقالا یجب ھکذا ذکرہ شیخ الاسلام کذا فی المحیط۔[1]

اگر تری دیکھے مگر احتلام یاد نہ آئے تو اگر یقین ہے کہ تری مذی ہے تو غسل واجب نہیں ——— اور اگر شک ہے کہ وہ منی ہے یا مذی ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ غسل واجب نہیں جب تک احتلام کا یقین نہ ہو۔ اور طرفین نے فرمایا: واجب ہے۔ ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا۔ ایسا ہی محیط میں ہے۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

لا یجب الغسل اتفاقا فیما اذا تیقن انہ مذی ولم یتذکر الاحتلام۔[2]

اُس صورت میں بالاتفاق غسل واجب نہیں جب تری کے مذی ہونے کا یقین ہو اور احتلام یاد نہ ہو۔ (ت)

درمختار میں دربارہ عدمِ تذکر احتلام ہے:

اذا علم انہ مذی فلا غسل علیہ اتفاقا۔[3]

جب یقین ہو کہ یہ تری مذی ہے بالاتفاق اس پر غسل نہیں۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لا یجب اتفاقا فیما اذا علم انہ مذی مع عدم تذکر الاحتلام۔[4]

اُس صورت میں بالاتفاق غسل واجب نہیں جب اُسے یقین ہو کہ وہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (ت)

---

[1] الفتاوی الہندیہ کتاب الطہارۃ الباب الثانی الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵
[2] البحرالرائق 〃 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶
[3] الدرالمختار 〃 مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱
[4] ردالمحتار 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۱۰

بعینہ اسی طرح منحۃ الخالق میں ہے۔ حاشیہ طحطاوی میں ہے:

اذا علموا انه مذی مع عدم التذکر لایجب الغسل اتفاقا۔[1]

جب یقین ہو کہ وہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو تو بالاتفاق غسل واجب نہیں۔ (ت)

برجندی میں ہے:

ذکر فی المبسوط والمحیط والمغنی ھھنا تفصیلات وھو انه اذا استیقظ ورای بللا ولم یتذکر الاحتلام فان تیقن انه مذی لایجب الغسل وان تیقن انه منی یجب وان شك انه مذی اومنی قال ابو یوسف لایجب وقالا یجب۔[2]

مبسوط، محیط اور مغنی میں یہاں کچھ تفصیلات ذکر کی ہیں، وہ یہ کہ جب بیدار ہو کر تری دیکھے اور احتلام یاد نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ یہ مذی ہے تو غسل واجب نہیں۔ اور اگر یقین ہو کہ یہ منی ہے تو واجب ہے۔ اور اگر شک ہو کہ مذی ہے یا منی تو امام ابو یوسف نے فرمایا: غسل واجب نہیں، اور طرفین نے فرمایا: واجب ہے۔ (ت)

رحمانیہ میں محیط سے ہے:

استیقظ فوجد علی فراشه او فخذہ بللا ولم یتذکر الاحتلام فان تیقن انه منی یجب الغسل والا لایجب وان شك انه منی او مذی قال ابو یوسف لایجب الغسل اھ۔[3]

بیدار ہونے کے بعد اپنے بستر یا ران پر تری پائی اور احتلام یاد نہیں تو اگر اسے یقین ہو کہ یہ تری منی ہے تو غسل واجب ہے ورنہ (اور اگر ایسا نہیں تو) واجب نہیں۔ اور اگر شک ہو کہ منی ہے یا مذی تو امام ابو یوسف نے فرمایا: غسل واجب نہیں اھ۔ (ت)

اقول فی[ف] قوله والا لایجب تدافع ظاھر مع مسألة الشك ولعل الجواب انها حلت

اقول ان کی عبارت "والا لایجب" ورنہ واجب نہیں میں مسألہ شک کے ساتھ کھلا ہوا ٹکراؤ ہے (اول سے معلوم ہوا کہ منی کا

ف: تطفل علی المحیط

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۹۳

[2] شرح النقایۃ للبرجندی " نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۰

[3] رحمانیہ

محل الاستثناء ويعكره لزوم ان لايجب وفاقا اذا شك انه منى اوودى لانه لم يستثن الا الشك والمنى والمذى الا ان يقال ان المراد بالمذى غير المنى وهو ظاهر البعد والاولٰى ان يقال ان اصل قوله والا لايجب و ان لا مفصولا والتقدير وان تيقن انه لامنى لايجب۔

یقین نہ ہونے کی صورت میں ــــ جس میں صورت شک بھی داخل ہے ــــ بالاتفاق غسل واجب نہیں، اور مسئلۂ شک سے معلوم ہوا کہ طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے) شاید اس کا یہ جواب دیا جائے کہ مسئلۂ شک استثناء کے قائم مقام ہے (یعنی صورتِ شک کے سوا اور صورتوں میں بالاتفاق غسل واجب نہیں) مگر اس جواب پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ پھر لازم ہے کہ اس صورت میں بالاتفاق غسل واجب نہ ہو جب منی یا ودی ہونے میں شک ہو کیونکہ استثناء صرف منی اور مذی میں شک کی صورت کا ہوا ــــ مگر اس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ مذی سے مراد غیر منی ہے، خواہ ودی ہی ہو ــــ اور اس مراد کا بعید ہونا ظاہر ہے ــــ اور بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ ان کے قول "والا لایجب" کی اصل "وان لا" فصل کے ساتھ ہے اور تقدیر عبارت یہ ہوگی کہ وان تیقن انہ لامنی، لا یجب ــــ اور اگر یقین ہو کہ وہ منی نہیں تو غسل واجب نہیں۔

شرح الکنز للعلامۃ مسکین میں ہے:

اذا لم يتذكر الاحتلام وتيقن انه مذى فلاغسل عليه[1]

جب احتلام یاد نہ ہو اور یقین ہو کہ یہ تری مذی کی ہے تو اس پر غسل نہیں۔ (ت)

ابو السعود میں ہے:

اما صور مالايجب فيها الغسل اتفاقا فاربعة (الٰى قوله) الثالثة علم

لیکن بالاتفاق غسل واجب نہ ہونے کی چار صورتیں ہیں ــــ تیسری صورت یہ کہ مذی ہونے کا

[1] شرح الکنز لملا مسکین علی ہامش فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۹

انه مذی ولم یتذکر۔[1]

حلیمی علی الدرر میں ہے:

لاغسل علیه ان تیقن انه مذی وکذا لو شك انه مذی او ودی ولم یتذکر الاحتلام۔[2]

فتح القدیر میں ہے:

مستیقظ وجد فی ثوبه او فخذہ بللا ولم یتذکر احتلاما لو تیقن انه مذی لایجب اتفاقا لکن التیقن متعذر مع النوم اھ۔[3]

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

لایجب الغسل اتفاقا فیما اذا تیقن انه مذی ولم یتذکر والمراد بالتیقن غلبة الظن لان حقیقة الیقین متعذرة مع النوم۔[4]

اقول کانه یشیر الی الجواب عما اورد المحقق وما کان المحقق لیغفل عن مثل ھذا وانما ھو لتحقیق انیق سنعود الیه بتوفیق من لا توفیق الا من

یقین ہو اور احتلام یاد نہ ہو۔ (ت)

اس پر غسل نہیں اگر اسے یقین ہو کہ یہ مذی ہے، اسی طرح اگر اسے شک ہو کہ مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو۔ (ت)

بیدار ہونے والے نے اپنے کپڑے یا ران میں تری پائی اور احتلام یاد نہیں تو اگر اسے یقین ہو کہ وہ مذی ہے تو بالاتفاق غسل واجب نہیں ــــ لیکن سونے کے باوجود اس بات کا یقین متعذر ہے۔ (ت)

بالاتفاق غسل واجب نہیں اُس صورت میں جبکہ اسے یقین ہو کہ وہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ اور یقین سے مراد غلبۂ ظن ہے اس لئے کہ حقیقت یقین باوجود نیند کے متعذر ہے۔

اقول گویا یہ حضرت محقق کے اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ ہے اور حضرت محقق اس طرح کی بات سے غافل رہنے والے نہیں دراصل ان کی عبارات ایک دلکش تحقیق کے پیشِ نظر ہے، آگے ہم اس کی طرف لوٹیں گے اس کی

---

[1] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۸ و ۵۹
[2] حاشیۃ الدرر علی الغرر لعبد الحلیم درسعادت ۱/ ۱۵
[3] فتح القدیر کتاب الطہارت فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۵۴
[4] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الطہارت دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۹۹

لدیہ۔ توفیق سے جس کے سوا اور کسی سے توفیق نہیں۔ (ت)

غنیہ میں ہے:

ان تیقن انه مذی فلا غسل علیه اذا لم یتذکر الاحتلام[1]

اگر یقین ہو کہ وہ مذی ہے تو اس پر غسل نہیں جب کہ احتلام یاد نہ ہو۔ (ت)

مصفی میں ہے:

ان رای بللا ولم یتذکر الاحتلام ان تیقن انه ودی او مذی لا یجب الغسل وان تیقن انه منی یجب وان شك انه منی او مذی قال ابو یوسف لا یجب حتی یتیقن بالاحتلام وقالا یجب، کذا فی المحیط والمغنی ومبسوط شیخ الاسلام وفتاوی قاضی خان والخلاصة۔[2]

تری دیکھی اور احتلام یاد نہیں اگر یقین ہو کہ وہ ودی یا مذی ہے تو غسل واجب نہیں۔ اور اگر یقین ہو کہ منی ہے تو واجب ہے۔ اور اگر شک ہو کہ منی ہے یا مذی تو امام ابو یوسف نے فرمایا: غسل واجب نہیں یہاں تک کہ احتلام کا یقین ہو اور طرفین نے فرمایا: واجب ہے۔ ایسا ہی محیط، مغنی، مبسوط شیخ الاسلام، فتاوی قاضی خاں اور خلاصہ میں ہے۔ (ت)

حلیہ میں یہ کلام مصفی نقل کرکے فرمایا:

لیس فی الفتاوی الخانیة ولا الخلاصة ذلك کما ذکره مطلقا وکذا لیس فی محیط رضی الدین واما المغنی ومبسوط شیخ الاسلام فلم اقف علیهما اھ[3]۔

فتاوی خانیہ اور خلاصہ میں یہ اس طرح نہیں جیسے انھوں نے مطلقاً ذکر کیا ہے ایسے ہی محیط رضی الدین میں بھی نہیں، اور مغنی ومبسوط شیخ الاسلام سے متعلق مجھے اطلاع نہیں اھ (ت)

اقول اما المبسوط فقد قدمنا نقله عن الھندیة عن المحیط عن المبسوط وکذا عن البرجندی عن المبسوط وکذلك عنه عن المغنی

اقول مبسوط کی عبارت تو پہلے ہم ہندیہ کے حوالے سے نقل کر آئے ہیں ہندیہ میں محیط اس میں مبسوط سے نقل ہے اسی طرح برجندی کے حوالہ سے مبسوط سے، اور ایسے ہی بحوالہ برجندی مغنی سے نقل گزر چکی ہے۔ اور محیط سے مراد

---

[1] غنیۃ المستملی کتاب الطہارۃ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴۳

[2] مصفی

[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

4

والمراد[ف۱] بالمحیط المحیط البرھانی لا الرضوی وقد تقدم النقل عنہ عن الھندیۃ و عن البرجندی نعم لم ارھذا فی الخانیۃ بل الواقع فیھا[ف۲] خلاف ھذا کما سیاتی ان شاء اللہ تعالٰی، واما الخلاصۃ فنصھا علی مافی نسختی ھکذا ان احتلم ولم یرشیئا لاغسل علیہ بالاتفاق وان تذکر الاحتلام ورای بللا ان کان ودیا لایجب الغسل بلاخلاف و ان کان مذیا اومنیا یجب الغسل بالاجماع ولسنا نوجب الغسل بالمذی لکن المنی یرق باطالۃ المدۃ فکان مرادہ مایکون صورتہ المذی لاحقیقۃ المذی الثالث اذا رای البلل علی فراشہ ولم یتذکر الاحتلام عندھما یجب علیہ الغسل وعند ابی یوسف لاغسل علیہ[۱] اھ۔

وھو[ف۳] فیما اری عار عن ذکر المسألۃ اصلا فان قلت بل فیہ خلاف مافی المصفی

محیط برہانی ہے محیط رضوی نہیں۔ اور اس سے نقل ہندیہ کے حوالے سے اور برجندی کے حوالے سے گزر چکی ہے۔ ہاں خانیہ میں یہ میں نے نہ دیکھا، بلکہ اس میں اس کے برخلاف واقع ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی آئے گا۔ رہا خلاصہ تو میرے نسخہ میں اس کی عبارت اس طرح ہے: اگر خواب دیکھا اور کوئی تری نہ پائی تو بالاتفاق اس پر غسل نہیں۔ اور اگر خواب دیکھنا یاد ہے اور تری بھی پائی اگر وہ ودی ہو تو بلا اختلاف غسل واجب نہیں۔ اور اگر مذی یا منی ہو تو بالاجماع غسل واجب ہے اور ہم مذی سے غسل واجب نہیں کرتے لیکن بات یہ ہے کہ دیر ہو جانے سے منی رقیق ہو جاتی ہے تو اس سے مراد وہ ہے جو مذی کی صورت میں ہے، حقیقتِ مذی مراد نہیں۔ سوم جب اپنے بستر پر تری دیکھے اور احتلام یاد نہیں تو طرفین کے نزدیک اس پر غسل واجب ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک اس پر غسل نہیں اھ۔

میرا خیال ہے کہ زیرِ بحث مسئلہ کا اس عبارت میں سرے سے کوئی تذکرہ ہی نہیں۔ اگر یہ کہو کہ نہیں بلکہ اس میں مصفٰی کے برخلاف

ف۱: تطفل علی الحلیۃ۔

ف۲: تطفل علی مصفی الامام النسفی۔

ف۳: تطفل آخر علیہ۔

[۱] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطہارات الفصل الثانی فی الغسل مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۳

حیث ارسل البلل ارسالا فشمل المذی وقد اوجب فیه الغسل مع عدم التذکر ومثله مافی الخانیة عن مبسوط الامام محرر المذهب محمد بن الحسن رضی اللّٰہ تعالٰی عنه حیث قال وفی صلٰوۃ الاصل اذا استیقظ و عنده انه لم یحتلم و وجد بللا علیه الغسل فی قول ابی حنیفة و محمد رحمهما اللّٰہ تعالٰی[1]، قلت لا تعجل و اورد الکلام مورده فانه اما ان یکون المراد بلل معلوم الحقیقة او غیر معلومها او اعم لاسبیل الی الاول لانه ارسل البلل ارسالا فیشمل ماذا علم انه منی ولیس مرادا قطعا لان فیه الغسل بلاخلاف وماذا علم انه ودی ولیس مرادا قطعا اذ لاغسل فیه بالاتفاق ولا الی الثالث لشموله الاول فیعود المحذور ان فتعین الثانی وکانه لهذا ابهم وارشد بالابهام اللفظی الی الابهام المعنوی

تذکرہ موجود ہے کیونکہ اس میں تری کو بغیر کسی قید کے مطلق ذکر کیا ہے تو یہ مذی کو بھی شامل ہے اور اس میں یاد نہ ہونے کے باوجود غسل واجب کیا ہے۔

اسی کے مثل وہ بھی ہے جو خانیہ میں محرر مذہب امام محمد بن الحسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مبسوط سے نقل ہے۔ امام قاضی خاں فرماتے ہیں: مبسوط کتاب الصلٰوۃ میں ہے: جب بیدار ہو اور اس کے خیال میں یہ ہے کہ اس نے خواب نہ دیکھا اور اس نے تری پائی تو اس پر امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کے قول پر غسل واجب ہے۔

تو میں کہوں گا جلدی نہ کرو اور کلام کو اس کے مورد ہی پر وارد کرو۔ اس لئے کہ یا تو ایسی تری مراد ہے جس کی حقیقت معلوم ہے یا نامعلوم ہے یا وہ جو دونوں سے عام ہے اول ماننے کی کوئی سبیل نہیں اس لئے کہ اس میں تری کو مطلق ذکر کیا ہے تو یہ اس صورت کو بھی شامل ہے جب یقین ہو کہ وہ منی ہے اور یہ قطعًا مراد نہیں اس لئے کہ اس میں بلا اختلاف غسل ہے اور اس صورت کو بھی شامل ہے جب یقین ہو کہ وہ ودی ہے۔ اور یہ بھی قطعًا مراد نہیں اس لئے کہ اس میں بالاتفاق غسل نہیں ہے۔ اور سوم ماننے کی بھی گنجائش نہیں اس لئے کہ وہ اول کو بھی شامل ہے تو اس کے تحت جو دونوں خرابیاں ہیں وہ پھر لوٹ آئیں گی۔ اب دوسری صورت متعین ہوگئی۔ شاید اسی لئے امام محمد نے ابہام رکھا اور لفظی ابہام سے معنوی ابہام

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فیما یوجب الغسل نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱

فالمعنی رای بللا لایدری ماھو فھذہ صورۃ الشك فی انه منی اوغیرہ ولامساس لھا بصورۃ علم المذی و نظیرہ قول مسکین اذا استیقظ فوجد فی احلیله بللا[1] اھ فقال ابو السعود وشك فی کونه منیا اومذیا خانیۃ[2] اھ وقول المنیۃ ان استیقظ الرجل فوجد فی احلیله بللا[3] الخ، فقال فی الغنیۃ لایدری امنی ھوام مذی[4] اھ۔

کی جانب رہنمائی فرمائی۔ تو معنٰی یہ ہے کہ ایسی تری دیکھی جس کے بارے میں اسے پتہ نہیں کہ وہ کیا ہے۔ تو یہ اس تری کے منی یا غیر منی ہونے میں شک کی صورت ہوئی ــــ اور اسے مذی کے یقین کی صورت سے کوئی مس نہیں ــــ اسی کی نظیر مسکین کی یہ عبارت ہے: اگر بیدار ہونے کے بعد ذکر کی نالی میں تری پائی اھ۔ اس پر ابو السعود نے لکھا، اور اس کے منی یا مذی ہونے میں اسے شک ہوا ــ خانیہ ــ اھ۔ اور اسی طرح منیہ کی یہ عبارت ہے: اگر بیدار ہونے کے بعد ذکر کی نالی میں تری پائی الخ۔ اس پر غنیہ میں لکھا: اور اُسے پتہ نہیں کہ وہ منی ہے یا مذی اھ۔

اقول وبه ظھر الجواب عن ایراد الحلیۃ بقوله انت علیم بما فی ھذا الاطلاق فانه یشتمل المنی والمذی ولا شك ان المنی غیر مراد منه بالاتفاق فلاجرم ان ذکر المصنف انه لوتیقن انه منی فعلیه الغسل[5] اھ ونظائر ھذا کثیر فی کلامھم غیر یسیر۔

اقول اسی سے حلیہ کے اس اعتراض کا جواب بھی واضح ہوگیا جو ان الفاظ میں ہے: اس اطلاق میں جو خامی ہے وہ تمھیں معلوم ہے اس لئے کہ وُہ منی و مذی دونوں کو شامل ہے۔ اور بلا شبہہ اس سے منی بالاتفاق مراد نہیں تو لامحالہ مصنف نے یہ ذکر فرمایا کہ اگر اسے منی ہونے کا یقین ہے تو اس پر غسل ہے اھ۔ اور اس کی نظیریں کلامِ علماء میں ایک دو نہیں بہت ہیں۔

ف: تطفل علی الحلیۃ

[1] شرح الکنز لمنلا مسکین علی ہامش فتح المعین — کتاب الطہارۃ — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۱/۵۹
[2] فتح المعین " " " "
[3] منیۃ المصلی — مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور — ص ۳۳
[4] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی — مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی — سہیل اکیڈمی لاہور — ص ۴۳
[5] منیۃ المصلی — مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور — ص ۳۳

اور عامۂ متون مذہب وجماہیر اجلّہ عمائد کی تصریح ہے کہ صورت پنجم میں مثل صورت چہارم ہمارے ائمہ میں مختلف فیہ ہے طرفین غسل واجب فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف کا خلاف ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ وقایہ[1] ونقایہ[2] واصلاح[3] وغرر[4] ونور الایضاح[5] وتنویر الابصار[6] وملتقی الابحر[7] وبدائع[8] واسبیجابی[9] وصدر الشریعۃ[10] وحلیہ[11] وغنیہ[12] وایضاح[13] ودرر[14] ومراقی الفلاح[15] وجوہرہ نیرہ[16] وتبیین الحقائق[17] ومستخلص[18] وشمنی[19] ومجمع الانہر[20] وفتوائے امام اجل نجم الدین نسفی[21] وجواہر الفتاوی[22] للامام الکرمانی وخانیہ[23] وسراجیہ[24] وخجندی[25] وبزازیہ[26] وتجنیس[27] وحصر[28] ومختلف[29] وظہیریہ[30] وخزانۃ المفتین[31] وارکان اربعہ[32] اور شروح حدیث سے لمعات[33] ومرقاۃ[34] جزماً اسی طرف ہیں اور امام محقق علی الاطلاق[35] نے بحثاً اور اس کا افادہ فرمایا کما مرو یأتی بیانہ ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ گزرا اور ان شاء اللہ تعالٰی اس کا بیان آگے آئے گا۔ ت)۔ وقایہ وشرح میں ہے:

(ورؤیۃ المستیقظ المنی اوالمذی وان لم یحتلم) اما فی المنی فظاھر، واما فی المذی فلاحتمال کونہ منیا رق بحرارۃ البدن وفیہ خلاف لابی یوسف[1]۔

(اور بیدار ہونے والے کا منی یا مذی دیکھنا اگرچہ احتلام یاد نہ ہو) منی میں تو وجہ ظاہر ہے۔ مذی میں اس لئے کہ ہوسکتا ہے وہ منی رہی ہو جو بدن کی حرارت سے رقیق ہوگئی اور اس کے بارے میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ (ت)

اصلاح وایضاح میں ہے:

(ورؤیۃ المستیقظ المنی اوالمذی وان لم یتذکر الاحتلام) فان ماظھر فی صورۃ المذی یحتمل ان یکون منیا رق بحرارۃ البدن اوباصابۃ الھواء، فمتی وجب من وجہ مافالاحتیاط فی الایجاب وفیہ خلاف لابی یوسف[2]

(اور بیدار ہونے والے کا منی یا مذی دیکھنا اگرچہ احتلام یاد نہ ہو) اس لئے کہ جو تری مذی کی صورت میں نظر آرہی ہے ہوسکتا ہے کہ منی رہی ہو جو بدن کی حرارت سے یا ہوا لگنے سے رقیق ہوگئی ہو تو جب کسی صورت سے غسل کا وجوب ہوتا ہے تو احتیاط واجب رکھنے ہی میں ہے اور اس میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ (ت)

مختصر الوقایہ میں ہے:

---

[1] شرح الوقایۃ کتاب الطہارۃ موجبات الغسل مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۸۲

[2] اصلاح وایضاح

ورؤیة المستیقظ المنی او المذی[1]

اور بیدار ہونے والے کا منی یا مذی دیکھنا۔

غرر و درر میں ہے:

(وعند رؤیة مستیقظ منیا او مذیا وان لم یتذکر حلما) لان الظاھر انہ منی رق بھواء اصابہ[2]

(اور بیدار ہونے والے کے منی یا مذی دیکھنے کی صورت میں اگرچہ اسے کوئی خواب یاد نہ ہو) اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ وُہ منی تھی جو ہوا لگنے سے رقیق ہوگئی۔ (ت)

متن و شرح علامہ شرنبلالی میں ہے:

ومنھا (وجود ماء رقیق) بعد الانتباہ من (النوم) ولم یتذکر احتلاما عندھما خلافا لابی یوسف و بقولہ اخذ خلف بن ایوب و ابو اللیث لانہ مذی وھو الاقیس و لھما ماروی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سئل عن الرجل یجد البلل ولم یذکر احتلاما قال یغتسل ولان النوم راحة تھیج الشھوة و قد یرق المنی لعارض والاحتیاط لازم فی العبادات[3]

اور ان ہی اسباب میں سے (یہ ہے کہ نیند) سے بیدار ہونے (کے بعد رقیق پانی پائے) اور اسے احتلام یاد نہ ہو۔ یہ طرفین کے نزدیک ہے امام ابو یوسف اس کے خلاف ہیں اور امام ابو یوسف ہی کا قول خلف بن ایوب اور امام ابو اللیث نے اختیار کیا ہے اس لئے کہ وُہ مذی ہے۔ اور یہی زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ اور طرفین کی دلیل وہ روایت ہے کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس مرد کے بارے میں سوال ہوا جو تری پائے اور اسے احتلام یاد نہ ہو تو فرمایا غسل کرے۔ اور اس لئے بھی کہ نیند میں ایک راحت ہوتی ہے جو شہوت کو برانگیختہ کرتی ہے اور منی کبھی عارض کی وجہ سے رقیق ہوجاتی ہے اور عبادات کے معاملے میں احتیاط لازم ہے۔ (ت)

تنویر الابصار میں ہے:

---

[1] مختصر الوقایة کتاب الطہارة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۴

[2] درر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطہارة فرض الغسل میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹

[3] مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی فصل ما یوجب الاغتسال دار الکتب العلمیة بیروت ص ۹۹

ورؤية المستيقظ منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام[1]

اور بیدار ہونے والے کا منی یا مذی دیکھنا اگرچہ اسے احتلام یاد نہ ہو۔ (ت)

ملتقی ومجمع میں ہے:

(و) فرض (لرؤية مستيقظ لم يتذكر الاحتلام بللا ولو مذيا) عند الطرفين (خلافا له) اى لابي يوسف له ان الاصل براءة الذمة فلا يجب الا بيقين وهو القياس ولهما ان النائم غافل والمنى قد يرق بالهواء فيصير مثل المذى فيجب عليه احتياطا[2]

(اور بیدار ہونے والا جسے احتلام یاد نہ ہو اس کے تری دیکھنے کے سبب اگرچہ وہ مذی ہی ہو) غسل فرض ہے طرفین کے نزدیک۔ (بخلاف ان کے) یعنی امام ابو یوسف کے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ اس کے ذمہ غسل نہیں ہے پھر اس کے برخلاف اس پر غسل کا وجوب، بغیر یقین کے نہ ہوگا۔ اور قیاس یہی ہے۔ طرفین کی دلیل یہ ہے کہ سونے والا غافل ہوتا ہے۔ اور منی کبھی ہوا سے رقیق ہو کر مذی کی طرح ہو جاتی ہے تو احتیاطاً اس پر غسل واجب ہوگا۔ (ت)

جوہرہ نیرہ میں ہے:

فی الججندی ان کان منیا وجب الغسل بالاتفاق وان کان مذیا وجب عندهما سواء تذکر الاحتلام اولا وقال ابو یوسف لا یجب الا اذا تیقن الاحتلام[3]

خجندی میں ہے: اگر منی ہو تو بالاتفاق غسل واجب ہے۔ اور اگر مذی ہو تو طرفین کے نزدیک واجب ہے احتلام یاد ہو یا نہ یاد ہو۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا: غسل واجب نہیں مگر جب احتلام کا یقین ہو۔ (ت)

شرح امام زیلعی میں ہے:

---

[1] الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱
[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۳
[3] الجوہرۃ النیرۃ " مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۱۲

غشی علیہ اوکان سکران فوجد علی فخذہ او فراشہ مذیا لم یلزمہ الغسل لانہ یحال بہ علی ھذا السبب الظاھر بخلاف النائم[1]ف

بیہوش ہوا یا نشے میں تھا پھر اپنی ران یا بستر پر مذی پائی تو اس پر غسل لازم نہ ہوگا اس لئے کہ اس مذی کو اسی ظاہری سبب کے حوالہ کیا جائے گا بخلاف سونے والے کے۔ (ت)

مستخلص الحقائق میں ہے:

(لامذی و ودی و احتلام بلا بلل) روی الشیخ ابومنصور الماتریدی باسنادہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال اذا رای الرجل بعد ماینتبہ من النوم بللا ولم یتذکر الاحتلام اغتسل وان تذکر الاحتلام ولم یر بللا فلا غسل علیہ وھذا النص فی الباب کذا فی البدائع ثم قولہ بلا بلل مطلق یتناول المنی والمذی وقال ابویوسف لاغسل علیہ فی المذی وھذا النص فی المنی اعتبارا بحالۃ الیقظۃ، ولھما اطلاق الحدیث ولان المنی قد یرق

(مذی، ودی، اور بغیر تری کے صرف خواب دیکھنا موجب غسل نہیں) شیخ ابومنصور ماتریدی نے اپنی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، مرد جب نیند سے بیدار ہونے کے بعد تری دیکھے اور اسے احتلام یاد نہ ہو تو غسل کرے اور اگر خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اس پر غسل نہیں۔ اور یہ اس باب میں نص ہے۔ ایسا ہی بدائع میں ہے۔ پھر متن میں "بغیر تری کے" مطلق ہے منی و مذی دونوں کو شامل ہے۔ اور امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ مذی کی صورت میں اس پر غسل نہیں۔ اور ان کے نزدیک یہ نص منی سے متعلق ہوگا جیسے بیداری کی حالت میں اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حدیث مطلق ہے۔ اور اس لئے بھی

ف: مسئلہ بیماری وغیرہ سے غش آگیا یا معاذ اللہ نشہ سے بیہوش ہوا اس کے بعد جو ہوش آیا تو اپنے کپڑے یا بدن پر مذی پائی تو اس پر سوا وضو کے غسل نہ ہوگا اس کا حکم سوتے سے جاگ کر مذی دیکھنے کے مثل نہیں کہ وہاں غسل واجب ہوتا ہے۔

---

[1] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۸

بمرور الزمان فیصیر فی صورۃ المذی کذا فی البدائع ایضا[۱]۔

کہ منی کبھی وقت گزرنے کی وجہ سے رقیق ہو کر مذی کی صورت میں ہو جاتی ہے۔ ایسا بدائع میں بھی ہے (ت)

جواہر الفتاوٰی کے باب رابع میں کہ فتاوائے امام اجل نجم الدین نسفی کے لئے معقود ہوتا ہے فرمایا:

استیقظ وتذکر انہ رای فی منامہ مباشرۃ ولم یر بللا علی ثوبہ ولا فرشہ ومکث ساعۃ فخرج مذی لا یجب الغسل لظاہر الحدیث من احتلم ولم یر بللا فلاشئ علیہ، ولیس ھذا کما استیقظ ورأی بلۃ یلزمہ الغسل عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی لانہما یحملان انہ کان منیا فرق بمرور الزمان وھٰھنا عاین خروج المذی فوجب الوضوء دون الغسل قال ولا یلزم علی ھذا من احتلم لیلا فاستیقظ ولم یر بللا فتوضأ وصلی الفجر ثم نزل المنی یجب الغسل وجازت صلٰوۃ الفجر عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی لانہ انما یجب الغسل بنزول المنی بعد ما استیقظ ولھذا لا یعید الفجر بخلاف مسألتنا لانہ زال

نیند سے بیدار ہوا اور اسے یاد آیا کہ اس نے خواب میں مباشرت دیکھی ہے اور اپنے کپڑے اور بستر پر کوئی تری نہ پائی اور کچھ دیر کے بعد مذی نکلی تو اس پر غسل واجب نہیں، اس کی دلیل اس حدیث کا ظاہر ہے کہ "جس نے خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اس پر کچھ نہیں"۔ اور یہ اس صورت کی طرح نہیں جب بیدار ہوا اور تری دیکھے۔ اس پر امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کے نزدیک غسل لازم ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک وہ اس پر محمول ہے کہ منی تھی وقت گزرنے کی وجہ سے رقیق ہوگئی۔ —— اور یہاں تو اس نے مذی نکلنے کا مشاہدہ کیا ہے اس لئے اس پر وضو واجب ہے غسل نہیں۔ فرماتے ہیں: اس پر اس مسئلے سے اعتراض نہ ہوگا کہ کسی نے رات کو خواب دیکھا اور بیدار ہوا تو تری نہ پائی، وضو کرکے نمازِ فجر ادا کرلی پھر منی نکلی تو اس پر غسل واجب ہے اور نمازِ فجر ہوگئی ۔ امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کے نزدیک —— اس لئے کہ یہاں بیداری کے بعد منی نکلنے کی وجہ سے غسل واجب ہوا اسی لئے اسے نمازِ فجر کا اعادہ نہیں کرنا ہے اور مسئلہ سابقہ میں ایسا نہیں اس لئے کہ بیدار

---

[۱] مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ رام کانشی پرنٹنگ ورکس لاہور ۱/ ۵۰ و ۵۱

المذی بعد ما استیقظ وھو یراہ فلم یلزمہ الغسل لانہ مذی[1] اھ بنحو اختصار۔

ہونے کے بعد اس کے سامنے مذی نکلی تو مذی ہونے کی وجہ سے اس پر غسل لازم نہ ہوا، اھ کچھ اختصار کے ساتھ عبارت ختم ہوئی۔ (ت)

فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے:

انتبہ ورای علی فراشہ او فخذہ المذی یلزمہ الغسل فی قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالٰی تذکر الاحتلام اولم یتذکر[2]

بیدار ہُوا اور اپنے بستر یا ران پر مذی دیکھی تو امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمھما اللہ تعالٰی کے قول پر غسل اس پر لازم ہے احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔

اُسی میں ہے:

مغمی علیہ افاق فوجد مذیا لاغسل علیہ وکذا السکران، ولیس ھذا کالنوم لان ما یراہ النائم سببہ ما یجدہ من اللذۃ والراحۃ التی تھیج منھا الشھوۃ والاغماء والسکر لیسا من اسباب الراحۃ[3]

بے ہوش تھا افاقہ ہوا تو مذی پائی اس پر غسل نہیں۔ یہی حکم نشہ والے کا ہے۔ اور یہ نیند کی طرح نہیں، اس لئے کہ سونے والا جو دیکھتا ہے اس کا سبب اسے محسوس ہونے والی وہ لذت و راحت ہے جس سے شہوت برانگیختہ ہوتی ہے۔ اور بیہوشی و نشہ، راحت کے اسباب سے نہیں۔

سراجیہ میں ہے:

اذا استیقظ النائم فوجد علی فراشہ بللا علی صورۃ المذی او المنی علیہ الغسل وان لم یتذکر الاحتلام[4]

سونے والا بیدار ہوکر اپنے بستر پر مذی یا منی کی صورت میں تری پائے تو اس پر غسل ہے اگرچہ احتلام یاد نہ ہو۔ (ت)

وجیز امام کردری میں ہے:

احتلم ولم یر بللا لاغسل علیہ

خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اس پر بالاجماع

---

[1] جواہر الفتاوٰی الباب الرابع قلمی فوٹو ص ۵ و ۶
[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فیما یوجب الغسل نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱
[3] " " " " " " " ۱/۲۲
[4] الفتاوی السراجیۃ " باب الغسل " ص ۳

اجماعا ولو منیا او مذیا لزم لان الغالب انہ منی رق لمضی الزمان[1]۔

غسل نہیں۔ اور اگر منی یا مذی دیکھی تو غسل لازم ہے اس لئے کہ غالب گمان یہی ہے کہ وہ منی ہے جو وقت گزرنے سے رقیق ہوگئی۔ (ت)

اُسی میں ہے،

افاق بعد الغشی او السکر ووجد علی فراشہ مذیا لاغسل علیہ بخلاف النائم[2]۔

بے ہوشی یا نشہ کے بعد ہوش آیا اور اپنے بستر پر مذی پائی تو اس پر غسل نہیں، بخلاف سونے والے کے۔ (ت)

التجنیس والمزید میں ہے،

استیقظ فوجد علٰی فراشہ مذیا کان علیہ الغسل ان تذکر الاحتلام بالاجماع وان لم یتذکر فعند ابی حنیفۃ و محمد رحمہما اللہ تعالٰی لان النوم مظنۃ الاحتلام فیحال علیہ ثم یحتمل انہ منی رق بالھواء او الغذاء فاعتبرناہ منیا احتیاطا[3] اھ من الفتح ملتقطا۔

بیدار ہوکر اپنے بستر پر مذی پائی تو اس پر غسل ہوگا۔ اگر احتلام یاد ہو تو بالاجماع ــــ اور یاد نہ ہو تو امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کے نزدیک ــــ اس لئے کہ نیند گمان احتلام کی جگہ ہے تو اسے اسی کے حوالے کیا جائے گا پھر یہ احتمال بھی ہے کہ وہ منی تھی جو ہوا یا غذا سے رقیق ہوگئی، تو ہم نے احتیاطاً اسے منی ہی مانا اھ فتح القدیر سے ملتقطاً۔ (ت)

حلیہ میں مصفٰے سے ہے،

ذکر فی الحصر والمختلف والفتاوی الظہیریۃ انہ اذا استیقظ فرای مذیا وقد تذکر الاحتلام اولم یذکرہ فلاغسل علیہ عند ابی یوسف وقالا علیہ الغسل[4]۔

حصر، مختلف اور فتاوی ظہیریہ میں ذکر کیا ہے کہ جب بیدار ہوکر مذی دیکھے اور احتلام یاد ہے یا نہیں، تو امام ابویوسف کے نزدیک اس پر غسل نہیں اور طرفین نے فرمایا اس پر غسل ہے۔ (ت)

---

[1] الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۰

[2] ؁ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] التجنیس والمزید کتاب الطہارات مسئلہ ۱۰۳ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۶۸ و ۱۶۹

[4] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اُسی میں ہے :

وجوب الغسل اذا لم یتذکر حلما وتیقن انه مذی او شك فی انه منی او مذی قول ابی حنیفة ومحمد خلافا لابی یوسف[1]

جب خواب یاد نہ ہو اور یقین ہو کہ مذی ہے یا شک ہو کہ منی ہے یا مذی تو اس صورت میں وجوبِ غسل کا حکم امام ابوحنیفہ و امام محمد کا قول ہے بخلاف امام ابویوسف کے، رحمہم اللہ تعالٰی۔ (ت)

اُسی میں ہے :

اطلق الجم الغفیر انه اذا استیقظ ووجد مذیا یعنی ماصورته صورة المذی ولم یتذکر الاحتلام یجب علیه الغسل عند ابی حنیفة ومحمد خلافا لابی یوسف[2]

جم غفیر نے بتایا کہ جب بیدار ہو اور مذی پائے یعنی وہ جو مذی کی صورت میں ہے اور احتلام یاد نہیں تو امام ابوحنیفہ و امام محمد کے نزدیک اس پر غسل واجب ہے بخلاف امام ابویوسف کے۔ (ت)

خزانۃ امام سمعانی میں برمز طح لشرح الطحاوی ہے :

استیقظ فوجد علی فراشه بللا فان کان مذیا فعند ابی حنیفة ومحمد رحمهما اللہ تعالٰی یجب الغسل احتیاطا تذکر الاحتلام اولم یتذکر وقال ابویوسف رحمه اللہ تعالٰی لاغسل علیه حتی یتیقن بالاحتلام[3]

بیدار ہو کر اپنے بستر پر تری پائی اگر وہ مذی ہو تو امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کے نزدیک احتیاطًا اس پر غسل واجب ہے۔ احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اس پر غسل نہیں یہاں تک کہ اسے احتلام کا یقین ہو۔ (ت)

ارکان بحر العلوم میں ہے :

من موجبات الغسل وجدان المستیقظ البلل سواء کان منیا او مذیا وسواء تذکر الاحتلام ام لا عند الامام ابی حنیفة والامام محمد وقال ابویوسف لا

غسل کے موجبات میں سے یہ ہے کہ بیدار ہونے والا تری پائے خواہ وہ منی ہو یا مذی اور خواہ اسے احتلام یاد ہو یا نہ ہو امام ابوحنیفہ و امام محمد کے نزدیک ۔۔۔ اور امام ابویوسف نے نفی کی اس لئے

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " "

[3] خزانۃ المفتین کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل (قلمی فوٹو) ۱/۵

لان الغسل لا یجب بالاحتمال دلیلھما ما روی الترمذی و ابوداؤد عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا (فذکر الحدیث المذکور ثم قال) المعنی فی وجوب الغسل علی المستیقظ الواجد البلل ان النوم حالۃ غفلۃ وتوجہ الی دفع الفضلات ویکون الذکر صلبا شاھیا للجماع و لذا یکثر فی النوم الاحتلام وخروج المنی یکون بشھوۃ غالبا بخلاف حالۃ الیقظۃ فانہ یندر فیہ خروج المنی بلا تحریک فاذا وجد المستیقظ البلل فالغالب انہ منی دفعہ الطبیعۃ بشھوۃ وان کان البلل رقیقا مثل المذی فالغالب فیہ انہ رق بحرارۃ البدن فاوجب الشارع فی البلل الغسل مطلقا لانہ مظنۃ الخروج بالشھوۃ فافھم[1]

کہ محض احتمال سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور طرفین کی دلیل وہ حدیث ہے جو ترمذی و ابوداؤد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی (اس کے بعد حدیثِ مذکور بیان کی، پھر فرمایا:) بیدار ہو کر تری پانے والے پر غسل واجب ہونے کا سبب یہ ہے کہ نیند غفلت اور فضلات دفع کرنے کی جانب توجہ کی حالت ہے اور اس وقت ذکر میں سختی و شہوتِ جماع ہوتی ہے۔ اسی لئے نیند میں احتلام اور شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا زیادہ ہوتا ہے ــــ بیداری کی حالت میں ایسا نہیں، اس میں بغیر تحریک کے منی کا نکلنا نادر ہے۔ تو بیدار ہونے والا جب تری پائے تو غالب گمان یہی ہے کہ وہ منی ہے جسے طبیعت نے شہوت کے ساتھ دفع کیا ہے۔ اور تری اگر مذی کی طرح رقیق ہو تو اس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ بدن کی حرارت سے رقیق ہوگئی ہے تو شارع نے تری میں مطلقاً غسل واجب کیا اس لئے کہ اس میں شہوت سے نکلنے کے گمان کا موقع ہے۔ فافہم۔ (ت)

کبیری علی المنیہ میں قول مذکور متن کو عند ابی یوسف سے مقید کرکے وعندھما یجب[2] فرمایا پھر محلِ دلیل میں افادہ کیا،

قولھما وجوب الغسل اذا تیقن انہ

طرفین کا قول کہ غسل واجب ہے جب یقین ہو کہ

---

[1] رسائل الارکان الرسالۃ الاولٰی فی الصلوٰۃ فصل فی الغسل مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۳

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۲ و ۴۳

مذی ولم یتذکر الاحتلام لان النوم حال ذھول وغفلۃ شدیدۃ یقع فیہ اشیاء فلایشعر بھا فتیقن کون البلل مذیا لایکاد یمکن الا باعتبار صورتہ ورقتہ وتلک الصورۃ کثیرا ما تکون للمنی بسبب بعض الاغذیۃ ونحوھا ممایوجب غلبۃ الرطوبۃ ورقۃ الاخلاط والفضلات وبسبب فعل الحرارۃ والھواء فوجوب الغسل ھو الوجہ[1]

وہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ نیند ذہول اور شدید غفلت کی حالت ہے اس میں بہت سی ایسی چیزیں واقع ہو جاتی ہیں جن کا سونے والے کو پتہ نہیں چلتا تو تری کے مذی ہونے کا یقین اس کی صورت اور رقت ہی کے اعتبار سے ہو پائے گا اور یہ صورت بارہا منی کی بھی ہوتی ہے جس کا سبب بعض غذائیں اور ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن سے رطوبت زیادہ ہوجاتی ہے۔ خلطیں اور فضلات رقیق ہوجاتے ہیں اور حرارت و ہوا کے عمل سے بھی ایسا ہوتا ہے تو غسل کا وجوب ہی صحیح صورت ہے۔ (ت)

سنن دارمی و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الرجل یجد البلل و لایتذکر احتلاما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم یغتسل وعن الرجل الذی یری انہ قد احتلم ولا یجد بللا قال لاغسل علیہ[2]

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استفتار ہوا کہ آدمی تری پائے اور احتلام یاد نہیں۔ فرمایا: نہائے۔ عرض کی: احتلام یاد ہے اور تری نہ پائی۔ فرمایا: اس پر غسل نہیں۔

مولٰنا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں یجد البلل کے نیچے لکھتے ہیں:

منیا کان او مذیا[3] (منی ہو یا مذی۔ ت)

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۲ و ۴۳

[2] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الرجل یجد البلۃ فی منامہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۱

سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب من احتلم ولم یر بللا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۵

سنن الترمذی 〃 حدیث ۱۱۳ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۶۴

سنن الدارمی باب من یری بللا حدیث ۷۷۱ دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/ ۱۶۱

[3] مرقات المفاتیح کتاب الطہارۃ باب الغسل تحت الحدیث ۴۴۱ المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ ۲/ ۱۴۴

لمعات التنقیح میں ہے :

مذھب ابی حنیفۃ ومحمد انہ اذا رای المستیقظ بللا منیا کان او مذیا وجب الغسل یتذکر الاحتلام او لم یتذکر، قال الشمنی قال ابو یوسف لاغسل اذا رای مذیا ولم یتذکر الاحتلام لان خروج المذی یوجب الوضوء لا الغسل و متمسکھما ھذا الحدیث[1]

امام ابوحنیفہ وامام محمد کا مذہب یہ ہے کہ جب بیدار ہونے والا تری دیکھے ــــ منی ہو یا مذی ــــ تو اس پر غسل واجب ہے احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔ شمنی نے فرمایا : امام ابو یوسف کا قول ہے کہ اس صورت میں غسل نہیں جب مذی دیکھے اور احتلام یاد نہ ہو اس لئے کہ مذی نکلنے سے وضو واجب ہوتا ہے غسل نہیں ، اور طرفین کا استدلال اسی حدیث سے ہے۔ (ت)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ فقہ وغیرہ ہر فن میں اختلافِ اقوال بکثرت ہوتا ہے مگر اس رنگ کا اختلاف نادر ہے کہ ہر فریق یوں کلام فرماتا ہے گویا مسئلہ میں ایک یہی قول ہے قول دیگر و اختلاف باہم کا اشعار تک نہیں کرتا گویا خلاف پر اطلاع ہی نہیں یہاں تک کہ جہاں ایک فریق کے شراح نے اپنے مشروح کا خلاف بھی کیا وہاں بھی ایراد یا اصلاح کا رنگ برتا، نہ یہ کہ مسئلہ خلافیہ ہے، اور ہمارے نزدیک ارجح یہ ہے کہ مثلاً عبارت مذکور تنویر الابصار میں کہ فریق دوم کے موافق تھی، مدقق علائی نے یہ استثنا بڑھایا :

الا اذا علم انہ مذی او شك انہ مذی او ودی او کان ذکرہ منتشرا قبل النوم فلا غسل علیہ اتفاقا[2]

مگر جب یقین ہو کہ وہ مذی ہے ، یا شک ہو کہ مذی ہے یا ودی ، یا سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا تو بالاتفاق اس پر غسل نہیں۔ (ت)

علامہ طحطاوی نے فرمایا :

یرد علی المصنف انہ فی صورۃ المذی مع عدم التذکر لا یلزمہ الغسل وقد افادہ الشارح بقولہ

مصنف پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ احتلام یاد نہ ہونے کے ساتھ مذی کی صورت میں غسل لازم نہیں ہوتا ، شارح نے اپنے قول "مگر جب یقین ہو الخ" سے

---

[1] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطہارۃ باب الغسل حدیث ۴۴۱ المکتبۃ المعارف العلمیہ لاہور ۲/ ۱۱۳

[2] الدر المختار شرح تنویر الابصار مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۱

الا اذا علم[1]۔ | اس کا افادہ کیا۔ (ت)

علامہ شامی نے فرمایا:

اعلم ان الشارح قد اصلح عبارۃ المصنف فان قولہ او مذیا یحتمل انہ رای مذیا حقیقۃ بان علم انہ مذی او صورۃ بان شك انہ مذی او ودی او شك انہ مذی او منی فاستثنی ماعدا الاخیر و صار قولہ او مذیا مفروضا فیما اذا شك انہ مذی او منی فقط فھذہ الصورۃ یجب فیہا الغسل وان لم یتذکر الاحتلام لکن بقیت ھذہ صادقۃ بما اذا کان ذکرہ منتشرا قبل النوم اولا مع انہ اذا کان منتشرا لایجب الغسل فاستثناہ ایضا فصار جملۃ المستثنیات ثلث صور لا یجب فیہا الغسل اتفاقا مع عدم تذکر الاحتلام[2] الخ۔

واضح ہو کہ شارح نے عبارتِ مصنف کی اصلاح فرمائی ہے اس لئے کہ ان کے قول "او مذیا" میں احتمال تھا کہ اس نے حقیقۃً مذی دیکھی ہو اس طرح کہ اسے یقین ہو کہ وہ مذی ہے — یا صورۃً مذی دیکھی اس طرح کہ اسے شک ہو کہ وہ مذی ہے یا ودی، یا شک ہو کہ وہ مذی ہے یا منی — تو ماسوائے اخیر کا استثنا کر دیا۔ اور ان کا قول "او مذیاً" کی صورت مفروضہ ہو گئی جس میں صرف یہ شک ہے کہ مذی ہے یا منی — تو اس صورت میں غسل واجب ہے اگرچہ احتلام یاد نہ ہو۔ لیکن یہ اس صورت پر بھی صادق ٹھہری جب سونے سے قبل ذکر منتشر رہا ہو یا نہ رہا ہو حالاں کہ منتشر ہونے کی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا تو اس صورت کا بھی استثناء کر دیا۔ اب کل تین صورتیں مستثنیٰ ہو گئیں جن میں احتلام یاد نہ ہونے کے ساتھ بالاتفاق غسل واجب نہیں ہوتا (ت)

اور اسی کے مثل جامع الرموز علامہ قہستانی سے آتا ہے اِن شاء اللہ تعالٰی۔ اُدھر صاحب بغیۃ المصلی نے جو عبارت مذکورہ میں فریق اول کا قول اختیار کیا۔ علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں اس پر یوں فرمایا:

المصنف مشی علی قول ابی یوسف و لم ینبہ علیہ فیوھم انہ مجمع علیہ علی ان الفتوی علی

مصنف کی مشی امام ابو یوسف کے قول پر ہے مگر اس پر تنبیہ نہ کی جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ اس حکم پر تینوں ائمہ کا اجماع ہے۔ علاوہ ازیں فتوٰی طرفین

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۹۲

[2] رد المحتار " داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۱۰

قولھما[1]۔

کے قول پر ہے۔ (ت)

حالانکہ فریق اول کے طور پر ضرور یہ قول مجمع علیہ ہی تھا، یُونہی حلیہ میں عبارت مذکورہ مصفّٰی سے مبسوط و محیط و مغنی کے نصوص نقل کرکے فرمایا:

یفید عدم الوجوب بالاجماع فی المذی کما فی الودی، ولیس کذٰلک بل ھو علی الخلاف کما صرح بہ نفس صاحب المصفی فی الکافی وقاضی خان فی فتاوٰیہ وغیرھما من المشائخ اھ[2]۔

اس کا مفاد یہ ہے کہ ودی کی طرح مذی میں بھی بالاجماع غسل واجب نہیں، حالاں کہ ایسا نہیں بلکہ اس میں اختلاف ہے جیسا کہ خود صاحبِ مصفّٰی نے کافی میں، اور امام قاضی خاں نے اپنے فتاوٰی میں اور دیگر مشایخ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ت)

بالجملہ یہ خلاف نوادر دہر سے ہے اور راہِ تطبیق ہے یا ترجیح۔ اگر ترجیح لیجئے **فاقول** وہ تو سردست بوجوہ قول دوم کے لئے حاضر۔

اوّلاً اُسی پر متون ہیں۔

ثانیاً اُسی طرف اکثر ہیں وانما العمل بما علیہ اکثر[3] (عمل اسی پر ہوتا ہے جس پر اکثر ہوں۔ت)

ثالثاً اُسی میں احتیاط بیشتر اور امرِ عبادات میں احتیاط کا لحاظ اوفر۔

رابعاً اس کے اختیار فرمانے والوں کی جلالت شان جن میں امام اجل فقیہ ابواللیث سمرقندی صاحبِ حصر و امام ملک العلما ابوبکر مسعود کاشانی و امام اجل نجم الدین عمر نسفی و امام علی بن محمد اسبیجابی ہردو استاذ امام برہان الدین صاحبِ ہدایہ و خود امام اجل صاحبِ تجنیس و ہدایہ و امام ظہیر الدین محمد بخاری و امام فقیہ النفس قاضی خان و امام محقق علی الاطلاق وغیرہم ائمہ ترجیح و فتوے بکثرت ہیں اور قول اول کی طرف زیادہ متاخرین قریب العصر۔

اور اگر **تطبیق** کی طرف چلئے تو نظر ظاہر میں وہ توفیق حاضر جسے علامہ شامی[ع] رحمہ اللہ تعالٰی نے

ع قال رحمہ اللہ تعالٰی تحت قول   ع علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی نے متن کی عبارت

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی   مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی   سہیل اکیڈمی لاہور   ص ۴۳

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[3] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ   باب صلوٰۃ المریض   داراحیاء التراث العربی بیروت   ۱/۵۱۰

ع اختیار کیا اور من وجہ اُس کا پتا اور بعض کتب سے بھی چلتا ہے کہ قول اول میں حقیقت مذی مراد ہے یعنی جب یقین یا غلبۂ ظن سے کہ وہ بھی فقہیات میں مثل یقین ہے معلوم ہو کہ یہ تری حقیقۃً مذی ہے اس کا منی ہونا محتمل نہیں تو بالاجماع غسل نہ ہوگا، اور قول دوم میں صورت مذی مقصود ہے یعنی صورۃً مذی ہونے کا علم و یقین ہو اور دربارۂ حقیقت تردد کہ شاید منی ہو جو گرمی پا کر اس شکل پر ہو گئی عبارت درمختار ابھی گزری، عبارتِ نقایہ رؤیۃ المستیقظ المنی او المذی[1] کی جامع الرموز میں یوں تفسیر کی:

(المنی) ای شیأ یتقن انہ منی (منی) یعنی ایسی چیز جس کے متعلق اس کا یقین ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الماتن رؤیۃ مستیقظ منیا او مذیا[2] قولہ او مذیا یقتضی انہ اذا علم انہ مذی ولم یتذکر احتلاما یجب الغسل وقد علمت خلافہ و عبارۃ النقایۃ کعبارۃ المصنف و اشار القہستانی الی الجواب حیث فسر قولہ او مذیا بقولہ ای شیأ شك فیہ انہ منی او مذی فالمراد ما صورتہ المذی لا حقیقتہ اھ فلیس فیہ مخالفۃ لما تقدم فافہم[3] اھ فافاد ان المراد فی قول النفاۃ العلم بحقیقۃ المذی وفی قول الموجبین العلم بصورتہ فلا خلاف اھ منہ۔

"رؤیۃ مستیقظ منیا او مذیا" (بیدار ہونے والے کا منی یا مذی دیکھنا موجب غسل ہے) کے تحت فرمایا عبارتِ متن "او مذیا" کا تقاضا یہ ہے کہ جب اسے مذی ہونے کا یقین ہو اور احتلام یاد نہ ہو تو غسل واجب ہوا، اور تمہیں اس کے خلاف حکم معلوم ہو چکا، اور نقایہ کی عبارت بھی عبارت مصنف ہی کی طرح ہے اس کے تحت قہستانی نے جواب کی طرف اشارہ کیا۔ اس طرح کہ عبارتِ نقایہ "او مذیا" کی تفسیر یہ کی یعنی ایسی چیز جس کے بارے میں شک ہو کہ وہ منی ہے یا مذی، تو مراد وہ ہے جو مذی کی صورت میں ہے وہ نہیں جو حقیقتاً مذی ہے اھ تو اس میں حکم سابق کی مخالفت نہیں فافہم اھ۔ اس سے علامہ شامی نے یہ افادہ کیا کہ وجوبِ غسل کی نفی کرنے والے حضرات کے قول میں حقیقت مذی کا یقین مراد ہے اور وجوب غسل قرار دینے والوں کے قول میں صورت مذی کا یقین مراد ہے تو کوئی اختلاف نہیں ۱۲ منہ (ت)

---

[1] مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ کتاب الطہارۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳
[2] الدر المختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱
[3] رد المحتار " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۱۰

(اوالمذی) ای شیأ یشك فیه انه منی او مذی تذکر الاحتلام اولا وھذا عندھما[1] الخ۔

کہ وہ منی ہے (یا مذی) یعنی ایسی چیز جس کے بارے میں اسے شک ہے کہ وہ منی ہے یا مذی ——— احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔ اور یہ طرفین کے نزدیک ہے الخ۔ (ت)

عبارت مذکورہ وقایہ پر ذخیرۃ العقبٰی[2] میں لکھا:

لایقال قد صرح فی جمیع المعتبرات بانه لایوجب الغسل کالودی فما بال للمصنف رحمه الله تعالٰی عد رؤیته من الموجبات لانا نقول المذی یحکم علیه بعدم کونه موجبا ھوالمذی یقینا والمذی عد موجبا ھو مایکون فی صورته مع احتمال کونه منیا رقیقا کما اشار الیه الشارح رحمه الله تعالٰی بقوله اما المذی فلاحتمال کونه[2] الخ۔

یہاں اعتراض ہوسکتا ہے کہ تمام معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ ودی کی طرح مذی سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا پھر کیا وجہ ہے کہ مصنف نے مذی دیکھنے کو موجباتِ غسل میں شمار کیا مگر اس کا جواب یہ ہے کہ جس مذی کے غیر موجب ہونے کا حکم ہے وُہ مذی یقینی ہے اور جسے موجب غسل شمار کیا ہے وہ ایسی تری ہے جو مذی کی صورت میں ہے اور اس کے بارے میں احتمال ہے کہ وہ رقیق منی ہو جیسا کہ اس طرف شارح رحمہ اللہ تعالٰی نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا کہ "لیکن مذی تو اس لئے کہ احتمال ہے کہ" الخ۔ (ت)

اور تحقیق چاہیے تو حقیقت امر وہ ہے جس کی طرف محقق علی الاطلاق نے اشارہ فرمایا یعنی قول اول ضرور فی نفسہ ایک ٹھیک بات ہے۔ واقعی جب ثابت ہوجائے کہ یہ تری فی الحقیقۃ مذی ہے تو بالضرورۃ منی ہونا محتمل نہ رہے گا اور جب منی کا احتمال تک نہیں تو بالاجماع عدم وجوب غسل میں کوئی شک نہیں مگر ماتحن فیہ یعنی سوتے سے اُٹھ کر تری دیکھنے میں یہ صورت کبھی موجود نہ ہوگی جب مذی دیکھی جائیگی منی ضرور محتمل رہے گی کہ بارہا بدن یا ہوا کی گرمی سے منی رقیق ہو کر شکلِ مذی ہوجاتی ہے تو بیدار ہو کر دیکھنے والے کو علم مذی ہمیشہ احتمال منی ہے اور شک نہیں کہ مذہب طرفین میں اُسے احتمال منی ہمیشہ موجب غسل

---

[1] جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴۳

[2] ذخیرۃ العقبٰی " المبحث فی موجبات الغسل المطبعۃ الاسلامیہ لاہور ۱/۱۳۰ و ۱۳۱

ہے اگرچہ احتلام یاد نہ ہو تو اس صورت میں بھی امام اعظم و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک وجوب غسل لازم۔ بالجملہ ترجیح لو یا تطبیق چلو، بہرحال صحیح و ثابت وہی قول دوم ہے وباللہ التوفیق۔

اقول وبیان ذٰلك علٰی ما ظھر للعبد الضعیف بحسن التوقیف من المولی اللطیف ان فی الحکم بشیئ اما ان یحتمل خلافہ احتمالا صحیحا ناشئا عن دلیل غیر ساقط حتی یکون للقلب الیہ رکون اولا الاول ھو الظن باصطلاح الفقہ، والثانی العلم، ویشمل ما اذا لم یکن ثمہ تصور ما للخلاف اصلا وھو الیقین بالمعنی الاخص، اوکان تصورہ بمجرد امکانہ فی حد نفسہ من دون ان یکون ھٰھنا منشأ لہ من دلیل ما اصلا وھو الیقین بالمعنی الاعم، اوکان عن دلیل ساقط مضمحل لایرکن الیہ القلب وھو غالب الظن، واکبر الرأی والیقین الفقھی لالتحاقہ فیہ بالیقین۔

اقول اس کا بیان جیسا کہ رب لطیف کے حسن توقیف سے بندۂ ضعیف پر منکشف ہوا یہ ہے کہ کسی شی کا حکم کرنے میں یا تو اس کے خلاف کا احتمال ہوگا۔ ایسا احتمال صحیح جو دلیل غیر ساقط سے پیدا ہوا ہو یہاں تک کہ اس کی جانب دل کا جھکاؤ ہو ــــ یا اس کے خلاف کا ایسا احتمال نہ ہوگا ــــ اول اصطلاح فقہ میں ظن کہلاتا ہے اور ثانی کو علم ویقین کہا جاتا ہے۔ اس علم کے تحت تین صورتیں ہوتی ہیں (۱) خلاف کا وہاں بالکل کوئی تصور ہی نہ ہو۔ یہ یقین بمعنی اخص ہے (۲) خلاف کا تصور محض اس کے فی نفسہ ممکن ہونے کی حد تک ہو، اس پر کسی طرح کی کوئی دلیل بالکل نہ ہو۔ یہ یقین بمعنی اعم ہے (۳) خلاف کا تصور ایسی کمزور ساقط دلیل سے پیدا ہو جس کی طرف دل کا جھکاؤ نہ ہو ــــ یہ غالب ظن، اکبر رای اور یقین فقہی کہلاتا ہے اس لئے کہ فقہ میں اسے یقین کا حکم حاصل ہے۔

وبہ علم ان فی الاحکام الفقھیۃ لاعبرۃ بالاحتمال المضمحل الساقط اصلا کما لاحاجۃ الی الیقین الجازم بشیئ من المعنیین کذٰلك، ففی بناء

اسی سے معلوم ہوا کہ فقہی احکام میں کمزور ساقط احتمال کا بالکل کوئی اعتبار نہیں۔ جیسے اس میں ان دونوں معنوں میں یقین جازم کی بھی احتیاج نہیں ــــ تو فقہا بنائے احکام میں جب

ف: فائدہ: معانی العلم والظن والاحتمال فی اصطلاح الفقہ۔

الاحکام اذا اطلقوا الاحتمال فانما یریدون الاحتمال الصحیح وھو الناشئ عن دلیل غیر ساقط، واذا اطلقوا العلم فانما یعنون المعنی الاعم الشامل لاکبر الرأی ای مالا یحتمل خلافہ احتمالاً صحیحا، وبہ علم ان غلبۃ الظن بشئ واحتمال ضدہ لایمکن اجتماعھا بالمعنی المذکور۔

ثم ان الاشیاء ثلثۃ منی وودی ونعنی بہ کل مالیس منیا و لامذیا فصورۃ رؤیۃ البلل بالنظر الی تعلق العلم او الاحتمال باحد الثلثۃ تتنوع الی سبع صور ثلث للعلم واربع فی الاحتمال، و ذلك ان یتردد المرئی بین منی ومذی او منی وودی او مذی وودی او بین الثلثۃ ومرجع الاربع الی ثنتین احتمال المنی مطلقا وھو فیما عدا الثالث واحتمال المذی خاصۃ ای یحتملہ لاالمنی فعادت السبع خمسا وھی مع صورۃ عدم رؤیۃ البلل ست کما فعلنا۔

وضابطھا ان تقول یکون

لفظ احتمال بولتے ہیں تو اس سے احتمال صحیح مراد لیتے ہیں۔ یہ وہی ہے جو کسی غیر ساقط دلیل سے پیدا ہوا ہو — اور جب لفظ علم ویقین بولتے ہیں تو اس سے وہ معنی اعم مراد لیتے ہیں جو اکبر رائے کو بھی شامل ہے یعنی جس کے خلاف کا کوئی صحیح احتمال نہ ہو — اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شئی کا غلبہ ظن اور اس کی ضد کا احتمال بمعنی مذکور دونوں باتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔

اب یہ دیکھئے کہ تین چیزیں ہیں — منی، مذی، ودی — ودی سے ہماری مراد ہر وہ تری جو نہ منی ہو نہ مذی — تینوں میں سے کسی ایک سے علم یا احتمال متعلق ہونے پر نظر کرتے ہوئے تری کے دیکھنے کی صورت سات صورتوں میں تقسیم ہوتی ہے — تین صورتیں علم کی ہیں اور چار احتمال کی — وہ اس طرح کہ مرئی میں تردد منی و مذی کے درمیان ہوگا یا منی و ودی یا مذی و ودی یا تینوں کے درمیان ہوگا۔ ان چاروں کا مآل دو صورتیں ہیں — منی کا احتمال ہو مطلقاً، یہ تیسری صورت کے ماسوا میں ہے۔ صرف مذی کا احتمال ہو منی کا احتمال نہ ہو تو اب (احتمال کی دو صورتیں اور یقین کی سابقہ تین صورتیں رہ گئیں) سات صورتیں صرف پانچ ہوگئیں ان کے ساتھ تری نہ دیکھنے کی صورت کو بھی ملا لیا جائے تو کل چھ صورتیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے یہی کیا۔

اسے بطور ضابطہ یوں کہیں کہ منی یا مذی معلوم

المنی او المذی معلوما او محتملا اولا ولا **اقول** وان اخذت الاحتمال بحیث یشمل العلم ای تسویغ شیئ سواء ساغ معه ضده فکان احتمالا بالمعنی المعروف اولا فکان علما فحینئذ یرجع التخمیس تثلیثا بان یقال یحتمل منی اومذی اولا ولا فیندرج علم المنی واحتماله مع مذی او ودی اومعهما فی الاول و علم المذی و احتماله مع ودی فی الثانی وعلم الودی هو الثالث۔

یا محتمل ہوگی یا یہ دونوں نہ معلوم ہوں گی نہ محتمل، **اقول** اور اگر احتمال کو اس طرح لیجئے کہ علم و یقین کو بھی شامل ہو ـــ یعنی کسی شیئ کا جواز ہو خواہ اس کے ساتھ اس کی ضد کا بھی جواز ہو۔ جو احتمال بمعنی معروف ہے ـــ یا اس کی ضد کا کوئی جواز نہ ہو، جو علم بمعنی معروف ہے ـــ تو اس تقدیر پر پانچ صورتیں صرف تین ہوجائیں گی۔ وہ اس طرح کہ ہم کہیں منی کا احتمال ہوگا یا مذی کا یا دونوں کا احتمال نہ ہوگا ـــ تو منی کا علم اور مذی یا ودی یا دونوں کے ساتھ اس کا احتمال شق اول میں مندرج ہوجائے گا ـــ اور مذی کا علم اور ودی کے ساتھ اس کا احتمال شق دوم میں مندرج ہوگا ـــ اور ودی کا علم یہ تیسری شق ہے۔

ثم ان لکل من الثلثة صورة وحقیقة **اقول** ومعلوم قطعا ان العلم بحقیقة شیئ ینفی احتمال ضده الکلامی والفقهی الفقهی وکذا احتمالها لایکون احتماله وان صحب احتماله بخلاف العلم بصورته او احتماله فانه لاینفی احتمال حقیقة ضده بل ربما یفیده اذا امکن ان تکون تلك الصورة له فحینئذ یجامع

پھر تینوں میں سے ہر ایک کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے **اقول** اور یہ قطعًا معلوم ہے کہ کسی شیئ کی حقیقت کا یقین اس کی ضد کے احتمال کی نفی کرتا ہے ـــ یقین کلامی احتمال کلامی کی نفی کرتا ہے اور یقین فقہی احتمال فقہی کی ـــ اسی طرح حقیقتِ شیئ کا احتمال ضدِ شیئ کا احتمال نہیں ہوتا اگرچہ اس کے احتمال کے ساتھ ہو ـــ اور شیئ کی صورت کے علم یا احتمال کا حکم اس کے برخلاف ہے۔ اس لئے کہ وہ ضدِ شیئ کی حقیقت کے احتمال کی نفی نہیں کرتا بلکہ بارہا اس کا افادہ کرتا ہے جب کہ یہ ممکن ہو کہ وہ صورت اس کی ضد ہو ـــ

العلم الفقهي بل الكلامي بصورة شيئ الاحتمال الكلامي بل الفقهي لحقيقته اذا كان ناشئا عن دليل غير مضمحل۔

اذا وعيت هذا **فاقول** لامساغ لان تؤخذ الصور ههنا باعتبار تعلق العلم بحقيقة الشيئ عينا لوجوه يجمعها **اولها**(ف) وهو انه يبطل ما اجمعوا عليه من وجوب الغسل بعلم المذي عند تذكر الحلم كيف واذا علم انه مذي حقيقة لم يحتمل كونه منيا اصلا واذا لم يحتمل كونه منيا امتنع ان يوجب غسلا ولو تذكر الف حلم لما علم من الشرع ضرورة ان لا ماء موجبا للماء الا المني فيكون ايجابه بما علم انه مذي حقيقة تشريعا جديدا والعياذ بالله تعالٰى ، اما تراهم مفصحين بانا لا نوجب الغسل بالمذي بل قد يرق المني فيرى كالمذي كما تقدم فقد ابانوا ان ليس المراد العلم بحقيقة المذي والا لم تحتمل

تو ایسی حالت میں کسی شئی کی صورت کا یقینِ فقہی بلکہ کلامی بھی اس کی ضد کی حقیقت کے احتمال کلامی بلکہ فقہی کے ساتھ بھی جمع ہوتا ہے جب کہ وہ احتمال کسی دلیل غیر مضمحل سے پیدا ہو۔

جب یہ ذہن نشین ہوگیا **تو میں کہتا ہوں** اس کی گنجائش نہیں کہ یہاں مذکورہ صورتیں معین طور پر شئی کی حقیقت سے علم متعلق ہونے کے اعتبار سے لی جائیں۔ اس کی چند وجہیں ہیں جن کی جامع **وجہ اول** ہے وہ یہ کہ اس سے وہ باطل ہوجائیگا جس پر اجماع ہے کہ خواب یاد ہونے کی صورت میں مذی کے علم ولیقین سے غسل واجب ہوتا ہے۔ یہ کیسے ہوسکے گا جب اسے یقین ہوگیا کہ وہ حقیقۃً مذی ہے تو اس کے منی ہونے کا احتمال بالکل نہ رہا۔ اور جب اس کے منی ہونے کا احتمال نہ رہا تو ناممکن ہے کہ اس سے غسل واجب ہو اگرچہ اسے ہزار خواب یاد ہوں اس لئے کہ شرع سے ضروری طور پر معلوم ہے کہ سوا منی کے کوئی پانی، غسل واجب نہیں کرتا ـــ تو اسے جس پانی کے حقیقۃً مذی ہونے کا یقین ہوگیا اس سے غسل واجب کرنا ایک نئی شریعت نکالنا ہوگا، والعیاذ باللہ تعالٰی ـــ دیکھتے نہیں کہ علماء صاف لکھتے ہیں کہ ہم مذی سے غسل واجب نہیں کرتے بلکہ بات یہ ہے کہ کبھی منی رقیق ہوکر مذی کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ جیسا کہ گزرا ـــ ان الفاظ سے ان حضرات نے واضح کردیا کہ حقیقتِ مذی کا

ف: معروضة على العلامة ش

المنویۃ لما علمت۔

فان قلت العلم الفقہی بشیئ لاینفی احتمال ضدہ بل یحققہ اذ ما ھو الاغلبۃ ظن فلو قطع الاحتمال لکان قطعا **قلت** بلی ینفی الفقہی اذ لو نشأ عن دلیل غیر ساقط نفی غلبۃ الظن بضدہ والا لم یکن احتمالا یبنی علیہ حکم فقہی لان الساقط المضمحل لاعبرۃ بہ کما سمعت والا لوجب الغسل فی علم الودی ایضا لاسیما عند تذکر الحلم اذ یحتمل ان یکون فیہ قلیل منی رق وامتزج فصار مستھلکا ولیس ھذا الاحتمال عن غیر دلیل فکفی بتذکر الاحتلام دلیلا علیہ بل النوم نفسہ مظنۃ لہ علی ما تقدم عن التجنیس والمزید۔

وثانیھا ف انہ یرفع الفرق بین التذکر وعدمہ علی مذھب الطرفین رضی اللہ تعالٰی عنہما لانھما یوجبان الغسل باحتمال المنی قطعا مطلقا وان لم یتذکر

یقین وعلم مراد نہیں، ورنہ منی ہونے کا احتمال ہی نہ رہتا۔ وجہ ابھی معلوم ہوئی۔

اگر یہ کہو کہ کسی شَے کا یقینِ فقہی اس کی ضد کے احتمال کی نفی نہیں کرتا بلکہ اس کا اثبات کرتا ہے اس لئے کہ علمِ فقہی وہی غلبۂ ظن ہے اگر احتمال ختم کردیا جائے تو وہ قطعی ہوجائے **میں کہوں گا** کیوں نہیں؟ وہ احتمال فقہی کی نفی کرتا ہے۔ اس لئے کہ احتمال اگر دلیل غیر ساقط سے پیدا ہوا ہے تو اپنی ضد کے غلبۂ ظن کی نفی کردے گا ورنہ وہ ایسا احتمال ہی نہ ہوگا جس پر کسی فقہی حکم کی بنیاد رکھی جائے اس لئے کہ ساقط مضمحل کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پہلے سُن چکے۔ ورنہ ودی کے یقین کی صورت میں بھی غسل واجب ہوتا خصوصاً اس وقت جب خواب یاد ہو اس لئے کہ احتمال ہے کہ اس میں قلیل منی رہی ہو جو رقیق اور مخلوط ہوکر گم ہوگئی ــ اور یہ احتمال بلادلیل نہیں (اگرچہ دلیل ساقط ہے ۱۲م) احتلام کا یاد ہونا اس کی دلیل ہونے کے لئے کافی ہے بلکہ خود نیند میں اس کے گمان کی جگہ ہے جیسا کہ تجنیس ومزید کے حوالے سے گزرا۔

وجہ دوم (اگر حقیقت شَے کے یقین کا اعتبار رہو تو) اس سے طرفین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے مذہب پر خواب یاد ہونے اور نہ یاد ہونے کی تفریق اُٹھ جائے گی اس لئے کہ یہ حضرات منی کے احتمال سے قطعاً مطلقاً غسل واجب کہتے ہیں

ف: معروضۃ اخرٰی علیہ

ولایمکن ان یوجبا بما لیس منیا اصلا حتی بالاحتمال وان تذکر لما تلونا علیك اٰنفا فکان علم المذی والتردد بین المذی والودی کل کمثل العلم بالودی للاشتراك فی عدم احتمال ماھو موجب شرعا فبطل الفرق مع اجماعھم علی اثباتہ۔

اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔ اور یہ ممکن نہیں کہ ایسی چیز سے غسل واجب قرار دے دیں جو منی ہرگز نہیں یہاں تک کہ احتمالاً بھی نہیں، اگرچہ خواب یاد ہی ہو۔ اس کی وجہ ابھی ہم بتا چکے۔ تو مذی کا یقین، اور مذی وودی کے مابین تردد ہر ایک ویسے ہی ہوگا جیسے ودی کا علم ویقین، اس لئے کہ سب میں یہ قدر مشترک ہے کہ اس چیز کا احتمال نہیں جو شرعاً مُوجِب غسل ہے۔ تو یاد ہونے نہ ہونے کی تفریق بے کار ہوئی۔ حالاں کہ اس کے اثبات پر تینوں ائمہ کا اجماع ہے۔

وثالثھا[ف] یضیع حینئذ لحاظ شیئ من علم المذی واحتمالہ فی بیان الصور اذ لااثر لہ فی الحکم ولکان یجب القصر علی ثلث علم المنی واحتمالہ فیوجب اولا ولا فلا بل اثنین علی الوجہ الثانی ای ان احتمل منیا وجب والا لا وھو ایضا خلاف الروایات قاطبۃ۔

وجہ سوم برتقدیر مذکور صورتوں کے بیان میں مذی کے یقین واحتمال میں سے کسی کا لحاظ بے کار ہوگا اس لئے کہ حکم میں اس کا کوئی اثر نہیں ــــ اور واجب تھا کہ صرف تین صورتوں پر اکتفا ہو۔ اگر منی کا یقین[۱] یا احتمال[۲] ہے تو وجوب ہے ورنہ[۳] نہیں ــــ بلکہ بطریق دوم صرف دو ہی پر اکتفا ضروری تھی ــــ اگر منی کا احتمال[۱] ہے تو وجوب ہے ورنہ[۲] نہیں ــــ یہ بھی تمام روایات کے برخلاف ہے۔

فبان کالشمس ان الصور لم توخذ الا باعتبار تعلق العلم بالصورۃ دون الحقیقۃ لاجرم ان صرح فی الخلاصۃ بان مرادہ ما صورتہ المذی لاحقیقۃ المذی[۱] اھ۔

تو مہرِ تاباں کی طرح روشن ہوا کہ مذکورہ صورتیں حقیقت نہیں بلکہ صورت ہی سے علم ویقین متعلق ہونے کے اعتبار سے لی گئی ہیں یہی بات ہے کہ خلاصہ میں تصریح کر دی ہے کہ حقیقت مذی مراد نہیں مراد وہ ہے جو مذی کی صورت میں ہے اھ۔

---

[۱] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطہارات الفصل الثانی فی الغسل مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱ /۱۳

ف: معروضۃ ثالثۃ علیہ

وفی الحلیۃ وجد مذیا یعنی ماصورتہ صورۃ المذی[1] اھ وکذٰلک عبر بالصورۃ فی البدائع والایضاح و السراجیۃ وغیرھا ماتقدم فالتوفیق الذی سلکہ العلامۃ ش لاسبیل الیہ وایاک ان تغتربما یوھمہ ظاھر کلام المحقق فی الفتح والسید ط فی حواشی المراقی تبعا للنھر کماذکرہ فی الدر حیث حکما یتعذر الیقین مع النوم وانما المتعذر بہ التیقن بالحقیقۃ دون الصورۃ کمالایخفی فلیس ذٰلک لان المراد فی الصور العلم بالحقیقۃ بل السر فیہ ما

اقول ان العلم بصورۃ الشیئ علم کلامی بحقیقتہ اذا لم تکن لغیرہ کصورۃ المنی وعلم فقھی بھا اذا امکنت لغیرہ ولم یکن احتمالہ ھنالک ناشئا عن دلیل یرکن الیہ ولیس علما بھا اصلا اذانشأ عن دلیل صحیح کصورۃ المذی عند تذکر الاحتلام فانھا لا تختص بہ بل ربما یکتسیھا المنی و

اور حلیہ میں ہے: مذی پائی یعنی وہ جس کی صورت مذی کی صورت ہے الخ ——— اسی طرح بدائع، ایضاح، سراجیہ وغیرہا میں صورت سے تعبیر ہے ان کی عبارتیں گزرچکیں — تو علامہ شامی نے جو راہِ تطبیق اختیار کی ہے اس کی کوئی گنجائش نہیں اور اس سے فریب خوردہ نہیں ہونا چاہئے جس کا وہم فتح القدیر میں حضرت محقق کے کلام سے پیدا ہوتا ہے، اسی طرح مراقی الفلاح کے حواشی میں بہ تبعیت نہر سید طحطاوی کے کلام سے جیسا کہ اس کو حواشی در میں ذکر کیا ہے وہ یوں کہ دونوں حضرات نے نیند کے ساتھ یقین کے متعذر ہونے کا حکم کیا ہے حالاں کہ نیند کے ساتھ متعذر صرف حقیقت کا یقین ہے، صورت کا یقین متعذر نہیں، جیسا کہ واضح ہے۔ تو وہ حکم اس لئے نہیں کہ مذکورہ صورتوں میں حقیقت کا یقین مراد ہے بلکہ اس کا رمز وہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں

کسی شَے کی صورت کا یقین، اس کی حقیقت کا یقین کلامی ہوتا ہے جب کہ وہ صورت کسی اور چیز کی ہوتی ہی نہ ہو — جیسے منی کی صورت — اور (صورت شَے کا یقین، حقیقت شَے کا) یقین فقہی ہوتا ہے جب کہ وہ صورت کسی اور چیز کی بھی ہوسکتی ہو اور وہاں اس کا احتمال کسی ایسی دلیل سے نہ پیدا ہوا ہو جس کی طرف قلب کا جھکاؤ ہوتا ہے —— اور (صورت شَے کا یقین، حقیقت شَے کا) یقین کسی معنی میں نہیں ہوتا جب کہ دوسری چیز کی صورت ہونے کا احتمال کسی دلیل صحیح

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

الاحتلام اقوی دلیل علیہ فالعلم بصورة المذی لایکون فیہ علما بحقیقتہ ولا غالب الظن بل مع احتمال صحیح للمنویۃ فیجب الغسل بالاجماع اما اذا لم یتذکر فان کان ھناك مساغ للمنویۃ بدلیل اٰخر غیر مضمحل کان علما بصورة المذی مع احتمال المنی والاعلما بھا مع عدمہ فکان علما فقھیا بالمذی فالاول یجب فیہ ایجاب الغسل عند الطرفین لکونہ فی الاحتمال مثل التذکر وھو مراد الموجبین وقد صدقوا والثانی لا یجب فیہ الغسل اجماعا لما علمت ان لاوجوب من دون احتمال المنی وھو مراد النفاة و قد صدقوا فھذا غایۃ ما یوجہ بہ طریق التطبیق۔

وبالجملۃ فالکلام انما ھو فی علم الصورة غیر ان النفاة جعلوہ فی صورة النفی علما بالحقیقۃ لان صورة الشئ لاتحمل

سے پیدا ہو — جیسے احتلام یاد ہونے کے وقت مذی کی صورت کہ صورت مذی ہی سے خاص نہیں بلکہ بارہا منی بھی وہ صورت اختیار کرلیتی ہے اور احتلام اس کی قوی دلیل ہے — تو صورت مذی کے یقین میں اس کی حقیقت کا نہ یقین ہوگا نہ ظنِ غالب بلکہ اس کے ساتھ منی ہونے کا بھی احتمال صحیح موجود ہوگا تو غسل بالاجماع واجب ہوگا — لیکن جب احتلام یاد نہ ہو تو اگر وہاں کسی دوسری غیر مضمحل دلیل سے منی ہونے کی گنجائش موجود ہو تو یہ احتمالِ منی کے ساتھ صورتِ مذی کا یقین ہوگا ورنہ عدمِ احتمال منی کے ساتھ صورت مذی کا یقین ہوگا تو یہ مذی کا یقین فقہی ہوگا — اول میں طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے کیونکہ یہ بھی احتمال میں احتلام یاد ہونے کی طرح ہے — غسل واجب قرار دینے والوں کی مراد یہی ہے۔ اور وہ راستی پر ہیں — اور دوم میں بالاجماع غسل واجب نہیں کیونکہ واضح ہوچکا کہ بغیر احتمال منی کے وجوب غسل نہیں — وجوب غسل کی نفی کرنے والوں کی مراد یہی ہے اور وہ بھی راستی پر ہیں۔ یہ انتہائی کوشش ہے جس سے طریقۂ تطبیق کی توجیہ ہوسکتی ہے۔

الحاصل کلام صورت ہی کے یقین میں ہے، مگر یہ ہے کہ وجوب غسل کی نفی کرنے والے حضرات نے عدمِ وجوب کی صورت میں مذی کے یقین کو حقیقتِ مذی کا یقین قرار دیا — اس لئے کہ ایک

علیٰ غیرہ الا بدلیل ولا دلیل فـودہ المحقق بقیام احتمال المنویۃ فی صورۃ مذی یراھا المستیقظ مطلقا وظن العلامۃ ط ان مرادہ الاحتمال النافی للیقین فاجاب بان المراد العلم الفقھی ولم یتنبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان ھذا ھو الذی ینکرہ المحقق و یدعی ان علم المستیقظ بصورۃ المذی لا عراء لہ عن احتمال صحیح للمنویۃ فکیف یکون علما فقھیا بحقیقۃ المذی۔

شئی کی صورت کو کسی دوسری چیز کی صورت پر بلا دلیل محمول نہیں کیا جاسکتا — اور دلیل کوئی ہے نہیں۔ اسے حضرت محقق نے یُوں رد کیا کہ اس مذی کی صورت میں جسے خواب سے بیدار ہونے والا دیکھے منی ہونے کا احتمال مطلقاً موجود ہے — اور علامہ طحطاوی نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت محقق کی مراد وہ احتمال ہے جو یقین کی نفی کردے تو جواب دیا کہ یہاں یقین فقہی مراد ہے اور حضرت سید رحمہ اللہ تعالٰے اس پر متنبہ نہ ہوئے کہ حضرت محقق اسی کا تو انکار کر رہے ہیں اور یہ دعوٰی کر رہے ہیں کہ صورتِ مذی سے متعلق بیدار ہونے والے کا یقین فقہی، منی ہونے کے احتمال صحیح سے خالی نہیں ہوسکتا تو وہ حقیقتِ مذی کا یقین فقہی کیسے ہوسکے گا ؟

وانت تعلم ان مناط الامر ھٰھنا انما ھو ثبوت ھذا المدعی فان تم ضاع الجواب ولم یفد التطبیق ووجب التعویل علیٰ قول الموجبین فالاٰن اٰن ان نستعین بربنا ونسرح عنان النظر فی تحقیق ھذا المبحث لکی یتجلی حقیقۃ الامر۔

آپ کو معلوم ہے کہ یہاں کی پوری بحث کا مدار اس پر ہے کہ یہ دعوٰی ثابت ہو۔ اگر دعوٰی ثابت ہوجاتا ہے تو جواب بے کار اور تطبیق بے سُود ہوجائے گی اور غسل واجب قرار دینے والوں کے قول پر اعتماد واجب ہوگا۔ اب وقت آیا کہ ہم اپنے رب کی مدد حاصل کریں اور اس بحث کی تحقیق میں عنانِ نظر کو رخصت دیں تاکہ حقیقتِ امر عیاں ہوسکے۔

فاقول وباللہ التوفیق یظھر لی

فاقول وباللہ التوفیق، مجھے یہ سمجھ میں آتا ہے

ف: معروضۃ علی العلامۃ ط.

ان الحق مع المحقق حيث اطلق وبيانه ان المذی وان باين المنی صدقا لكنه يجامعه تحققا فرب مذی معه منی كما ان كل منی معه مذی وغلبة ظن المذوية بعد النوم المانع لاحاطة علم المستيقظ بحقيقة البلة عيناان كان فانما يكون لاحدی ثلث صورة المذی او وجود اسبابه المفضية اليه غالبا او رؤية أثاره المخصوصة به ولا شئ منها ينفی احتمال المنی۔

کہ حق حضرت محقق علی الاطلاق کے ساتھ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مذی کا مصداق اگرچہ منی کے مباین ہے مگر تحقق میں مذی، منی کے ساتھ مجتمع ہوتی ہے۔ بہت سی مذی وہ ہے جس کے ساتھ منی بھی ہوتی ہے جیسے ہر منی کے ساتھ مذی ہوتی ہے ——— اور نیند جو اس سے مانع ہے کہ بیدار ہونے والے کا علم تری کی حقیقت کا معین طور پر احاطہ کرسکے اس نیند کے بعد مذی ہونے کا غلبۂ ظن اگر ہوگا تو تین چیزوں میں سے کسی ایک کے سبب ہوگا (۱) مذی کی صورت (۲) ان اسباب کا وجود جن کے نتیجے میں عموماً مذی نکلتی ہے (۳) ان آثار کا مشاہدہ جو مذی ہی کے ساتھ مخصوص ہیں ——— ان تینوں میں سے کوئی چیز بھی احتمال منی کی نفی نہیں کرتی۔

اما الاول فظاهر فانه لاينافی كون المرئی كله منيا فضلا عن نفيه وجود منی هناك وذلك لان الصورة ربما تكون له۔

اول کا حال تو ظاہر ہے۔ اس لئے کہ مذی کی صورت ہونا اس کے منافی نہیں کہ جو نگاہ کے سامنے ہے کل کی کل منی ہی ہو، وہاں ذرا سی منی کے وجود کی بھی نفی کرنا تو دور کی بات ہے۔ اس لئے کہ یہ صورت بارہا منی کی بھی ہوتی ہے۔

واما الثانی فلانه انما يقتضی غلبة الظن بان فی المرئی مذيا لا ان ليس فيه منی اصلا كيف والاسباب المفضية الی الامذاء غالبا اسباب داعية الی الامناء فتحققها لاينفی المنوية بل

دوم اس لئے کہ اس کا تقاضا صرف اس قدر ہے کہ شئی مرئی میں کچھ مذی ہو، اس کا تقاضا یہ نہیں کہ اس میں منی بالکل ہی نہ ہو یہ ہو بھی کیسے جب کہ وہ اسباب جو عام طور سے مذی نکلنے کا سبب ہوتے ہیں وہ منی نکلنے کے داعی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ تو ان اسباب کا تحقق منی ہونے

هو من مقدماتها۔

واما الثالث فلانه ان قضى فبان غالب المرئى مذى لا ان ليس فيه مزج منى فان الممزوج يكون فيه لزوجة ورقة والقلة ايضا لاتنفى المنى لان الكثرة لاتلزمه الاترى ان الشرع اوجب الغسل بايلاج الحشفة فقط وان اخرجها من فوره ولم ير عليها بلة اصلا سوى نداوة من رطوبة الفرج وما هو الا لان الايلاج مظنة خروج المنى وربما يكون قليلا لايحس به حتى انه لم ينظر فيه الى ان المنى اذا نزل بشهوة يحس به المستيقظ لانه يدفق ويلذ ويحرك العضو بل يحس نازلا وانما لم ينظر اليه لان هذه الاثار لكمال الانزال لا لخروج قطرة بشهوة ربما لايتنبه لها لشغل البال اذ ذاك بمطلوب خطير فثبت ان شيئاً من صورة المذى واسبابه و اثاره لاينفى احتمال المنوية اصلا ثم النوم من اسباب الاحتلام

کی نفی نہیں کرتا بلکہ وہ تو اس کے مقدمات سے ہے۔

سوم اس لئے کہ اس کا فیصلہ اگر ہوگا تو صرف اس قدر کہ شئی مرئی کا اکثر حصہ مذی ہے، یہ نہیں کہ اس میں منی کی آمیزش بھی نہیں۔ اس لئے کہ اس امتزاج یافتہ چیز میں لزوجت (چپچپاہٹ) اور رقت (پتلاپن) ہوتی ہے۔ اور کم ہونا بھی منی کی نفی نہیں کرتا اس لئے کہ اس کے لئے زیادہ ہونا کوئی ضروری نہیں ۔۔۔ دیکھئے شریعت نے وقتِ جماع صرف مقدارِ حشفہ داخل کرنے پر غسل واجب کر دیا ہے اگرچہ فوراً نکال لیا ہو اور اس پر کوئی تری نظر بھی نہ آتی ہو سوا اس کے کہ رطوبت فرج کی کچھ نمی ہو۔ اس کا سبب یہی ہے کہ داخل کرنا خروج منی کا مظنہ ہے (گمان غالب کا محل ہے) اور منی بعض اوقات اتنی کم ہوتی ہے کہ اس کا احساس نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی نظر نہ فرمائی کہ منی جب شہوت سے نکلے گی تو بیدار شخص کو اس کا احساس ہوگا کیونکہ وہ جست کے ساتھ نکلے گی، لذت پیدا کرے گی، عضو کو حرکت دے گی بلکہ نکلتی ہوئی محسوس ہوگی ۔۔۔ اس پر نظر اسی لئے نہ فرمائی کہ یہ آثار کمال انزال کے ہیں۔ شہوت کے ساتھ ایک قطرہ نکلنے کے آثار نہیں جس کا بسا اوقات اسے پتہ بھی نہ چلے گا کیونکہ اس وقت اس کا دل کسی خاص مطلوب میں مشغول ہوگا ۔۔۔ اس سے ثابت ہوا کہ مذی کی صورت، اس کے اسباب اور اس کے آثار

لانه یوجب الشهوة والانتشار وتوجیه الطبع الی دفع الفضلات ووجود بلة لاتخرج الابشهوة اعنی منیا او مذیا مؤذن بحصول قوة فی الانتشار والشهوة الی ان ادت الی اندفاع تلك الفضلات فانها لاتندفع بکل شهوة وانتشار مالم یمتد او یشتد۔

فباجتماع هذه الوجوه لایکون احتمال المنی ضعیفا مضمحلا بل ناشئا عن دلیل لا یطرحه القلب فیعمل به فی الاحتیاط فظهر ان علم المستیقظ بصورة المذی لایکون علما بحقیقته ولا فقهیا ولا عراء له عن احتمال صحیح للمنویة فوجب ایجاب الغسل کما فی التذکر۔

هذا ولنقرر المقام بتوفیق العلام بحیث یبین العلل لجمیع الاحکام فی تلك الصور الست والاقسام **فاقول** النوم سبب ضعیف للامناء لعدم غلبة الافضاء بل غلبة

میں سے کوئی چیز بھی منی ہونے کے احتمال کی بالکل نفی نہیں کرتی ـــــ پھر نیند احتلام کے اسباب میں سے ہے اس لئے کہ وہ شہوت، انتشارِ آلہ اور دفع فضلات کی طرف طبیعت کی توجہ کا باعث ہوتی ہے۔ اور کسی بھی ایسی تری کا وجود جو شہوت سے نکلتی ہے ـــــ یعنی منی یا مذی ـــ اس بات کی خبر دیتا ہے کہ انتشار اور شہوت میں زور پیدا ہو جس کے نتیجے میں ان فضلات کا دفعیہ ظہور پذیر ہوا کیوں کہ یہ فضلات ہر شہوت اور انتشار سے دفع نہیں ہوتے جب تک کہ کچھ مدت وشدت کا وجود نہ ہو۔

تو ان وجہوں کے اجتماع کے پیش نظر احتمال منی ضعیف مضمحل نہیں بلکہ وہ ایسی دلیل سے پیدا ہے جسے قلب نظر انداز نہیں کرتا تو حالت احتیاط میں اس پر عمل ہوگا ـــــ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ بیدار ہونے والے کو صورت مذی کا یقین نہیں یقین فقہی بھی نہیں اور یہ یقین، منی ہونے کے احتمال صحیح سے جدا نہیں ہو سکتا تو غسل واجب قرار دینا ضروری ہے جیسے احتلام یاد ہونے کی صورت میں ضروری ہے ۔ یہ بحث تمام ہوئی۔

اب ہم رب علام کی توفیق سے **اس مقام کی تقریر** اس انداز سے کریں کہ ان شش گانہ صورتوں اور قسموں میں تمام احکام کی علتیں عیاں ہوجائیں ـــــ **فاقول** نیند منی نکلنے کا سبب ضعیف ہے۔ اس لئے کہ نیند کا خروج منی تک مُوصل ہونا غالب واکثر

عدم الافضاء بدليل الحديث المذكور وتجربة الدهور فلربما ينام الرجل شهورا لا يحتلم وكثرته يعد من الامراض۔

نہیں ہے، بلکہ موصل نہ ہونا غالب واکثر ہے جس کی دلیل وہ حدیث ہے جو ذکر ہوئی اور مدتوں کا تجربہ بھی اس پر شاہد ہے۔ بہت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مہینوں سوتا رہتا ہے اور اسے احتلام نہیں ہوتا۔ اور کثرتِ احتلام کا شمار امراض میں ہوتا ہے۔

وما مر عن الفتح عن التجنيس انه مظنة الاحتلام ومثله في الغنية وغيرها فليس بمعنى المظنة المصطلح والالدار الحكم عليه ووجب الغسل بعلم الودي بل بمجرد النوم كالوضوء لكونه مظنة خروج الريح۔

اور فتح القدیر میں تجنیس کے حوالے سے جو منقول ہے کہ: نیند مظنۂ احتلام ہے ــــ اور اسی کے مثل غنیہ وغیرہا میں بھی ہے تو وہاں مظنہ اصطلاحی معنیٰ میں نہیں ورنہ اسی پر حکم کا مدار ہوجاتا۔ اور ودی کے علم ولیقین بلکہ محض نیند ہی سے غسل واجب ہوجاتا جیسے نیند کے خروج ریح کا مظنہ ہونے کی وجہ سے (محض نیند ہی سے) وضو واجب ہوجاتا ہے۔

اما ما مر عن الاركان الاربعة انه يكثر في النوم الاحتلام وخروج المني بشهوة غالبا فمراده الكثرة الاضافية بالنظر الى اليقظة بدليل قوله "بخلاف حالة اليقظة فانه يندر فيه خروج المني بلا تحريك"۔[1]

اور وہ جو ارکانِ اربعہ کے حوالے سے نقل ہوا کہ نیند میں احتلام اور عام طور سے شہوت سے منی کا نکلنا بکثرت ہوتا ہے تو وہاں بیداری کے مقابلہ میں اضافی کثرت مراد ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد ہی لکھا ہے: بخلاف حالتِ بیداری کے، کہ اس میں بغیر تحریک کے، منی کا نکلنا نادر ہے۔

فان قلت اليس قال قبله ان النوم حالة غفلة ويتوجه الى دفع الفضلات ويكون الذكر صلبا شاهيا للجماع ولذا

اگر یہ کہو کہ کیا اس سے پہلے یہ نہیں فرمایا ہے کہ: "نیند غفلت اور فضلات دفع کرنے کی جانب توجہ کی حالت ہے اور اس وقت ذکر میں سختی وشہوتِ جماع ہوتی ہے اسی لئے نیند میں احتلام اور شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا زیادہ

۱؎ ... فصل فی الغسل ... الغسل ... [illegible]

یکثر[1] الخ، ومعلوم ان ھذا الذی فرع کثرۃ الاحتلام علیہ فالنوم سبب مفض الیہ **قلت** نعم ھو مفض الی الانتشار بید ان الانتشار غیر مفض الی الامناء وقد نص فی الحلیۃ انہ اذا لم یکن الرجل مذاء فالانتشار لایکون مظنۃ تلک البلۃ اھ[2] فاذا لم یفض الی الامذاء فکیف بالامناء، وبالجملۃ فالمفضی الی السبب البعید لایکون مفضیا الی المسبب فما النوم سبب الامناء الا من وراء وراء وراء فھو سبب بعید، وحصول شھوۃ توجب انتشارا یشتد اویشتد حتی یوجب نزول بلۃ لاتنبعث الاعن شھوۃ سبب وسیط والاحتلام اعنی انداق المنی فی النوم وانفصالہ من مقرہ بشھوۃ سبب قریب۔

ولیس من الاسباب مفضیا قطعا لایمکن التخلف عنہ عادۃ فلربما یری الانسان حلما ویکون من اضغاث احلام لااثر

ہوتا ہے" —— اور معلوم ہے کہ جس امر پر کثرتِ احتلام کو متفرع قرار دیا ہے، نیند اس کا سبب موصل ہے۔ **میں کہوں گا** ہاں نیند انتشارِ آلہ کی جانب موصل ہے مگر یہ ہے کہ انتشار، خروجِ منی تک موصل نہیں —— حلیہ میں تو تصریح موجود ہے کہ "جب مرد کثیر المذی نہ ہو تو انتشار اُس تری کا مظنّہ نہیں اھ —— تو انتشار جب خروجِ منی تک موصل نہیں تو خروجِ منی تک موصل کیسے ہوگا؟ مختصر یہ کہ سبب بعید تک جو موصل ہو وہ مسبّب تک موصل نہیں ہوتا —— تو نیند خروج منی کا سبب اگر ہے تو بہت دُور دراز فاصلے سے۔ لہذا یہ سبب بعید ہے —— اور اس شہوت کا حصول جو ایسے انتشار مدید یا شدید کی موجب ہو جو اُس تری کے نکلنے کا موجب ہوجائے جو بغیر شہوت کے اپنی جگہ سے نہیں اُبھرتی، سبب وسیط ہے —— اور احتلام یعنی نیند کی حالت میں منی کا جَست کرنا اور اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ الگ ہونا سبب قریب ہے۔

اور ان اسباب میں سے کوئی بھی سبب ایسا موصلِ قطعی نہیں جس سے عادۃً تخلّف ممکن نہ ہو کیونکہ بہت ایسا ہوتا ہے کہ انسان خواب دیکھتا ہے اور وہ بس ایک پراگندہ خواب ثابت ہوتا ہے

---

[1] رسائل الارکان الرسالۃ الاولٰی فی الصلوۃ بیان موجبات الغسل مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۳
[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

له في الخارج۔

جس کا خارج میں کوئی اثر رُو نما نہیں ہوتا۔

6 فاذا لم ير بللا يحتمل انبعاثه عن شهوة لم يجب الغسل و ان تذكر الحلم لعدم الموجب قطعا ولا احتمالا فيشمل ما اذا لم ير بللا اصلا او رأى وديا اي صورة لا تحتمل منيا و لا مذيا۔

(۱ــــ۲) اس لئے جب وہ تری نظر آئے جس کے شہوت سے نکلنے کا احتمال ہوتا ہے تو غسل واجب نہ ہوگا اگرچہ خواب یاد ہو اس لئے کہ وہ چیز ہی موجود نہیں جو قطعاً یا احتمالاً موجبِ غسل ہوتی ہے ــــ یہ حکم اس صورت کو بھی شامل ہے جب کوئی تری بالکل ہی نہ دیکھی جائے اور اس صورت کو بھی جب ودی دیکھی جائے یعنی ایسی صورت جو منی یا مذی کسی کا احتمال نہیں رکھتی۔

واذا رأى بللا يعلم او يحتمل انبعاثه عن شهوة فان كان على صورة مني وجب مطلقا للعلم بنزول المني لان صورته لا تكون لغيره والنوم سبب الشهوة المفضي اليها غالبا فيحال عليه فيجب الغسل وفاقا و لا ينظر الى احتمال انفصاله عندنا او خروجه عند الامام ابي يوسف لا عن شهوة لندرته وقد انعقد سبب الشهوة فلا اغماض عنه۔

(۳) اور جب ایسی تری نظر آئے جس کے شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے اُبھرنے کا یقین یا احتمال ہو تو اگر وُہ منی کی صورت میں ہے تو مطلقاً غسل واجب ہے اس لئے کہ منی کے نکلنے کا یقین ہے کیونکہ اس کی صورت کسی اور کی نہیں ہوتی ــــ اور نیند شہوت کا سبب ہے جو اکثر اس تک موصل ہوتا ہے۔ تو اس منی کو اسی سے وابستہ کر دیا جائیگا۔ اور اس صورت میں بالاتفاق غسل واجب ہوگا۔ اور اس احتمال پر نظر نہ ہوگی کہ اس کا اپنی جگہ سے انفصال ــــ ہمارے نزدیک ــــ یا عضو سے اس کا خروج ــــ امام ابو یوسف کے نزدیک ــــ بغیر شہوت کے ہوا ہو کیوں کہ ایسا ہونا نادر ہے۔ اور شہوت کا سبب پایا جا چکا ہے تو اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

وكذا ان كان مرآه مترددا بين مني و ودي لانهما احتملا من جهة ما يرى

(۴) یوں ہی اگر شکل مرئی میں منی اور ودی کے درمیان تردّد ہو۔ اس لئے کہ دونوں کا احتمال شکل مرئی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور جانب منی کو نیند کی وجہ

وقد ترجح جانب المنی بالنوم الموجب للراحۃ واللذۃ وھیجان الحرارۃ والشھوۃ والانتشار ورب شیئ صلح مؤیدا وان لم یصلح مثبتا فوجب عندھما احتیاطا وان لم یتذکرا اما ان تذکر فقد ترجح باقوی مرجح فوجب اجماعا۔

ترجیح حاصل ہے کیونکہ نیند راحت ولذت کا اور حرارت شہوت کے ہیجان اور انتشار کا باعث ہے۔ اور بہت ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو مؤید بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں اگرچہ مثبت بننے کے قابل نہ ہوں ـــ تو طرفین کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہوا اگرچہ احتلام یاد نہ ہو۔ اور اگر احتلام یاد ہو تو جانب منی کو زیادہ قوی مرجح سے ترجیح مل جاتی ہے اس لئے اس صورت میں اجماعاً غسل واجب ہے۔

وکذا ان کان علی صورۃ مترددۃ بین منی ومذی بالاولی للعلم بان البلۃ ھی التی تنبعث عن شھوۃ وصورۃ المذی نفسھا تحتمل المنویۃ فیکون کونہ مذیا مجرد احتمالا فی احتمال فلا یعتبر ویجب الغسل وان لم یتذکر فان تذکر وافق الثانی ایضا وکان الاجماع۔

(۵) اسی طرح اگر اس شکل مرئی میں منی اور مذی کے درمیان تردد ہو تو بدرجہ اولیٰ غسل واجب ہے۔ اس لئے کہ معلوم ہے کہ یہ تری وہی ہے جو شہوت سے اُبھرتی اور نکلتی ہے اور خود مذی کی صورت منی ہونے کا احتمال رکھتی ہے تو اس کا مذی ہونا محض احتمال در احتمال ہے اس لئے قابل اعتبار نہیں ـــ اور غسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو ـــ اگر خواب بھی یاد ہو تو امام ثانی بھی موافقت فرماتے ہیں اور بالاجماع غسل واجب ہوتا ہے۔

وان کان علی صورۃ مذی فقد علم حصول بلۃ عن شھوۃ وعلمت ان صورۃ المذی لا تنفک عن احتمال المنویۃ وقد تأید بحصول السبب الوسیط وان لم یتذکر فکان احتمالا صحیحا یوجب الاحتیاط اما اذا تذکر فقد تأید بالسبب الاقوی

(۶) اور اگر وہ مذی کی صورت میں ہو تو اتنا یقینی ہے کہ یہ ایسی تری ہے جو شہوت سے نکلی ہے ـــ اور یہ بھی واضح ہو چکا کہ مذی کی صورت منی ہونے کے احتمال سے جدا نہیں ہوتی۔ اور اس احتمال کو سبب وسیط کے حصول سے بھی تائید مل گئی ہے اگرچہ خواب اسے یاد نہیں۔ تو یہ ایسا احتمال صحیح ہے جو احتیاط لازم کرتا ہے۔ اور خواب بھی یاد ہو تو اسے سبب اقوی سے تائید

فوجب اجماعا۔

وان تردد مراٰہ بین مذی وودی فلم یتحقق حصول تلک البلۃ التی لا تخرج عادۃ الاعن شھوۃ فکان احتمال المنی احتمالا علی احتمال فلم یعتبر اجماعا مالم یتاکد بالسبب الاقوی بتذکر الاحتلام۔

فعلم ان الماشی علی الجادۃ قول الموجبین وبالجملۃ قول النفاۃ ان علم المذی بحیث لایحتمل المنی لم یجب الغسل قول صحیح فی نفسہ اذ لاغسل الا بالمنی ولا عبرۃ بمجرد سببیۃ النوم لما علمت انہ سبب ضعیف لاینھض موجبا لکن الشان فی تحقق مقدم ھذہ الشرطیۃ فی صورۃ التیقظ من النوم لما حققنا ان علم المذی فیہ سواء کان عن صورۃ او سبب او اثر لاینفک عن احتمال المنی فقول الموجبین ان علم المذی ای واحتمل المنی وجب الغسل شرطیۃ، قد علم لمقدمھا صحۃ الوقوع

مل جاتی ہے لہٰذا اجماعاً غسل واجب ہوتا ہے۔

(۷) اور اگر شکل مرئی میں مذی و ودی کے درمیان تردّد ہو تو اس تری کا حصول متحقق نہ ہوا جو عادۃً بغیر شہوت کے نہیں نکلتی۔ ایسی حالت میں منی کا احتمال، احتمال در احتمال ہے۔ اس لئے بالاجماع اس کا اعتبار نہیں جب تک کہ سبب اقوی احتلام یاد ہونے سے وہ مؤکد نہ ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ راہ عام پر چلنے والا ان ہی حضرات کا قول ہے جو غسل کا وجوب قرار دیتے ہیں ــ اور نفی کرنے والے حضرات کا یہ قول کہ "اگر مذی کا ایسا یقین ہو کہ منی کا احتمال نہ ہو تو غسل واجب نہیں" اگرچہ فی نفسہٖ ایک صحیح قول ہے اس لئے کہ غسل بغیر منی کے واجب نہیں ہوتا اور نیند کے محض ایک سبب ہونے کا اعتبار نہیں کیونکہ واضح ہو چکا کہ وہ سبب ضعیف ہے جو موجب نہیں بن سکتا ــ لیکن نیند سے بیدار ہونے کی صورت میں معاملہ اس قضیہ شرطیہ کے مقدم (اگر ایسا یقین ہو کہ احتمال منی نہ ہو سکے) کے تحقق اور ثبوت کا ہے ــ اس لئے کہ ہم تحقیق کر آئے کہ اس صورت میں مذی کا یقین خواہ صورت کی وجہ سے ہو یا سبب سے یا اثر سے، وہ احتمال منی سے جدا نہیں ہو سکتا ــ تو وجوب غسل قرار دینے والوں کا یہ قول "اگر مذی کا علم ہو ــ یعنی احتمالِ منی بھی ہو ــ تو غسل واجب ہے" ایسا شرطیہ ہے جس کے مقدم (اگر مذی کا علم

فعنده یؤل التعلیق الی التنجیز وقول النفاة شرطیة لایصح وقوع مقدمها فلانزول لجزائها فی شیئ من الصور فلانتفاء الشرط یکون الواقع ابدا نفی الجزاء ای سلب عدم وجوب الغسل فیحصل الوجوب وھو المطلوب ھکذا ینبغی التحقیق باذن من بیدہ وحدہ التوفیق۔

مع احتمال منی ہو) کے وقوع کی صحت معلوم ہے تو بوقت وقوع یہ شرط و تعلیق، تنجیز و تنفیذ کی صورت اختیار کرلیتی ہے ــــ اور اہلِ نفی کا قول ایسا شرطیہ ہے جس کے مقدم کو صحت وقوع حاصل نہیں تو اس شرطیہ کی جزا (غسل واجب نہیں) کسی بھی صورت میں وقوع نہیں پاتی ــــ تو انتفائے شرط کے باعث ہمیشہ نفی جزا ہی واقع ہوتی ہے نفی جزا یعنی عدم وجوب غسل کا سلب ہوتا ہے تو وجوب غسل حاصل آتا ہے اور وہی مطلوب ہے ــــ اسی طرح تحقیق ہونی چاہئے اس کے اذن سے جس کے سوا اور کسی کی قدرت میں توفیق نہیں۔

ولاباس بایراد **تنبیہات** عدیدۃ نافعۃ مفیدۃ:

اب یہاں چند نفع بخش مفید **تنبیہات** ذکر کرنے میں حرج نہیں:

الاوّل بما قررنا علمان من فسر علم المذی بالشك فی المنی والمذی کما فعل القھستانی وغیرہ ان اراد الشك فی الحقیقة دون الصورة لم یزد ولم یحاول بل اتی بما ھو المراد ومرجع المفاد ولکن المدقق العلائی صرح انه اذا علم المذی فلاغسل علیه[1]، وزاد القھستانی ففرع علی تفسیرہ العلم بالشك انه لو

پہلی تنبیہ: ہماری تقریر سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے "علم مذی" کی تفسیر منی و مذی میں شک ہونے سے کی ہے ــــ جیسا کہ قہستانی وغیرہ نے کیا ہے ــــ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ حقیقت میں شک ہے صورت میں نہیں، تو کوئی اضافہ نہ کیا، نہ ہی اس کا ارادہ کیا، بلکہ وہی ذکر کیا جو مراد اور مآلِ مفاد ہے ــــ لیکن مدقق علائی نے تصریح کر دی کہ جب مذی کا یقین ہو تو غسل نہیں ــــ اور قہستانی نے علم کی تفسیر شک سے کرنے کے بعد اس پر اس تفریع کا اضافہ کر دیا کہ اگر مذی کا

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱

تیقن بالمذی لم یجب تذکر الاحتلام ام لا[1] الخ، فعن[ف۱] ھذا ادخل علیھما الایراد وظھر ان تفسیر العلائی لیس اصلاحا للمتن کما[ف۲] زعم العلامۃ الشامی بل تحویل لہ عن الصلاح اما یوسف چلپی فلم ار فی کلامھما فاحببت ان لایعد اسمہ فی الفریق الاول۔

یقین ہو تو غسل واجب نہیں، احتلام یاد ہو یا نہ ہو الخ ــــ اسی لئے ان دونوں حضرات پر اعتراض وارد ہوا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ مدقق علائی کی تفسیر سے متن کی اصلاح نہ ہوئی۔ جیسا کہ علامہ شامی نے اسے اصلاح سمجھا ــ بلکہ یہ تو اسے صلاح و درستی سے منحرف کرنا ہوا ــــ لیکن میں نے علامہ یوسف چلپی کے کلام میں ایسی کوئی بات نہ دیکھی جیسی ان دونوں حضرات کے کلام میں ہے اس لئے میں نے یہ پسند کیا کہ ان کا نام فریق اول میں شمار نہ ہو۔

الثانی بما بینا من ان المعتبر ھو الاحتمال لا الاحتمال علی الاحتمال ظھر الجواب عما کان یختلج ببالی وذکرتہ فیما علقتہ علی رد المحتار فی تائید الفریق الاول ان لو کان علم المذی مع عدم التذکر موجبا للغسل بناء علی انہ لایعری عن احتمال المنویۃ لوجب ان یجب ایضا باحتمال المذی اعنی التردد بین

دوسری تنبیہ: ہم نے بیان کیا کہ احتمال کا اعتبار ہے، احتمال در احتمال کا نہیں۔ اس سے اُس خیال کا جواب ظاہر ہوگیا جو میرے دل میں پیدا ہوتا تھا اور اسے میں نے اپنے حاشیۂ ردالمحتار میں فریق اول کی تائید میں ذکر کیا تھا کہ اگر احتلام یاد نہ ہونے کے باوجود مذی کا علم موجبِ غسل ہوتا اس بنا پر کہ وہ منی ہونے کے احتمال سے خالی نہیں تو ضروری تھا کہ یاد نہ ہونے کی صورت میں مذی کے احتمال سے بھی غسل واجب ہو۔ احتمالِ مذی کا معنٰی یہ کہ مذی

ف۱: تطفل علی المدقق العلائی والقھستانی۔
ف۲: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

---

[1] جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۴۳

المذی والودی فی عدم التذکر لان بالتقریر المذکور کل احتمال مذی احتمال منی واحتمال المنی موجب عندھما مطلقا فیبطل الفرق بین التذکر وعدمه فیجب القول بان احتمال المنی انما یکون باحد شیأین احدھما ان تکون الصورۃ متردّدۃ بین المنی وغیرہ سواء تذکر الحلم اولا والاٰخران یری ماھو مذی ولو احتمالا ویتذکر الاحتلام فان تذکرہ اقوی دلیل علی الامناء فلاجله یحمل مایری مذیا علی انه منی رق اما اذا لم یتذکر ولم تحتمل الصورۃ المنویۃ فلم یعدل عن حکم الصورۃ من دون دلیل داع الیه وتقریر الجواب واضح مما فتح القدیر لان من فیض فتح القدیر، وﷲ الحمد۔

اور ودی ہونے کے درمیان تردّد ہو۔۔۔اس لئے کہ تقریر مذکور کی رُو سے ہر احتمال مذی، احتمال منی ہے۔ اور طرفین کے نزدیک احتمال منی سے مطلقاً غسل واجب ہوتا ہے تو یاد ہونے اور نہ ہونے کی تفریق بیکار ہے۔ تو یہ کہنا ضروری ہے کہ منی کا احتمال دو باتوں میں سے کسی ایک سے ہوتا ہے (۱) یہ کہ صورت کے اندر منی اور غیر منی کے درمیان تردُّد ہو، خواب یاد ہو یا نہ ہو (۲) وہ شکل نظر آئے جو مذی ہے اگرچہ احتمالاً سہی۔۔۔اور احتلام بھی یاد ہو کیوں کہ اس کا یاد ہونا منی نکلنے کی قوی دلیل ہے تو اس کی وجہ سے جو مذی کی شکل میں نظر آرہا ہے اسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ وُہ منی ہے جو رقیق ہوگئی۔ لیکن احتلام یاد نہ ہونے اور صورت منویّہ کا احتمال نہ ہونے کی حالت میں حکم صورت سے انحراف نہ ہوا جب تک کہ اس کی داعی کوئی دلیل نہ ہو۔ اور جواب کی تقریر اس سے واضح ہے جو اس وقت ربِ قدیر نے بفیض فتح القدیر مجھ پر منکشف فرمایا۔۔۔وﷲ الحمد۔

الثالث[ع] مع قطع نظر عن التحقیق الذی ظھرنا علیه اقول

تیسری تنبیہ: اقول قطع نظر اس تحقیق سے جو ہم پر واضح ہوئی۔ میں کہتا ہوں

ع: ای ما قدمنا ان العلم بالحقیقة لا الیه سبیل المستیقظ ولا لارادته مساغ فی کلام العلماء اھ منه۔

ع: یعنی وہ تحقیق جو ہم پیش کر چکے کہ نیند سے بیدار ہونے والے کے لئے علم حقیقت کی کوئی سبیل نہیں اور کلام علماء میں اس کے مراد ہونے کی کوئی گنجائش بھی نہیں ۱۲ منہ (ت)

انما علم المني يتصور مذيا و ليس هذا للودي و لا تترك الصورة لمحض امكان فعلم المذي لا يكون احتمال الودي و لذا لم يفسروه الا بالشك في المني والمذي فاستثناء الدرف الشك في

منی سے متعلق معلوم ہے کہ وہ مذی کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ یہ بات ودی میں نہیں ــــ اور صورت محض امکان کی وجہ سے ترک نہیں کی جاسکتی۔ تو مذی کے علم کی حالت میں ودی کا احتمال نہ ہوگا۔ اسی لئے علماء نے علم مذی کی تفسیر میں صرف منی و مذی کے درمیان شک ہونے کو ذکر کیا ــــ تو

ف: معروضة اخرى عليه.

ع قد منا العبارة التنوير في نصوص الفريق الثاني وذكرنا بعد انهاء المنقول ما استثنى في الدر و بعده كلام العلامة الشامي الشارح قد اصلح[1] الخ و تمامه و بهذا الحل الذي هو من فيض الفتاح العليم ظهران هذه المتعاطفات مرتبطة ببعضها و ان الاستثناء فيها كلها متصل و لله در هذا الشارح الفاضل فكثيرا ما تخفى اشاراته على المعترضين وان كانوا من الماهرين

ع ہم نے فریق ثانی کے نصوص کے تحت تنویر الابصار کی یہ عبارت ذکر کی ہے (ورؤية المستيقظ منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام ــــ بیدار ہونے والے کا منی یا مذی دیکھنا اگرچہ اسے احتلام یاد نہ ہو) ــــ اور نقول ختم کرنے کے بعد درمختار کا استثنا ذکر کیا: (مگر جب اسے مذی کا علم ہو یا اس میں شک ہو کہ مذی ہے یا ودی یا سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا تو بالاتفاق اس پر غسل نہیں) اس کے بعد علامہ شامی کا یہ کلام ذکر کیا کہ "شارح نے عبارت مصنف کی اصلاح کی ہے۔ الخ" اس کے آگے علامہ شامی کی پوری عبارت اس طرح ہے: فتاح علیم کے فیض سے منکشف ہونے والے اس حل سے ظاہر ہو گیا کہ یہ معطوفات باہم ایک دوسرے سے مرتبط ہیں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] رد المحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ١/١١٠

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فافهم[۱] اھ وعرض به على العلامة ح محشی الدر المعترض عليه والعلامة ط المجيب بالتزام ان لاضير في عطف الاستثناء المنقطع على المتصل۔

اور ان سب میں استثنائے متصل ہے اور یہ حضرت شارح فاضل کا کمال ہے کہ ان کے اشارات ماہر معترضین کی نظر سے بھی مخفی رہ جاتے ہیں اھ اس سے علامہ شامی نے محشی درمختار علامہ حلبی معترض پر تعریض کی ہے اور علامہ طحطاوی پر جنھوں نے استثنائے منقطع مان کر یہ جواب دیا ہے کہ استثنائے متصل پر استثنائے منقطع کا عطف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اقول لاشك وقد اعترف هذا المحقق ايضا ان المراد بالرؤية العلم والا خرج الاعمى فقول المتن ورؤية المستيقظ مذيا معناه يجب الغسل اذا علم المذی وان لم يتذكر وانتم جعلتموه محتملا لمعنيين الاول ان يكون المراد بالمذی حقيقته والثانی صورته وجعلتم الاول علما بانه مذی والاخير شكا فيه وفی غيره فعلى الاول

اقول اس میں کوئی شک نہیں اور ان محقق نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ دیکھنے سے مراد علم ہے ورنہ نابینا اس حکم سے خارج ہوجائیگا تو عبارت متن : (بیدار ہونے والے کا مذی دیکھنا) کا معنی یہ ہے کہ جب مذی کا علم ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ احتلام یاد نہ ہو ـــــ اور آپ نے اس عبارت میں دو۲ معنوں کا احتمال بتایا ہے ـــــ اول یہ کہ مذی سے حقیقتِ مذی مراد ہو۔ دوم یہ کہ صورتِ مذی مراد ہو۔ اور اول کو آپ نے مذی ہونے کا علم قرار دیا ہے اور دوم کو مذی اور غیرِ مذی کے درمیان شک ٹھہرایا ہے ـــــ تو برتقدیرِ اول

(باقی برصفحہ آئندہ)

[۱] ردالمحتار　کتاب الطہارۃ　داراحیاء التراث العربی بیروت　۱/۱۱۰

قطعاً۔ کا جو استثنا کیا وہ قطعاً استثنا سے منقطع ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

معنی المتن اذا علم حقیقۃ المذی ولا شك انه هو المراد بقول الشارح الا اذا علم انه مذی فیکون استثناء الشیئ عن نفسه ویکون حاصل الاستثناء الثانی یجب اذا علم حقیقۃ المذی الا اذا شك انه مذی او ودی ولا شك انه استثناء منقطع، و علی الثانی معنی المتن یجب الغسل اذا علم صورۃ المذی وشك فی حقیقته انه مذی او غیرہ فیکون قول الشارح الا اذا علم حقیقۃ المذی استثناء منقطعا قطعا فلیس هذا سبیل ما قصدتم بل کان ینبغی ان یقال ان المراد فی کلام المصنف العلم بالصورۃ لا غیر کما ذکرتموہ فی التوفیق، والعلم بالصورۃ المذی یشمل ما اذا علم انه فی الحقیقۃ ایضا مذی وما اذا شك انه هو او غیرہ

متن کا معنٰی یہ ہوا کہ جب حقیقت مذی کا علم ہو (تو غسل واجب ہے) اور بلاشبہہ شارح کے کلام "الا اذا علم انه مذی ـــــ مگر جب اسے علم ہو کہ وہ مذی ہے" سے وہی (حقیقت مذی کا علم) مراد ہے تو یہ شَی کا خود اسی شَی سے استثناء ہوگا۔ استثنائے ثانی کا حاصل یہ ہوگا کہ غسل واجب ہے جب حقیقت مذی کا علم ہو مگر جب اسے شک ہو کہ مذی ہے یا ودی (تو بالاتفاق واجب نہ ہوگا) بلاشبہہ یہ استثنائے منقطع ہے ـــــ بر تقدیر دوم متن کا معنٰی یہ ہو کہ غسل واجب ہے۔ جب اسے مذی کی صورت کا علم و یقین ہو اور اس کی حقیقت میں شک ہو کہ وہ مذی ہے یا غیر مذی۔ اب شارح کا قول "مگر جب اسے حقیقت مذی کا علم ہو" قطعاً استثنائے منقطع ہوگا۔ تو آپ کا جو مقصد تھا (استثنائے متصل کا اثبات) اس کی یہ راہ نہ تھی بلکہ یوں کہنا چاہئے تھا کہ مصنف کے کلام میں صورتِ مذی کا علم مراد ہے کچھ اور نہیں ـــــ جیسا کہ تطبیق میں آپ نے یہی ذکر کیا ہے ـــــ اور صورت مذی کا علم اس حالت کو بھی شامل ہے جب اسے علم ہو کہ وہ حقیقت میں بھی مذی ہی ہے، اور اس حالت کو بھی شامل ہے جب اسے شک ہو

(باقی بر صفحہ آئندہ)

علی ان جعل العلامۃ ش مراد

علاوہ ازیں شامی نے پہلے تو عبارت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

من منی او ودی اذ لامعنی للقطع بانہ لیس مذیا حقیقۃ مع العلم بانہ مذی صورۃ الا اذا احاط علمہ بانہ کان منیا تحول مذیا صورۃ ولا سبیل الی ذٰلک فی النوم فلا اقل من احتمال المذی ولا مانع عندکم من العلم بحقیقتہ علی ما قررنا للفریق الاوّل فکان کلام المصنف بحملہ علی علم الصورۃ شاملا لثلث صور علم بحقیقۃ المذی والشک بین المذی والودی والشک بین المذی والمنی وکل ذٰلک من صور العلم بصورۃ المذی لامجرد صورتی الشک کما قلتم وعند ذٰلک یکون استثناء علم الحقیقۃ والشک الاول کلا متصلا کما قصدتم۔

کہ وہ مذی ہی ہے یا کچھ اور ہے یعنی منی یا ودی۔ اس لئے کہ صورۃً مذی ہونے کا علم ہوتے ہوئے یہ قطعی حکم کرنے کا کوئی معنی نہیں کہ وہ حقیقۃً مذی نہیں، ہاں جب احاطہ کے ساتھ اسے علم ہو کہ وہ تری پہلے منی تھی اب مذی کی صورت میں بدل گئی تو وہ قطعی حکم ہو سکتا ہے مگر نیند میں ایسے علم واحاطہ کی گنجائش نہیں۔ تو کم از کم مذی کا احتمال ضرور ہوگا۔ اور آپ کے نزدیک اس کی حقیقت کے علم سے کوئی مانع نہیں جیسا کہ ہم نے فریق اول کی تقریر پیش کی۔ تو علم صورت پر محمول کرنے سے کلامِ مصنف تین صورتوں کو شامل ہوا: (۱) حقیقتِ مذی کا علم (۲) مذی اور ودی میں شک (۳) مذی اور منی میں شک۔ اور تینوں میں سے ہر ایک صورتِ مذی کے علم ہی کی صورتوں میں سے ہے۔ نہ یہ کہ ان میں صرف شک والی دونوں صورتیں ہیں جیسا کہ آپ نے کہا۔ جب ایسا ہے تو علم حقیقت اور شک اول (مذی و ودی میں شک) دونوں ہی کا استثناء استثنائے متصل ہوا جیسا کہ آپ کا مقصود ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

ف: معروضۃ ثالثۃ علیہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فوقعت الزلة من وجہین فی تردید المتن بین المحملین وفی تخصیص الاخیر بالشک ثم ھذا کلہ اذا سلمنا لہ ان فی العلم بالمذی ای صورتہ یبقی احتمال الودی فی حقیقتہ لما علمت ان لا عبرۃ لمحض احتمال مستند الی مجرد امکان ذاتی بلا دلیل یدل علیہ فی خصوص المقام ولا دلیل للمستیقظ علٰی ان ھذا المذی ھو مذی قطعا بصورتہ ودی اصلا فی حقیقتہ بخلاف المنی کما علمت علی ان صورۃ المذی لم یثبت کونہا للودی کما ثبت للمنی فلا معنی لحمل رؤیۃ المذی علی معنی الشک بین المذی والودی واذ لم یشملہ کلام المصنف فاستثناؤہ منہ لایکون قطعا الا منقطعا فھذہ زلۃ ثالثۃ اعظم من اختیہا والرابعۃ لما تقدم

تو دو طرح لغزش ہوئی، ایک یہ کہ متن میں حقیقت اور صورت دونوں مراد ہونے کا احتمال مانا، دوسرے یہ کہ ارادۂ صورت کو حالتِ شک سے خاص کر دیا (حالانکہ وہ علم حقیقت کو بھی شامل ہے)۔۔۔ پھر یہ سب کچھ اس وقت ہے جب ہم یہ تسلیم کر لیں کہ مذی یعنی صورتِ مذی کا یقین ہونے کی حالت میں بھی یہ احتمال باقی رہتا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ حقیقت میں ودی ہو۔ اس لئے کہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ ایسے احتمال محض کا اعتبار نہیں جس کا استناد صرف امکان ذاتی پر ہو اور اس پر اس خاص مقام میں کوئی دلیل نہ ہو۔ اور بیدار ہونے والے کے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ جو صورت میں قطعاً مذی ہے حقیقت میں اصلاً ودی ہے ۔۔۔ بخلاف منی کے جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ علاوہ ازیں مذی کی صورت ودی کے لئے ہونا ثابت نہیں جیسے منی کے لئے ہونا ثابت ہے ۔۔۔ تو مذی دیکھنے کو مذی و ودی کے درمیان شک ہونے کے معنی پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور جب اسے کلامِ مصنف شامل نہیں تو اس سے اس کا استثنا قطعاً استثنائے منقطع ہی ہوگا۔ تو یہ تیسری لغزش ہے جو پہلی دونوں سے بڑی ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

ثم حصر الاخیر فی الشك[ف۱] عاد نقضا علی المقصود لان الارادتین لا تجتمعان وقد استثنی العلم والشك معا فاحدھما منقطع لا شك والحق[ف۲] ان لامحل لشیئ منھما فی کلام المصنف۔

دکھا — پھر ارادۂ صورت کو شک میں منحصر کر دیا۔ جو خود ان کے مقصود کے خلاف ہوگیا۔ اس لئے کہ ایک ساتھ حقیقت اور صورت دونوں مراد نہیں ہوسکتیں — اور شارح نے علم اور شک دونوں کا استثناء کیا ہے تو ایک استثناء ضرور استثنائے منقطع ہے — اور حق یہ ہے کہ کلامِ مصنف میں ان میں سے کسی استثنا کی گنجایش نہیں۔

الرابع لکلام الغنیۃ جنوح الی ارادۃ الحقیقۃ حیث یقول النوم حال ذھول وغفلۃ شدیدۃ یقع فیہ اشیاء فلا یشعر بھا فتیقن کون البلل مذیا لا یکاد یمکن الا باعتبار صورتہ ورقتہ[۱]۔

چوتھی تنبیہ: عبارتِ غنیہ میں ارادۂ حقیقت کی جانب کچھ میلان ہے وہ اس طرح کہ اس کے الفاظ یہ ہیں: نیند شدید غفلت و ذہول کی حالت ہے۔ اس میں ایسی چیزیں واقع ہوتی ہیں جن کا سونے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا تو تری کے مذی ہونے کا یقین نہ ہو پائے گا مگر اس کی صورت اور رقت ہی کے اعتبار سے، الخ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

من التحقیق وبہ ظھران کلام المصنف لامحل فیہ لشیئ من ھذین الاستثنائین فاستثناء الحقیقۃ باطل اذلاسبیل الیہ واستثناء احتمال الودی ضائع اذ لادلیل علیہ، وباللہ التوفیق ۱۲ منہ۔

اور چوتھی لغزش اس تحقیق کے پیشِ نظر جو بیان ہوئی، اور اسی سے یہ بھی واضح ہوا کہ کلامِ مصنف میں ان دونوں استثناؤں میں سے کسی کی کوئی گنجائش نہیں — استثنائے حقیقت تو باطل ہی ہے اس کی کوئی صورت نہیں اور احتمالِ ودی کا استثنا بیکار ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں، وباللہ التوفیق ۱۲ منہ (ت)

ف۱: معروضۃ رابعۃ علیہ۔

ف۲: معروضۃ علی الدر۔

---

[۱] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطھارۃ الکبری سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۳

فلیس ملحظ ھذہ العبارۃ ما قررنا ان التیقن انما ھو بالصورۃ مع التردد فی کونہ منیا او مذیا حقیقۃ بل جعلہ واثقا بانہ مذی ونبہ علی خطأہ فی وثوقہ فکانہ رحمہ اللہ تعالٰی یقول ھذا الذی یزعم انہ تیقن بالمذی یقینہ مدخول فیہ ای ظن ظنہ یقینا ولیس بہ اذ لیس منشأہ الا الاعتماد علی مایری من الصورۃ والرقۃ وھو اعتماد من غیر عمدۃ وقد یشیر الیہ کلام الحلیۃ ایضا فیما اذا تیقن المذی متذکرا حیث قال الظاھر کونہ لیس کذلک حقیقۃ لوجود سبب المنی ظاھرا وھو الاحتلام وکون المنی مما تعرض لہ الرقۃ[1] الخ۔

اقول ارادۃ الحقیقۃ علی ھذا الوجہ لاباس بھا ولا ینافی ماقدمت من التحقیق بید ان

اس عبارت کا مطمح نظر وہ نہیں جو ہم نے ثابت کیا کہ یقین صورت ہی کا ہوگا ساتھ ہی حقیقت میں اس کے منی یا مذی ہونے میں تردّد ہوگا، بلکہ اس میں تو اس شخص کو اس بارے میں پُروثوق ٹھہرایا ہے کہ وہ مذی ہے اور اس کے وثوق کی خطا پر تنبیہ کی ہے تو گویا صاحبِ غنیہ رحمہ اللہ تعالٰی یہ فرمارہے ہیں کہ یہ شخص جو گمان کررہا ہے کہ اسے مذی کا یقین حاصل ہے اس کا یقین ایک دھوکا ہے یعنی اس نے اپنے گمان کو یقین سمجھ لیا ہے حالاں کہ وہ یقین نہیں اس لئے کہ اس کی بنیاد صرف اس پر ہے کہ اس نے دیکھی جانے والی اس صورت و رقّت پر اعتماد کرلیا ہے اور یہ اعتماد بلا عماد ہے۔ اس طرف عبارتِ حلیہ میں بھی اشارہ ملتا ہے۔ احتلام یاد ہوتے ہوئے مذی کا یقین ہونے کی صورت میں لکھتے ہیں، ظاہر یہ ہے کہ وہ حقیقت میں مذی نہیں اس لئے کہ منی کا سبب احتلام ظاہراً موجود ہے اور منی ایسی چیز ہے جسے رقّت عارض ہوتی ہے الخ۔

اقول اس طور پر حقیقت مراد لینے میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہماری بیان کردہ تحقیق کے منافی نہیں مگر یہ ہے کہ اس میں علم و

ف: تطفل علی الغنیۃ و الحلیۃ۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فیه اطلاق العلم والیقین علی ظن ظنه الظان بالغلط یقیناً فالاحری بنا ان لانحمل کلام العلماء علی مثل هذا المحمل والوجه الذی اخترته صاف لاکدر فیه وللّٰه الحمد۔

یقین کا اطلاق اس گمان پر کر دیا ہے جسے گمان کرنے والے نے غلطی سے یقین سمجھ لیا ـــــ تو ہمارے لئے مناسب یہ ہے کہ کلامِ علما کو اس طرح کے معنیٰ پر محمول نہ کریں ـــ اور میں نے جو صورت اختیار کی ہے وہ صاف بے غبار ہے، وللّٰہ الحمد۔

الخامس قول الحلیة

پانچویں تنبیہ: حلیہ کی یہ عبارت:

وجوب الغسل اذا لم یتذکر حلما و تیقن انه مذی او شك فی انه منی او مذی[1] الخ یخالف ظاهرہ ماحققنا ان العلم بالمذی ھٰھنا مجامع للشك فی المذی والمنی۔

"وجوبِ غسل ہے جب اسے خواب یاد نہ ہو اور یقین ہو کہ وہ مذی ہے، یا اسے شک ہو کہ وہ منی ہے یا مذی" ـــ بظاہر ہماری اس تحقیق کے خلاف ہے کہ یہاں مذی کا علم ویقین مذی ومنی میں شک کے ساتھ جمع ہوگا۔

فانه رحمه الله تعالٰی جعل التیقن مقابلا للشك وجوابه اما بالحمل علی الصورة کما ھو مسلکنا فیعود الی انه تیقن بان الصورة صورة مذی او تردد فی الصورة فلاینافی الشك فی الحقیقة او بالحمل علی زعم التیقن من دون یقین فی الحقیقة کما ھو مسلك الغنیة فالمعنی سواء کان متیقنا بزعمه او شاکا۔

مخالف اس لئے کہ صاحبِ حلیہ رحمہ اللہ تعالٰی نے یقین کو شک کے مقابلہ میں رکھا ہے ـــ اور جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یا تو صورت کا یقین ہے جیسا کہ یہ ہمارا مسلک ہے تو اب معنیٰ عبارت یہ ہوگا کہ "اسے یقین ہے کہ صورت، مذی کی صورت ہے یا اسے صورت کے بارے میں تردد ہے کہ وہ منی کی ہے یا مذی کی" ـــ تو یہ حقیقت میں شک ہونے کے منافی نہ ہوگا ـــ یا اس سے مراد یہ ہے کہ اسے یقین ہونے کا گمان ہے اور درحقیقت یقین نہیں ہے جیسا کہ یہ غنیہ کا طرز ہے، تو معنیٰ یہ ہوا کہ اپنے گمان میں خواہ وہ یقین رکھنے والا ہو یا شک کرنے والا ہو۔

---

[1] حلیة المحلی شرح منیة المصلی۔

السادس حصر الغنية ذرائع علم المذی فی الصورة والرقة[1] وکلام الفقیر انہ اما بالصورۃ او الاسباب او الاٰثار والکل لاتنفی المنویۃ اجمع وانفع وﷲ الحمد۔

چھٹی تنبیہ: صاحبِ غنیہ نے علم مذی کے ذرائع کو صورت اور رقت میں منحصر رکھا ہے اور کلامِ فقیر میں یہ ہے کہ یہ علم یا تو صورت سے ہوگا یا اسباب سے یا آثار سے، اور کسی سے بھی منی ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ تو یہ زیادہ جامع اور زیادہ نافع ہے، وﷲ الحمد۔

السابع عامة المتون والشروح علی تصویر المسألۃ بالرؤیۃ[2] مطلقا من دون ذکر المرئی علیہ و منھم من صورھا بالرؤیۃ علی فراشہ ومنھم من قال ثوبہ ومنھم من زاد او فخذہ ومنھم من صور بالوجدان فی احلیلہ کما تعلم بالرجوع الی ما سردنا من النصوص وھذا الاخیر فی الخانیۃ والمحیط والذخیرۃ والمنیۃ وغیرھا بل ھو لفظ محرر المذھب محمد رحمہ ﷲ تعالٰی کما فی الھندیۃ[1] عن المحیط عن ابی علی النسفی عن نوادر ھشام عن محمد، ولفظ الخانیۃ وجد علی طرف احلیلہ بلۃ[2] الخ ولم ار من رفع لھذا رأسا واستطرق بہ الی خلاف

ساتویں تنبیہ: عامۂ متون وشروح نے صورتِ مسئلہ کے بیان میں تری دیکھنا مطلقاً ذکر کیا ہے کس چیز پر تری دیکھی اس کا ذکر نہ کیا ــــ اور بعض نے بستر پر دیکھنے کا ذکر کیا، بعض نے کپڑے پر" کہا، بعض نے "یا ران پر" کا اضافہ کیا۔ اور کسی نے ذکر کی نالی میں پانے کا تذکرہ کیا ــــ جیسا کہ ہمارے بیان کردہ نصوص کو دیکھنے سے معلوم ہوگا ــــ اور مذکورہ آخری صورت خانیہ، محیط، ذخیرہ، منیہ وغیرہا میں ہے بلکہ یہ محررِ مذہب امام محمد رحمہ ﷲ تعالٰی کے الفاظ ہیں جیسا کہ ہندیہ میں محیط سے اس میں ابو علی نسفی سے، نوادر ہشام کے حوالے سے امام محمد سے منقول ہے۔ خانیہ کے الفاظ یہ ہیں: "ذکر کی نالی کے سرے پر تری پائی" الخ۔ اور میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ اس طرف توجہ کی ہو اور اسے کسی معنوی اختلاف پر محمول کیا ہو

ف۱: تطفل علی الغنیۃ۔

ف۲: مسئلہ: صور مذکورہ میں یکساں ہے خواہ تری کپڑے یا ران پر دیکھے یا سرِ ذکر میں۔

[1] الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الباب الثانی فی الغسل الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۵

[2] فتاوی قاضی خان " فصل فیما یجب الغسل نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۱

معنوی غیران العلامة المدقق الحلبی رحمه الله تعالٰی قال فی الغنیة بقی شیئ وھو ان المنی اذا خرج عن شھوة سواء کان فی نوم او یقظة فانه لابد من دفقه و تجاوزہ عن راس الذکر ایضا فکون البلل لیس الا فی راس الذکر دلیل ظاھر انه لیس بمنی سیما والنوم محل الانتشار بسبب ھضم الغذاء وانبعاث الریح فایجاب الغسل فی الصورة المذکورۃ مشکل بخلاف وجود البلل علی الفخذ و نحوہ لان الغالب انه منی خرج بدفق و ان لم یشعر به ما قررناہ[1] اھ۔

سوا اس کے کہ علامہ مدقق حلبی رحمہ اللہ تعالٰی نے غنیہ میں لکھا: "ایک چیز باقی رہ گئی، وہ یہ کہ منی جب شہوت سے نکلے خواہ وہ نیند میں یا بیداری میں تو اس کا جست کرنا اور سرِ ذکر سے تجاوز کر جانا ضروری ہے۔ تو تری کا صرف سرِ ذکر کے اندر ہونا کھلی ہوئی دلیل ہے کہ وہ منی نہیں ــــ اور نیند غذا کے ہضم اور ہوا کے اُٹھنے کی وجہ سے انتشارِ آلہ کا محل ہے۔ تو مذکورہ صورت میں غسل واجب کرنا مشکل ہے بخلاف اس صورت کے جب ران وغیرہ پر تری موجود ہو اس لئے کہ اس وقت غالب گمان یہ ہے کہ وہ منی ہے جو جست کے ساتھ نکلی ہے اگرچہ اس کا پتا نہ چلا جیسا کہ ہم نے تقریر کی" اھ۔

ورایتنی کتبت علی قوله لابد من دفقه الخ مانصه اقول[ف1] سبحٰن الله کیف یقال لابد مع اطباقھم ان عند الطرفین رضی الله تعالٰی عنھما یجب الغسل اذا انفصل المنی عن الصلب بشھوة ثم خرج بعد السکون وکما ذکروا من صورة امساك الذکر کذلك ذکروا ما اذا انزل[ف2] واغتسل قبل ان یبول و یمشی

میں نے ان کی عبارت "اس کا جست کرنا ضروری الخ" پر اپنا لکھا ہوا یہ حاشیہ دیکھا، **اقول** سبحان اللہ "یہ ضروری ہے" کیسے کہا جا رہا ہے جب کہ مصنفین کا اتفاق ہے کہ طرفین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک غسل واجب ہے جب منی شہوت کے ساتھ پشت سے جدا ہو پھر سکون کے بعد باہر آئے ــــ اور جیسا کہ ان حضرات نے ذکر کیا اس کی ایک صورت ذکر تھام لینا بھی ہے۔ اسی

ف1: تطفل جلیل علی الغنیة۔

ف2: مسئلہ انزال ہُوا اور نہالیا اُس کے بعد پھر منی نکلی دوبارہ نہانا واجب ہوگا اگرچہ اس بار بے شہوت نکلی ہو مگر یہ کہ پیشاب کرچکا یا سولیا یا زیادہ چل لیا اس کے بعد منی بے شہوت نکلی تو غسل کا اعادہ نہیں۔

[1] غنیة المستملی شرح منیة المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۳

7

کثیرا ثم بال فخرج منی یعید الغسل عندھما[1] فھو منی قد زال بدفق وبقی داخل البدن حتی خرج برفق فان جاز ھذا فلم لایجوز ان یأتی الی الاحلیل ولایتجاوزہ وان نوزع فی ھذا بان الدفق انما یستلزم خروج بعضہ لاکلہ فمع مطالبۃ الدلیل علی الفرق ما ذا یصنع بفرع فتح القدیر احتلم فی الصلٰوۃ فلم ینزل حتی اتمھا فانزل لایعیدھا ویغتسل[2] اھ ھب ان یوجد ھذا بان الحرکۃ تدریجیۃ لابدلھا من زمان فلعل صورتہ ان کان فی القعدۃ الاخیرۃ فاحتلم واندفق المنی زائلا من الصلب فالی

طرح ان حضرات نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب انزال ہوا اور پیشاب کرنے یا زیادہ چلنے سے پہلے غسل کرلے پھر پیشاب کرے تو کچھ منی باہر آئے ایسی صورت میں طرفین کے نزدیک اسے دوبارہ غسل کرنا ہے کیونکہ وہ ایسی منی ہے جو جست کے ساتھ اپنی جگہ سے ہٹی اور بدن کے اندر رہ گئی یہاں تک کہ آہستگی سے باہر آئی ــــ تو اگر یہ ہوسکتا ہے تو یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ احلیل (ذکر کی نالی) تک آئے اور تجاوز نہ کرے ــــ اگر اس میں نزاع کیا جائے کہ جست کرنا صرف اسے مستلزم ہے کہ کچھ باہر آجائے نہ اسے کہ کل باہر آئے تو اوّلاً دونوں میں تفریق پر دلیل کا مطالبہ ہوگا پھر فتح القدیر کے اس جزئیہ سے معارضہ ہوگا کہ "نماز میں خواب دیکھا اور انزال نہ ہوا یہاں تک کہ نماز پوری کرلی پھر انزال ہوا تو اس کے ذمہ نماز کا اعادہ نہیں اور غسل ہے اھ" ــــ مان لیجئے اس کی یہ توجیہ کردی جائے کہ حرکت ایک تدریجی عمل ہے جس کے لئے کچھ وقت درکار ہے تو ہوسکتا ہے اس کی صورت یہ ہو کہ قعدہ اخیرہ میں تھا اس وقت

ف: مسئلہ نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کرلی اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی کہ اس وقت تک جنب نہ ہوا تھا۔

---

[1] حواشی امام احمد رضا علٰی غنیۃ المستملی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی قلمی فوٹو ص ۱۳/۴

[2] فتح القدیر کتاب الطہارت فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۴

ان ينزل الى القصبة و يخرج سلم فسلم من النزول فى الصلوٰة فماذا يجاب عن فرع الهندية عن الذخيرة[ف۱] احتلم ليلا ثم استيقظ ولم يربللا فتوضأ و صلى صلٰوة الفجر ثم نزل المنى يجب عليه الغسل[۱] اھ اطلق ولم يقيد بالانتشار عند الخروج فما كان الغسل الا بان فاقه فى النوم و بقاء كله داخل البدن الى ان يتقظ و توضأ وصلى اھ[ف۲] ماذا يصنع بفرعها عنها استيقظ وهو يتذكر الاحتلام ولم يربللا ومكث ساعة فخرج مذى لا يلزمه الغسل[۲] اھ فافاد بمفهومه ان لو خرج منى لزم فان

احتلام ہوا اور منی جست کرکے پشت سے چلی اور ذکر کی نالی میں آنے اور نکلنے تک اس نے سلام پھیر دیا اس لئے نماز کے اندر منی نکلنے سے بچ گیا۔ پھر اس جزئیہ کا کیا جواب ہوگا جو ہندیہ میں ذخیرہ سے منقول ہے: رات کو احتلام ہوا پھر صبح بیدار ہوا اور تری نہ پائی، وضو کرکے نمازِ فجر ادا کرلی پھر منی نکلی تو اس پر غسل واجب ہے اھ (اور نماز ہوگئی) — اسے مطلق ذکر کیا اور یہ قید نہ لگائی کہ خروجِ منی کے وقت انتشارِ آلہ تھا تو غسل اسی وجہ سے ہوا کہ نیند کی حالت میں منی نے جست کیا اور سب کی سب بدن کے اندر رہ گئی یہاں تک کہ بیدار ہوا، وضو کیا اور نماز پڑھی — یا اس جزئیہ کو کیا کریں گے جو ہندیہ میں اسی ذخیرہ سے نقل ہے: اس حالت میں بیدار ہوا کہ اسے احتلام یاد ہے اور کوئی تری نہ دیکھی، تھوڑی دیر رُکا رہا پھر مذی نکلی تو اس پر غسل لازم نہیں۔ اس کے مفہوم سے مستفاد ہوا کہ اگر

ف۱: مسئلہ رات کو احتلام ہوا جاگا تو تری نہ پائی وضو کرکے نماز پڑھ لی اس کے بعد منی باہر آئی تو غسل اب واجب ہوا اور وہ نماز صحیح ہوگئی۔

ف۲: مسئلہ جاگا احتلام خوب یاد ہے مگر تری نہیں پھر مذی نکلی غسل نہ ہوگا۔

---

[۱] الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الباب الثانی الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵

[۲] " " " " " " " " " " "

لم یقنع بہ ففی الغنیۃ نفسہا رأی فی نومہ انہ یجامع فانتبہ ولم یر بللا ثم بعد ساعۃ خرج منہ مذی لایجب الغسل و ان خرج منی وجب[1] اھ۔

منی نکلتی تو غسل لازم ہوتا۔ اگر اس پر قناعت نہ ہو تو خود غنیہ ہی میں ہے: خواب میں اپنے کو جماع کرتے دیکھا، بیدار ہوا تو کوئی تری نہ پائی پھر کچھ دیر بعد مذی نکلی تو اس پر غسل واجب نہیں اور اگر منی نکلے تو واجب ہے اھ۔

فان اعتل بان النزول بدفق یستلزم الخروج والتجاوز عن الاحلیل ولو بعد حین فلا ترد الفروع، وھٰھنا اذ لم یتجاوز رأس الذکر علم انہ لیس بمنی۔

اگر یہ علت پیش کریں کہ جست کے ساتھ اپنی جگہ سے اُترنا نکلنے اور احلیل سے تجاوز کرنے کو مستلزم ہے اگرچہ کچھ دیر بعد سہی، تو ان جزئیات سے اعتراض نہ ہو سکے گا — اور یہاں جب سرِ ذکر سے تجاوز نہ ہُوا تو معلوم ہوا کہ وہ منی نہیں۔

قُلتُ کان استنادہ الی الحرکۃ الدفقیۃ انہا توجب التجاوز لان مایندفق فھو یندفع بقوۃ فلا یمنع الا قہرا وقد ابطلتہ الفروع، وھذا اعتلال بنفس الانفصال انہ اذا خلی مقرہ فلا بد لہ من الخروج ولو بعد حین وجوابہ ما قدمت ان الکثرۃ لاتستلزم الامناء فقد لاینزل الا قطرۃ او قطرتان کما عرف فی مسألۃ التقاء الختانین قال فی الھدایۃ قد یخفی علیہ

قُلتُ (میں کہوں گا) پہلے ان کا استناد جست والی حرکت سے تھا کہ یہ تجاوز کو لازم کرتی ہے اس لئے کہ جو چیز جست کرے وہ بقوت دفع ہوگی تو اسے بغیر جبر وقسر کے روکا نہ جا سکے گا۔ یہ استناد تو ان جزئیات سے باطل ہو گیا — اب یہ خود انفصال کو علت ٹھہرانا ہے کہ جب وہ اپنی جگہ چھوڑے گی تو اس کے لئے نکلنا ضروری ہے اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہو — اس کا جواب وہ ہے جو پہلے بیان ہوا کہ منی نکلنے کے لئے زیادہ ہونا کوئی ضروری نہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قطرہ دو قطرہ آتا ہے، جیسا کہ التقائے ختانین (مرد وزن کے ختنہ کی جگہوں کے باہم ملنے) کے مسئلہ میں معلوم ہوا) ہدایہ میں

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۶

لقلته[1] اھ، وفی الفتح خفاء خروجه لقلته وتکسله فی المجری لضعف الدفق لعدم بلوغ الشهوة منتهاها کما یجده المجامع فی اثناء الجماع من اللذة بمقاربة المزایلة[2] اھ، و زاد فی الحلیة لقلته مع غلبة الحرارة المجففة له[3] اھ۔

فرمایا: منی قلت کی وجہ سے اس پر مخفی رہ جاتی ہے۔ فتح القدیر میں ہے: خروج منی کا مخفی رہ جانا اس کے کم ہونے اور مجرا (گزرگاہ) میں سُست ہوجانے کے باعث ہے اس وجہ سے کہ جَست کمزور تھی کیوں کہ شہوت اپنی انتہا کو نہ پہنچی تھی جیسے جماع کرنے والا اثنائے جماع جدا ہونے کے قریب لذت پاتا ہے اھ ۔۔۔ اور حلیہ میں اضافہ کے ساتھ کہا: کیوں کہ وہ کم ہوتی ہے ساتھ ہی اسے خشک کرنے والی حرارت غالب ہوتی ہے اھ۔

اقول والامر[ف1] فی النائم اظهر فقد یتجاوز بعضه الاحلیل وینشفه بعض ثیابه ولا یحس به لقلته،

اقول اور معاملہ سونے والے کے بارے میں اور زیادہ واضح ہے کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ منی احلیل سے تجاوز کرکے کپڑے میں جذب ہوجاتی ہے اور قلیل ہونے کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتی۔

وبالجملة[ف2] اطلاق المتون والشروح وقد وتهم محمد فی المبسوط کما قدمنا عن الخانیة عن الاصل وتصریح[ف3] امثال الخانیة والمحیط والذخیرة وغیرهم وعمدتهم محمد فی النوادر

مختصر یہ کہ ایک تو متون اور شروح میں اطلاق ہے اور ان کے پیشوا امام محمد ہیں جنھوں نے مبسوط میں سب سے پہلے ذکر کیا جیسا کہ ہم نے خانیہ سے بحوالہ مبسوط نقل کیا ۔۔۔ دوسرے اصحاب خانیہ، محیط، ذخیرہ وغیرہم کی تصریحات ہیں اور ان کے معتمد امام محمد ہیں جنھوں نے نوادر

ف۱: تطفل اخر علی الغنیة ف۲: تطفل ثالث علیه ف۳: تطفل رابع علیه

[1] الهدایة کتاب الطهارات فصل فی الغسل المکتبة العربیة کراچی ۱/۱۴
[2] فتح القدیر " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۶
[3] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

لایترکان للبحث مجالا ، والحمد للہ سبحٰنہ وتعالٰی ۔ وفوق[1] کل ذٰلك اطلاق ماروینا من الحدیث فلا اتجاہ للبحث روایۃ ولا درایۃ۔ واللہ سبحانہ ولی الھدایۃ۔

میں ذکر کیا ــــ ان دونوں کے پیشِ نظر بحث کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ــــ والحمد للہ سبحانہٗ وتعالٰی۔ اوران سب سے بڑھ کر اس حدیث کا اطلاق ہے جو ہم نے روایت کی ــــ تو روایت ، ودرایت کسی طرح بھی بحث کی کوئی وجہ نہیں رہ جاتی ۔ اور خدائے پاک ہی والیِ ہدایت ہے ۔

فائدۃ : اقول وظھرلك مما قدمناان ذکرھم الامساك فیما لو احتلم اونظر بشھوۃ فامسك ذکرہ حتی سکن ثم ارسل فانزل وجب الغسل عندھما خلافا للثانی غیرقید فان[2] من الناس من یمسك المنی بمجرد التنفس صعداء عدۃ مرار، و قد یبلغ ضعف الدفق فی بعضھم

فائدہ : اقول اگر احتلام ہوا یا شہوت سے نظر کی پھر ذکر تھام لیا یہاں تک کہ منی ٹھہر گئی پھر چھوڑ دیا تو انزال ہوا ، طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگیا بخلاف امام ثانی کے ــــ ہمارے بیان سابق سے واضح ہے کہ اس جزئیہ میں ذکر تھامنے کا جو ذکر ہے وہ قید وشرط نہیں (بلکہ کسی طرح بھی دیر کے لئے منی کا روک لینا مقصود ہے) اس لئے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو چند بار

---

[1] : تطفل خامس علیہ ۔

[2] : **مسئلہ** منی کو اپنے محل یعنی مرد کی پشت ، عورت کے سینہ سے جدا ہوتے وقت شہوت چاہیے۔ پھر اگرچہ بلا شہوت نکلے غسل واجب ہوجائے گا مثلاً احتلام ہُوا یا نظر یا فکر یا کسی اور طریق سوائے ادخال سے منی بشہوت اتری اس نے عضو کو مضبوط تھام لیا نہ نکلنے دی یہاں تک کہ شہوت جاتی رہی یا بعض لوگ سانس اوپر چڑھا کر اُترتی ہُوئی منی کو روک لیتے ہیں یا بعض میں ضعف شہوت کے سبب منی خیال بدلنے یا کروٹ لینے یا اُٹھ بیٹھنے یا پشت پر پانی کا چھینٹا دے لینے سے رُک جاتی ہے غرض کسی طرح شہوت کے وقت اُترتی ہوئی منی کو روک لیا یا خود رک گئی اور پھر جب شہوت جاتی رہی نکلی تو امام اعظم وامام محمد کے نزدیک غسل واجب ہوجائے گا کہ اُترتے وقت شہوت تھی اگرچہ نکلتے وقت نہ تھی ، اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ہوگا کہ ان کے نزدیک نکلتے وقت بھی شہوت شرط ہے ہاں جب تک نکلے گی نہیں غسل بالاتفاق واجب نہ ہوگا کہ نکلنا ضرور شرط ہے ۔

الی حدانه اذا احس بالانفصال فصرف خاطره عن الالتذاذ وشغل باله بشیئ اخر وقعد ان کان مستلقیا او تضور فی فراشه اورش علی صلبه ماء باردا یقف المنی عن الخروج، ثم اذا مشی او بال ینزل وھو فاتر فیجب الغسل فی ھذہ الصور ایضا عندھما لتحقق المناط وھو خروج منی زال عن مکانه بشھوۃ فاحفظه فقد کانت حادثة الفتوی۔

الثامن اکتساء المنی صورۃ المذی لرقة تعرضه احالھا فی شرح الوقایة علی حرارۃ البدن وفی الدرر والذخیرۃ علی الھواء وعبر فی البدائع والخلاصة والبزازیة والجواھر بمرور الزمان وھو یشملھما وجمعھما ابن کمال فی الایضاح واشار الی الاعتراض علی صدر الشریعة انه قصر بالاقتصار۔

اقول وفـ مثل ذلک لایعد

صرف سانس اوپر کھینچ کر منی روک لیتے ہیں، اور کسی میں ضعف جست اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ جب منی کے اپنی جگہ سے جُدا ہونے کا احساس کرتا ہے لذت سے اپنی خاطر پھیر کر کسی اور چیز میں دل کو مشغول کرلیتا ہے یا اگر لیٹا ہو تو بیٹھ جاتا ہے یا بستر پر کروٹ بدل دیتا ہے یا پشت پر ٹھنڈے پانی کا چھینٹا مارتا ہے منی رک جاتی ہے پھر جب چلتا یا پیشاب کرتا ہے تو منی اس وقت نکلتی ہے جب اس میں کسل و فتور آگیا اور شہوت ختم ہوچکی تو طرفین کے نزدیک ان صورتوں میں بھی غسل واجب ہوتا ہے اس لئے کہ مدار و مناط متحقق ہے وہ یہ کہ منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ ہٹی ہے۔۔ تو یہ ذہن نشین رہے، ایک بار خاص اسی معاملہ میں مجھ سے استفتاء ہوچکا ہے۔

آٹھویں تنبیہ: منی کا کسی عارض ہونے والی رقت کی وجہ سے مذی کی صورت اختیار کرلینا، اسے شرح وقایہ میں حرارت بدن کے حوالہ کیا، درمختار اور ذخیرہ میں ہوا کو سبب بنایا۔ بدائع، خلاصہ، بزازیہ اور جواہر میں مرورِ زمان سے تعبیر کیا۔ اور یہ حرارت و ہوا دونوں کو شامل ہے۔ اور علامہ ابن کمال نے ایضاح میں دونوں کو جمع کیا، اور صدر الشریعہ پر اقتصار کے سبب اعتراض کا اشارہ کیا۔

اقول اس طرح کی بات اعتراض کے

ف: تطفل علی العلامة ابن کمال۔

اعتراضا فانما یکون المراد افادۃ تصویر لاالحصروان کان فعلی العلامۃ المعترض مثلہ اذفی الفتح عن التجنیس رق بالھواء والغذاء[1] وجمع الکل فی الغنیۃ فقال بسبب بعض الاغذیۃ ونحوھا ممایوجب غلبۃ الرطوبۃ ورقۃ الاخلاط والفضلات وبسبب فعل الحرارۃ والھواء[2] اھ وما احسن قول الحلیۃ والمراقی قد یرق لعارض اھ[3]

شمار میں نہیں اس لئے کہ اس سے بس صورت مسئلہ کا افادہ مقصود ہوتا ہے حصر مراد نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ اعتراض ہے تو علامہ معترض پر بھی ویسے ہی اعتراض پڑے گا اس لئے فتح القدیر میں تجنیس کے حوالہ سے ہے: منی ہوا اور غذا سے رقیق ہوگئی ــــ اور غنیہ میں سب کو جمع کرکے کہا: بعض غذاؤں اور ان جیسی چیزوں کے سبب جو رطوبت کے غلبہ اور اخلاط وفضلات کی رقت کا باعث ہوتی ہیں اور عمل حرارت وہوا کے سبب اھ ــــ اور حلیہ ومراقی الفلاح کی عبارت کیا ہی خوب ہے، قد یرق لعارض اھ کسی عارض کی وجہ سے رقیق ہوجاتی ہے اھ۔

اقول ولایھمنا تنوع عباراتھم ھنا لولا ان عدھم الغذاء قد یوھم جواز ان یخرج المنی متغیرا من الباطن وحینئذ ینشؤ منہ سؤال علی مسألۃ وھو ما اذا استیقظ ذاکر حلم ولم یر بللا ثم خرج مذی فقد قدمنا عن الذخیرۃ والغنیۃ والھندیۃ وغیرھا ان

اقول ہمیں یہاں ان کی عبارتوں کے تنوّع کی فکر نہ ہوتی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان حضرات کے غذا کو سبب شمار کرنے کی وجہ سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ منی اندر سے ہی متغیر (اور رقیق) ہوکر نکلی ہو ــــ اور اس تقدیر پر اس سے ایک مسئلہ پر سوال پیدا ہوگا وہ یہ کہ خواب یاد رکھتے ہوئے جب بیدار ہوا اور تری نہ پائی پھر مذی نکلی تو ذخیرہ، غنیہ، ہندیہ وغیرہا کے حوالہ سے گزرا کہ اس پر

ف: تطفل اٰخر علیہ۔

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۵۴

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۳

[3] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۹۹

لا غسل ومثله فی الخلاصة وخزانة
المفتین والبرجندی والحلیة وفی الغیاثیة
عن غریب الروایة وعن فتاوی الناصری
برمز (ن) وفی القنیة عن فتاوی ابی الفضل
الکرمانی وفی غیر ما کتاب وعلی ھذا
یجب الایجاب لان الاحتلام اقوی
دلیل علی المنویة وصورة المذی
لاتنفك اذن عن احتمال المنویة
وان خرج برأه ولم یعمل فیه
حر بدن وھواء لاحتمال التغیر
فی الباطن بغذاء۔

غسل نہیں۔ اور اسی کے مثل خلاصہ، خزانۃ المفتین،
برجندی، حلیہ میں بھی ہے — اور غیاثیہ میں
غریب الروایہ سے اور فتاوٰی ناصری سے برمز
(ن) منقول ہے اور قنیہ میں فتاوٰی ابوالفضل
کرمانی سے نقل ہے اور متعدد کتابوں میں ہے۔
اور اس تقدیر پر غسل واجب کرنا ضروری ہے اس
لئے کہ احتلام منی ہونے کی قوی تر دلیل ہے اور
مذی کی صورت بر تقدیر مذکور احتمال مَنَوِیّت سے
جُدا نہ ہوگی اگرچہ اس کی آنکھ کے سامنے نکلی
ہو اور اس میں بدن کی حرارت اور ہوا اثر انداز
نہ ہوئی ہو اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ غذا کی وجہ سے
اندر ہی متغیر ہوئی ہو۔

لکن نص الامام الجلیل مفتی
الجن والانس نجم الدین النسفی قدس
سرہ ان التغیر لایکون فی الباطن
کما قدمنا عن جواھر الفتاوی عن
ذلك الامام من التفرقة بین ھذا و
بین من استیقظ فوجد بلة حیث
یجب الغسل لاحتمال کونه منیا رق
بمرور الزمان اما ھھنا فقد عاین خروج
المذی فوجب الوضوء دون الغسل
والتفرقة بینه وبین ما اذا مکث
فخرج منی ان الغسل انما وجب بالمنی و

لیکن امام جلیل مفتی جن وانس نجم الدین نسفی
قدس سرہ نے تصریح فرمائی ہے کہ تغیر باطن میں
نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ان سے ہم نے بحوالہ جواہر الفتاوٰی
فرق نقل کیا اس میں اور اُس میں جو بیدار ہو کر تری
پائے کہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اس لئے
کہ ہو سکتا ہے وہ منی رہی ہو جو وقت گزرنے سے
رقیق ہوگئی۔ لیکن یہاں تو اس نے مذی نکلتے آنکھ
سے دیکھی ہے تو وضو واجب ہوا غسل نہ ہوا۔ اور
ان سے فرق نقل کیا۔ اس میں اور اُس صورت میں
جب وہ کچھ دیر ٹھہر چکا ہو پھر منی نکلی ہو کہ غسل منی ہی
سے واجب ہوا اور یہاں اس کے سامنے مذی

وھٰھنا زال المذی وھو یراہ فلم یلزم لانہ مذی وصریح النص ما نقل عنہ الامام الزیلعی فی التبیین حیث ذکر جوابہ فی المسألۃ انہ لایلزمہ شیئ قال فقیل لہ ذکر فی حیرۃ الفقہاء فیمن احتلم ولم یر بللا فتوضأ وصلی ثم نزل منی انہ یجب علیہ الغسل فقال یجب بالمنی بخلاف المذی اذا راہ یخرج لانہ مذی ولیس فیہ احتمال انہ کان منیا فتغیر لان التغیر لایکون فی الباطن[1] اھ ومثلہ فی الحلیۃ عن مجموع النوازل عن الامام نجم الدین وزاد اما فی الظاھر فقد یکون[2] اھ۔

اقول فعلی ھذا یجب ان یراد بکلام التجنیس ومن تبعہ ان الغذاء ونحوہ یعد المنی لسرعۃ التغیر فی الخارج بعمل حرارۃ تصلہ فیہ من بدن اوھواء وبھذا یخرج جواب عما اوردنا علی العلامۃ ابن کمال من وجود قصور فی

نکلی ہے تو غسل لازم نہ ہوا کیونکہ یہ مذی ہے۔ اور صریح نص وہ ہے جو ان سے امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں نقل کیا ہے۔ اس طرح کہ صورتِ مسئلہ میں ان کا یہ جواب ذکر کیا کہ اس پر کچھ لازم نہیں۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ حیرۃ الفقہاء میں مذکور ہے کہ جسے احتلام ہوا اور تری نہ پائی۔ وضو کرکے نماز ادا کرلی۔ اس کے بعد منی نکلی تو اس پر غسل واجب ہے۔ تو فرمایا منی کی وجہ سے واجب ہے برخلاف مذی کے، جب کہ مذی کو نکلتے دیکھا ہو اس لئے کہ وہ مذی ہے اور اس میں یہ احتمال نہیں کہ منی رہی ہو پھر متغیر ہوگئی ہو اس لئے کہ تغیر باطن میں (اندر) نہیں ہوتا اھ۔ اسی کے مثل حلیہ میں مجموع النوازل کے حوالہ سے امام نجم الدین سے منقول ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے: لیکن ظاہر میں تغیر ہوتا ہے اھ۔

اقول تو اس بنیاد پر ضروری ہے کہ صاحبِ تجنیس اور ان کے متبعین کے کلام سے مراد یہ ہو کہ غذا اور اس جیسی چیز منی کو اس قابل بنادیتی ہے کہ خارج میں وہ اس حرارت کے عمل سے جو بدن یا ہوا سے پہنچے جلد متغیر ہوجائے۔ اسی سے اس کا بھی جواب نکل آئے گا جو ہم نے علامہ ابن کمال پر اعتراض کیا کہ ان کی عبارت میں بھی

---

[1] تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۸

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

کلامہ ایضا لکن وقع فی الخلاصۃ ما نصہ وعلی ھذا لو اغتسل قبل ان یبول ثم خرج من ذکرہ مذی یغتسل ثانیا و عند ابی یوسف لایغتسل[1] اھ قال فی الحلیۃ بعد نقلہ یرید خرج منہ ما ھو علی صورۃ المذی کما صرح بہ ھو وغیرہ وقد منا ہ فکن منہ علی ذکر[2] اھ۔

قصور وکمی موجود ہے۔ لیکن خلاصہ میں یہ عبارت آئی ہے۔ اور اسی بنیاد پر اگر پیشاب کرنے سے پہلے غسل کرلیا پھر مذی نکلی تو دوبارہ غسل کرے گا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک غسل نہ کرے گا اھ ۔ حلیہ میں اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھا: اس سے مراد وہ ہے جو مذی کی صورت پر نکلے جیسا کہ اس کی تصریح صاحب خلاصہ اور دوسرے حضرات نے کی ہے اور پہلے ہم اسے پیش کرچکے ہیں۔ تو وہ یاد رہے اھ۔

اقول ایش یفید التاویل بعد ما تظافرت النقول عن اجلۃ الفحول منھم صاحب الخلاصۃ نفسہ انہ اذا احتلم فاستیقظ فلم یجد شیئا ثم نزل المذی لایغتسل فان بالاغتسال قبل البول وان لم یعلم انقطاع مادۃ المنی الزائل بشھوۃ لکن عاین خروج المذی والتغیر فی الباطن لایکون فکیف یجب الغسل بالمذی بل لعل الامر ھھنا اسھل لانہ قد امنی مرۃ واغتسل وبقاء شیئ مما زال فی داخل البدن غیر لازم بل ولا غالب بل الغالب ان المنی اذا اندفق

اقول تاویل کا کیا فائدہ جب کہ اجلّہ علماء سے بالاتفاق نقول وارد ہیں، ان میں خود صاحب خلاصہ بھی ہیں، وہ یہ کہ جب احتلام ہو پھر بیدار ہو کچھ نہ پائے پھر مذی نکلے تو غسل نہیں۔ اس لئے کہ پیشاب کرنے سے پہلے غسل کرنے سے شہوت کے ساتھ جدا ہونے والی منی کے مادہ کا ختم ہونا اگرچہ معلوم نہ ہوا لیکن جب اس نے آنکھ سے دیکھ لیا کہ مذی نکلی ہے اور تغیر اندر نہیں ہوتا، تو مذی سے غسل کیسے واجب ہوگا۔ بلکہ معاملہ یہاں شاید زیادہ سہل ہے اس لئے کہ ایک بار اس سے منی نکلی اور اس نے غسل کرلیا اور جدا ہونے والی منی میں سے کچھ اندر رہ جانا لازم نہیں، بلکہ غالب بھی نہیں، بلکہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ منی جست کرتی ہے

ف: تطفل علی الحلیۃ۔

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطہارۃ الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۲

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اندفع بخلاف ما اذا احتلم ولم يخرج شئ ثم نزل ما يشبه مذيا فان كونه هو الذي نزال بالاحتلام اظهر من كون النازل مرة اخرٰى بقية المني الزائل۔

تو مندفع ہو جاتی ہے بخلاف اس صورت کے جب لسے احتلام ہوا اور کچھ باہر نہ آیا پھر وہ چیز نکلی جو مذی کے مشابہ ہے تو اس کا احتلام ہی سے جدا ہونے والی ہونا زیادہ ظاہر ہے بہ نسبت اس کے کہ دوسری بار نکلنے والی چیز، پہلی بار جدا ہونے والی منی کا بقیہ ہو۔

فان قلت الاحتلام قد يكون من اضغاث احلام فان النائم ربما يرى ما لاحقيقة له، قلت نعم لاحقيقة لما رأى من الافعال لكن اثرها على الطبع كمثلها فى الخارج ولذا لا يتخلف الانزال عن الاحتلام الا نادرا الاترٰى ان ائمتنا جميعا اعتبروا مجرد احتمال المذى بدون احتمال منى اصلا موجبا للغسل عند تذكر الحلم فلولا انه من اقوى الادلة على الامناء لم يعتبروا المنوية الكائنة من جهة الرأى احتمالا على احتمال ومع ذٰلك تصريحهم جميعا بان لو احتلم فرأى فى اليقظة نزال مذى لاغسل عليه ناطق بان ما ينزل برأى العين لايكون الا ما يرى وقد وافقهم عليه صاحب

اگر یہ کہو کہ احتلام بعض اوقات بس ایک پراگندہ خواب ہوتا ہے اس لئے کہ سونے والا کبھی وہ دیکھتا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی — **میں کہوں گا** ہاں جو افعال اس نے دیکھے ان کی کوئی حقیقت نہیں لیکن طبیعت پر ان کا اثر ویسے ہی ہوتا ہے جیسے ان افعال کا خارج میں ہوتا ہے — یہی وجہ ہے کہ عموماً احتلام کے بعد انزال ضرور ہوتا ہے، اس کے خلاف نادرًا ہی ہوتا ہے۔ یہی دیکھئے کہ ہمارے تمام ائمہ نے خواب یاد ہونے کے وقت محض احتمال مذی کو موجب غسل مانا ہے بغیر اس کے کہ وہاں منی کا کوئی احتمال ہو۔ تو احتلام اگر منی نکلنے کی قوی تر دلیل نہ ہوتا تو اس منویت کا اعتبار نہ کرتے جو شکل مرئی کے لحاظ سے احتمال در احتمال ہے۔ اس کے باوجود تمام حضرات کی تصریح ہے کہ اگر احتلام کے بعد بیداری میں مذی نکلنے کا مشاہدہ کیا تو اس پر غسل نہیں، یہ تصریح ناطق ہے کہ آنکھ کے سامنے نکلنے والی تری وہی ہے جو دیکھنے میں آرہی ہے — اس مسئلہ پر ان تمام حضرات

الخلاصة قائلا ولو رأی فی منامه مباشرة امرأة ولم یر بللا علی فراشه فمکث ساعة فخرج منه مذی لایلزمه الغسل[1] اھ۔

والعبد الفقیر راجع الخانیة والبزازیة والفتح والبحر وشرح النقایة للقھستانی والبرجندی والمنیة والغنیة والھندیة وشرح الوقایة والسراجیة والغیاثیة وتبیین الحقائق ومجمع الانھر وشرح مسکین وابا السعود ومراقی الفلاح ورد المحتار وغیرھا من الاسفار فوجدتھم جمیعا انما ذکروا فی المسألة خروج المنی وکذا رأیته منقولا عن الاجناس والمحیط والذخیرة والمصفی والمجتبی والنھر وغیرھا ولم ار احدا ذکر المذی الا ما فی خزانة المفتین فانه ذکر اولاً خروج بقیة المنی ثم قال ولو اغتسل قبل ان یبول ثم خرج من ذکرہ مذی یغتسل ثانیا[2] ثم ذکر مسائل ورمز فی اخرھا (طح) ای شرح الطحاوی للامام الاسبیجابی

کی موافقت صاحبِ خلاصہ نے بھی کی ہے اور کہا ہے کہ "اگر خواب میں اپنے کو کسی عورت سے مباشرت کرتے دیکھا اور بستر پر کوئی تری نہ پائی پھر تھوڑی دیر رُکنے کے بعد اس سے مذی نکلی تو اس پر غسل لازم نہیں اھ"

اور فقیر نے خانیہ[1]، بزازیہ[2]، فتح القدیر[3]، البحر الرائق[4]، شرح نقایہ از قہستانی[5] اور برجندی[6]، منیہ[7]، غنیہ[8]، ہندیہ[9]، شرح وقایہ[10]، سراجیہ[11]، غیاثیہ[12]، تبیین الحقائق[13]، مجمع الانہر[14]، شرح مسکین[15]، ابو السعود[16]، مراقی الفلاح[17]، رد المحتار[18] وغیرہا کتابوں کی مراجعت کی تو دیکھا کہ سب نے مذکورہ مسئلہ میں منی کا نکلنا ذکر کیا ہے (یعنی یہ کہ اگر پیشاب سے پہلے غسل کرلیا پھر منی نکلی تو دوبارہ غسل کرے گا برخلاف خلاصہ کے کہ اس میں یہاں مذی نکلنا ذکر ہے ۱۲م) اسی طرح اس کو اجناس[19]، محیط[20]، ذخیرہ[21]، مصفی[22]، مجتبیٰ[23]، النہر الفائق[24] وغیرہا سے منقول پایا ــــ اور کسی کو نہ دیکھا کہ یہاں مذی کا ذکر کیا ہو مگر وہ جو خزانۃ المفتین میں ہے کہ اس میں پہلے بقیہ منی کا نکلنا ذکر کیا، پھر کہا: "اور اگر پیشاب کرنے سے پہلے غسل کرلیا، پھر اس سے مذی نکلی تو دوبارہ غسل کرے گا۔" اس کے بعد کچھ اور مسائل ذکر کئے اور ان کے آخر میں (طح) یعنی امام اسبیجابی کی شرح طحاوی کا

---

[1] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارات الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۳
[2] خزانۃ المفتین فصل فی الغسل (قلمی فوٹو کاپی) ۱/۵

فهذا ھو سلف الخلاصۃ فی ما اعلم ثم رأیت فی جواھر الاخلاطی ما نصہ بال بعد الجماع فاغتسل وصلی الوقتیۃ ثم خرج بقیۃ المنی لاغسل علیہ بخلاف ما لو لم یبل قبل الاغتسال علیہ الغسل عندھما وکذا بخروج المذی[1] اھ۔

رمز دے دیا تو میرے علم میں صاحبِ خلاصہ کے پیش رو یہی ہیں۔ پھر میں نے جواہر الاخلاطی میں یہ عبارت دیکھی: جماع کے بعد پیشاب کیا پھر غسل کیا اور اس وقت کی نماز ادا کرلی پھر بقیہ منی نکلی تو اس پر غسل نہیں، اس کے برخلاف اگر غسل سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو طرفین کے نزدیک اس پر غسل واجب ہے۔ اور اسی طرح مذی نکلنے سے بھی۔ اھ۔

ولیس ھو فی الاعتماد کھؤلاء الاربعۃ اعنی الاسبیجابی والبخاری والسمعانی والحلبی رحمھم اللہ تعالٰی فلا یزیدون بہ قوۃ وھم ناصون فی مسألۃ المحتلم الذی عاین خروج المذی بعد الغسل وفاقا لسائر الکبراء فقد نقل ما قدمنا عن الخلاصۃ فی الحلیۃ وخزانۃ المفتین واقراہ، ومعلوم قطعا ان لاوجہ لہ الا ان المذی اذا خرج عیانا لا یجعل قط الا مذیا کما نص علیہ الامام الاجل مفتی الثقلین والامام ابن ابی المفاخر الکرمانی والامام الفخر الزیلعی وغیرھم رحمھم اللہ تعالٰی فقولھم فی الوفاق

اور اعتماد میں ان کا وہ مقام نہیں جو ان چار حضرات یعنی اسبیجابی صاحبِ شرح طحاوی، طاہر بن احمد بخاری صاحبِ خلاصۃ الفتاوی، حسین بن محمد سمعانی صاحبِ خزانۃ المفتین، اور محقق حلبی صاحبِ حلیہ رحمہم اللہ تعالٰی کا ہے۔ تو اخلاطی کی عبارت سے ان کی قوت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔ اور یہ حضرات بموافقِ دیگر اکابر، خروجِ مذی کا مشاہدہ کرنے والے محتلم کے مسئلہ میں عدمِ غسل کی تصریح کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے خلاصہ کی عبارت جو پہلے پیش کی اسے صاحبِ حلیہ وصاحبِ خزانۃ المفتین نے بھی نقل کیا ہے اور برقرار رکھا ہے اور قطعاً معلوم ہے کہ اس کی سوا اس کے کوئی وجہ نہیں کہ مذی جب سامنے نکلے تو مذی ہی قرار دی جائے گی جیسا کہ امام اجل مفتی ثقلین، امام ابن ابی المفاخر کرمانی، امام فخر الدین زیلعی وغیرہم رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کی تصریح فرمائی ہے تو میرے

---

[1] جواہر الاخلاطی کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل (قلمی فوٹو کاپی) ص ۷

احب الی من قولهم فی الخلاف وجادة واضحة سلکوها مع الجمیع احق بالقبول مما تفردوا به ولا یعرف له وجه الا القیاس علی المحتلم یستیقظ فیجد مذیا حیث یجب الغسل عند ائمتنا وقد علمت من کلام الامام مفتی الجن والانس انه قیاس لا یروج هذا ما ظهر للعبد الضعیف ومع ذلك ان تنزه احد فهو خیر له عند ربه واللہ تعالٰی اعلم۔

نزدیک موافقت میں اُن حضرات کا کلام ان کے مخالفت والے کلام سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور صاف واضح راہ جس پر وہ سب کے ساتھ چلے ہیں اس سے زیادہ قابلِ قبول ہے جس میں وہ متفرد ہیں۔ اور اس کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی سوا اس کے کہ اس محتلم پر قیاس کیا ہو جو بیدار ہو کر مذی پائے کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ اور امام مفتی جن وانس کے کلام سے واضح ہو چکا ہے کہ یہ قیاس چلنے والا نہیں۔ یہ وہ ہے جو بندۂ ضعیف پر منکشف ہوا؛ اس کے بعد اگر کوئی نزاہت اختیار کرے تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

فائدہ: اقول

یترائی لی ان الحمل ما مر عن الحلیة عن المصفی عن المختلفات انه اذا تیقن بالاحتلام وتیقن انه مذی لا یجب الغسل عندهم جمیعا علی هذه المسألة المتظافرة علیها کلمات العلماء من دون خلاف اعنی المحتلم یستیقظ فیخرج المذی بمرأی منه والدلیل علیه ما قدمنا تحقیقه ان التیقن لا سبیل الیه لمن خرجت البلة وهو نائم انما هو لمن یتقظ فخرجت بمرأی عینه و

فائدہ: اقول

وہ مسئلہ جو حلیہ کے حوالہ سے بواسطہ مصفّٰی مختلفات سے نقل ہوا کہ جب احتلام کا یقین ہو اور تری کے مذی ہونے کا یقین ہو تو اس پر ان سبھی ائمہ کے نزدیک غسل واجب نہیں، اس سے متعلق مجھے خیال ہوتا ہے کہ اسے اسی مسئلہ پر محمول کروں جس پر کلماتِ علماء بغیر کسی اختلاف کے باہم متفق ہیں یعنی وہ محتلم جو بیدار ہو پھر اس کے سامنے مذی نکلے، اور اس پر دلیل ہماری سابقہ تحقیق ہے کہ سوتے میں جس سے تری نکلی اس کے لئے یقین کی کوئی راہ نہیں، یہ تو اس کے لئے ہے جو بیدار ہوا پھر اس کی آنکھ کے سامنے تری نکلی — اس صورت

حینئذ ھی مسألۃ صحیحۃ لاغبار علیھا وللہ الحمد۔

میں یہ مسئلہ صحیح بے غبار ہے۔ وللہ الحمد۔

التاسع ف اجمعوا ان لو بال او نام او مشی کثیرا ثم خرج بقیۃ المنی بدون شھوۃ لایجب الغسل تظافرت الکتب علی نقل الاجماع فی ذلک کالتبیین والفتح والمصفٰی والمجتبٰی والحلیۃ والغنیۃ والخانیۃ والخلاصۃ والبزازیۃ وغیرھا غیران منھم من یقتصر علی ذکر البول کالخانیۃ ومنھم من یزید النوم کالمحیط والاسبیجابی والذخیرۃ وخزانۃ المفتین ومنھم من زاد المشی ایضا کالتبیین والفتح والمنتقی والظھیریۃ ثم اطلق المشی کثیر وقیدہ الزاھدی بالکثیر وھو الاوجہ کما ترجاہ فی الحلیۃ وجزم بہ فی البحر لان الخطوۃ والخطوتین لایکون منھما ذلک ونقل ش عن العلامۃ المقدسی قال فی خاطری انہ عین لہ اربعون خطوۃ فلینظر[1] اھ۔

نویں تنبیہ: اس پر اجماع ہے کہ اگر پیشاب کیا، یا سوگیا، یا زیادہ چلا — پھر بقیہ منی بلا شہوت نکلی تو غسل واجب نہیں — اس بارے میں نقل اجماع پر کتابیں متفق ہیں — جیسے تبیین الحقائق، فتح القدیر، مصفی، مجتبی، حلیہ، غنیہ، خانیہ، خلاصہ، بزازیہ وغیرہا — فرق یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے صرف پیشاب کے ذکر پر اکتفا کی ہے جیسے خانیہ کسی نے اس پر سونے کا اضافہ کیا جیسے محیط، اسبیجابی، ذخیرہ، خلاصہ، وجیز اور خزانۃ المفتین — اور کسی نے چلنے کا بھی اضافہ کیا جیسے تبیین، فتح القدیر، منتقی اور ظہیریہ — پھر کثیر نے چلنے کو مطلق رکھا اور زاہدی نے اسے کثیر سے مقید کیا (زیادہ چلنا کہا) — اور یہی اوجہ ہے جیسا کہ حلیہ میں اسے بطور توقع کہا اور بحر میں اس پر جزم کیا اس لئے کہ وہ قدم دو قدم چلنے سے نہ ہوگا — اور علامہ شامی نے علامہ مقدسی سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس کے لئے چالیس قدم مقرر ہیں تو اس پر غور کرلیا جائے اھ۔

ف: مسئلہ جماع یا احتلام پر سونے، چلنے پھرنے یا پیشاب کرنے کے بعد جو اور منی بلاشہوت نکلے اُس سے غسل نہ ہوگا اور چلنے کی بعض نے چالیس قدم تعداد بتائی، اور صحیح یہ ہونا چاہئے کہ جب اتنا چل لیا جس سے اطمینان ہوگیا کہ پہلی منی کا بقیہ ہوتا تو نکل چکتا اس کے بعد بلاشہوت نکلی تو غسل نہیں۔

---

[1] رد المحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۰۸

اقول ھذا ما عین[1] بعضھم فی الاستبراء وقال بعضھم یزید بعد اربعین سنۃ بکل سنۃ خطوۃ وھو کما تری ناش عن منزع حسن لکن المنی اثقل واسرع نزولا ویظھر لی ان یفوض[2] الی رأی المبتلی بہ کما ھو داب امامنا رضی اللہ تعالٰی عنہ فی امثال المقام ای یعلم من نفسہ ان انقطع مادۃ الزائل بشھوۃ ولوکان لہ بقیۃ لخرج کیف وان الطبائع تختلف وھذا ما صححوہ فی الاستبراء کما فی الحلیۃ وغیرھا وقید[3] مسألۃ الخروج بعد البول فی عامۃ

اقول یہ وہ ہے جو بعض حضرات نے استبرا میں مقرر کیا ہے (استبرا، پیشاب کے بعد بعض طریقوں سے اس بات کا اطمینان حاصل کرنا کہ اب قطرہ نہ آئے گا ۱۲م) اور بعض نے کہا چالیس سال کی عمر کے بعد ہر سال ایک قدم کا اضافہ کرے ۔۔۔ یہ خیال جیسا کہ پیشِ نظر ہے ایک اچھی بنیاد سے پیدا ہوا ہے لیکن منی زیادہ ثقیل اور زائل ہونے میں زیادہ سریع ہوتی ہے ۔۔۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ اسے خود مبتلا کی رائے کے سپرد کیا جائے جیسا کہ اس طرح کے مقام میں ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہی دستور ہے، یعنی اسے خود اطمینان ہوجائے کہ شہوت سے جدا ہونے والی منی کا مادہ ختم ہوگیا اور اگر کچھ بقیہ ہوتا تو نکل آتا ۔۔۔ یہ کیوں نہ رکھا جائے جب کہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں اور استبرا میں بھی علماء نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ حلیہ وغیرہا میں ہے ۔۔۔ پیشاب کے بعد منی نکلنے کے مسئلہ میں

---

[1] **مسئلہ** پیشاب کے بعد مرد پر استبرا واجب ہے یعنی وہ افعال کرنا جس سے اطمینان ہوجائے کہ قطرات نکل چکے اب نہ آئیں گے مثلاً کھنکارنا یا ٹہلنا یا ران پر ران رکھ کر عضو کو دبانا وغیر ذلک۔ اس میں ٹہلنے کی مقدار بعض نے چالیس قدم رکھی بعض نے یہ کہ چالیس برس کی عمر تک اسی قدر اور زیادہ پر فی برس ایک قدم اور صحیح یہ کہ جہاں تک میں اطمینان حاصل ہو خواہ چالیس سے کم یا زائد۔

[2] : تطفل علی العلامۃ المقدسی والشامی۔

[3] **مسئلہ** وہ جو مسئلہ گزرا کہ پیشاب کے بعد منی اُترے تو غسل نہیں اس میں یہ شرط ہے کہ اس وقت شہوت نہ ہو ورنہ یہ جدید انزال ہوگا۔

8

الکتب بان لایکون ذکرہ اذ ذاک منتشرا والاوجب الغسل قال المحقق فی الفتح بعد نقلہ عن الظھیریۃ ھذا بعد ماعرف من اشتراطہ وجود الشھوۃ فی الانزال فیہ نظر[1] الخ، وکتبت علیہ مانصہ فان مجرد الانتشار لایستلزم الشھوۃ الاتری ان الانتشار ربما یحصل باجتماع البول حتی للطفل وانہ یبقی مدۃ صالحۃ بعد الانزال مع عدم شھوۃ اقول والجواب[ف] ان المراد ھو الشھوۃ ووقع التعبیر باللازم مسامحۃ[2] اھ ماکتبت۔

عامہ کتب نے یہ شرط رکھی ہے کہ اس وقت ذکر منتشر نہ ہو ورنہ غسل واجب ہوگا۔ اسے محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں ظہیریہ سے نقل کرنے کے بعد لکھا: یہ محلِ نظر ہے اس لئے کہ معلوم ہوچکا کہ انزال میں شہوت کا موجود ہونا شرط ہے الخ ــ اس کے حاشیہ پر میں نے یہ لکھا: کیوں کہ صرف انتشار، شہوت کو مستلزم نہیں۔ انتشار تو بارہا پیشاب اکٹھا ہونے سے بھی ہوجاتا ہے یہاں تک کہ بچے کو بھی ــ اور انزال کے بعد بھی خاصی دیر تک باقی رہ جاتا ہے باوجودیکہ شہوت ختم ہوچکی ــــ میں کہتا ہوں جواب یہ ہے کہ مراد شہوت ہی ہے اور تسامحًا لازم سے تعبیر ہوئی ہے اھ میرا حاشیہ ختم۔

قال المحقق بخلاف مارُوی عن محمد فی مستیقظ وجد ماء و لویتذکر احتلاما ان کان ذکرہ منتشرا قبل النوم لایجب والا فیجب لانہ بناہ علی انہ منی عن شھوۃ لکن ذھب عن خاطرہ[3] اھ۔

آگے حضرت محقق لکھتے ہیں، بخلاف اس کے جو امام محمد سے مروی ہے کہ بیدار ہونے والا پانی دیکھے اور اسے احتلام یاد نہیں، اگر سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا تو غسل واجب نہیں، ورنہ واجب ہے ــ اس لئے کہ انھوں نے اس حکم کی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ اسے منی شہوت سے نکلی مگر اسے خیال نہ رہا۔ اھ۔

ف: تطفل علی الفتح۔

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۳
[2] حاشیہ امام احمد رضا علٰی فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل قلمی فوٹو ص ۳
[3] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۳

اقول لم یصل الی فہمہ قاصر ذہنی فان محل الاستشہاد قولہ ان کان ذکرہ منتشرا قبل النوم لایجب بناء علی ان المذی المرئی بعد التیقظ یحال علیہ کما فی الخانیۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام قاضی خان لانہ اذا کان منتشرا قبل النوم فما وجد من البلۃ بعد الانتباہ یکون من اثار ذٰلک الانتشار فلایلزمہ الغسل الا ان یکون اکبر رأیہ انہ منی[1] الخ ومعلوم ان المذی لایکون من اثار انتشار بغیر شہوۃ فکما اطلق محمد الانتشار واراد الشہوۃ وتبعہ العامۃ علی ذٰلک فکذا فی قولہم ھنا وجواب المحقق لایمسہ فلیتامل،
قال المحقق ومحمل الاوّل (ای ما مرعن الظہیریۃ) انہ وجد الشہوۃ یدل علیہ تعلیلہ فی التجنیس بقولہ لان فی الوجہ الاول یعنی حالۃ

اقول ان کے فہم تک میرے ذہن قاصر کی رسائی نہ ہوسکی، اس لئے کہ محلِ استشہاد یہ قول ہے کہ "اگر سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا تو غسل واجب نہیں" اس بنیاد پر کہ بیدار ہونے کے بعد دیکھی جانے والی مذی اسی کے حوالہ کی جائے گی۔ جیسا کہ خانیہ اور عامہ کتب میں ہے۔ امام قاضی خاں کے الفاظ یہ ہیں، اس لئے کہ جب سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا تو بیدار ہونے کے بعد جو مذی پائی گئی اسی انتشار کے اثر سے ہوگی تو اس پر غسل واجب نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ منی ہے الخ۔ اور معلوم ہے کہ مذی بغیر شہوت انتشار کے اثر سے نہیں ہوتی تو جس طرح امام محمد نے انتشار کہا اور شہوت مراد لی اور اس میں عامہ مصنفین نے ان کا اتباع کیا ویسے ہی ان حضرات کے قول میں یہاں ہے اور حضرت محقق کے جواب کو اس سے کوئی تعلق نہیں ـــ تو اس میں تامل کی ضرورت ہے ـــ آگے حضرت محقق نے فرمایا: اول (وہ جو ظہیریہ کے حوالہ سے گزرا) کا مطلب یہ ہے کہ اس نے شہوت پائی، اس کی دلیل یہ ہے کہ تجنیس میں اس کی تعلیل ان الفاظ

ف: تطفل اٰخر علیہ۔

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فیما یوجب الاغتسال نولکشور لکھنؤ ۱/۲۲

الانتشار وجد الخروج والانفصال
على وجه الدفق والشهوة[1] اھ
وتبعه فی البحر، قال الشامی
بعد عزوه للبحر عبارة
المحیط کما فی الحلیة رجل
بال فخرج من ذکره منی ان
کان منتشرا فعلیه الغسل لان
ذلك دلالة خروجه عن
شهوة[2] اھ۔

اقول وایاك ان تتوهم
من تعقیبه کلام البحر به انه
یرید به الاخذ علی البحر والفتح
فی اشتراط وجدان الشهوة لان
المحیط یعنی الرضوی اذعنه نقل فی
الحلیة جعل نفس الانتشار دلیل الشهوة
وذلك لان فیه نظرا ظاهرا لمن احاط
بما قدمنا من الکلام وانما ملحظ الامام
رضی الدین السرخسی فی
هذا القول عندی والله تعالٰی اعلم
الایماء الی جواب عن سؤال
اختلج ببالی وهو ما
اقول ان الجنابة قضاء الشهوة

میں پیش کی ہے: اس لئے کہ پہلی صورت ــــ
یعنی حالت انتشار ــ میں جست اور شہوت کے
طور پر منی کا جدا ہونا اور نکلنا پایا گیا اھ ــ اور
بحر میں اسی کا اتباع ہے ــ علامہ شامی نے
بحر کا حوالہ پیش کرنے کے بعد لکھا، محیط کی عبارت'
جیسا کہ حلیہ میں ہے، اس طرح ہے: ایک مرد
نے پیشاب کیا پھر اس سے منی نکلی اگر ذکر منتشر تھا تو
اس پر غسل ہے اس لئے کہ یہ منی کے شہوت سے
نکلنے کی دلیل ہے اھ۔

اقول ہرگز وہم نہ ہو کہ عبارت بحر
کے بعد یہ عبارت لاکر علامہ شامی بحر وفتح پر
شہوت پائے جانے کی شرط لگانے کے معاملہ
میں گرفت کرنا چاہتے ہیں کہ محیط ــ یعنی محیط رضوی'
کیونکہ حلیہ میں اسی سے نقل کیا ہے ــ نے تو خود
انتشار ہی کو دلیل شہوت قرار دیا ہے ــ وہ اس
لئے کہ اس سے ان پر گرفت ماننے میں نظر ہے
جو ہمارے کلام سابق سے آگاہی رکھنے والے
پر ظاہر ہے ــ میرے نزدیک اس کلام سے
امام رضی الدین سرخسی کا مطمح نظر ــ واللہ تعالٰی اعلم
ــ ایک سوال کے جواب کی طرف اشارہ ہے۔
یہ سوال جو میرے دل میں آیا ہے اس طرح ہے،
اقول جنابت انزال سے قضائے شہوت کا

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۵۳
[2] رد المحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۸

بالانزال کما فی الفتح والحلیۃ و
البحر وشتان مابینہ وبین مجرد
مقارنۃ الشہوۃ لنزول منی فان
الانزال الذی تقضی بہ الشہوۃ یعقب
الفتور وزوال الشہوۃ ولا مانع لان
ینفصل منی من مقرہ بدون شہوۃ
بعد ما بال ثم ینتعش الرجل قلیلا
فینتشر فینزل ھذا المنفصل
بلا شہوۃ مع شہوۃ فلا یورث
فتورا ولا تکسرا فیکون قد خرج
حین الشہوۃ ولم یکن جنابۃ
لعدم قضاء الشہوۃ بہ فاوحی
الی الجواب وتقریرہ علی
ما **اقول** انا لاننکر ان المنی
قد ینفصل بدون شہوۃ
ولا نقول ان الشہوۃ ھو
السبب المتعین لہ لکن
المسبب لعدۃ اسباب اذا وجد
ووجد معہ سبب لہ فانما
یحال علی ھذا الموجود ولا
یلتفت الی انہ لعلہ حصل بسبب
اٰخر کما قال الامام
رضی اللہ تعالٰی عنہ
فی حیوان وجد فی
البئر میتا ولا یدری متی

نام ہے ۔ جیسا کہ فتح، حلیہ اور بحر میں ہے ۔۔۔
انزال سے قضائے شہوت، اور نزول منی کے ساتھ
شہوت کی صرف مقارنت ومعیت دونوں میں بڑا
فرق ہے ۔۔ اس لئے کہ جس انزال سے قضائے
شہوت کا وقوع ہوتا ہے اس کے بعد فتور اور
زوالِ شہوت کا ظہور ہوتا ہے۔ اور یہ ہوسکتا ہے
کہ پیشاب کے بعد کوئی منی اپنے مستقر سے بلاشہوت
جدا ہو پھر آدمی میں کچھ نشاط پیدا ہو تو انتشار
ہوجائے پھر یہ بلاشہوت جدا ہونے والی منی شہوت
کے ساتھ ساتھ، اتر آئے اور اس سے نہ کوئی فتور
پیدا ہو نہ کوئی شکستگی آئے تو ہوگا یہ کہ منی حالتِ
شہوت میں باہر آئی ہے اور جنابت نہیں کیونکہ
اس سے قضائے شہوت واقع نہیں ۔۔۔ تو
صاحبِ محیط نے اس سوال کے جواب کی طرف
اشارہ فرمایا ۔۔ اور تقریر جواب اس طرح ہوگی:
اقول ہمیں اس سے انکار نہیں کہ منی کبھی بغیر شہوت
کے بھی جُدا ہوتی ہے اور نہ ہی ہم اس کے قائل ہیں
کہ شہوت ہی اس کا سبب معین ہے ۔ لیکن جو
امر کئی اسباب کا مسبّب ہے جب اس کا وجود ہو
اور اس کے ساتھ اس کا کوئی ایک سبب بھی
موجود ہو تو اسے اسی سبب موجود کے حوالہ کیا جائیگا
اور اس طرف التفات نہ ہوگا کہ ہوسکتا ہے وہ
کسی اور سبب سے وجود میں آیا ہو ۔۔ جیسا کہ
حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اس حیوان سے
متعلق ارشاد ہے جو کنویں میں مردہ ملا اور پتہ نہیں

وقع بحال موته على الماء ولا يقال لعله مات بسبب اٰخر والقى فيه ميتا فاذا نزل عند الشهوة كان ذٰلك دلالة خروجه عن شهوة فاوجب الغسل اما حديث تعقيب الفتور فانما ذٰلك فى كمال الانزال الاترى كيف اوجب الشارع الغسل بمجرد ايلاج حشفة نظرا الى كونه مظنة الانزال مع انه لايعقبه الفتور بل ربما يزيد الانتشار فكذا ينبغى ان يفهم هذا المقام والله تعالٰى ولى الانعام۔

اس میں کب واقع ہوا تو اس کی موت کو آب ہی کے حوالہ کیا جائے گا اور یہ نہ کہا جائے گا کہ ہوسکتا ہے وہ کسی اور سبب سے مرا ہو، اور مرا ہوا اس میں ڈال دیا گیا ہو۔ تو جب وقت شہوت انزال ہُوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس منی کا نکلنا شہوت ہی سے ہے اس لئے غسل واجب ہوا۔ رہی اس کے بعد سُستی اور فتور آنے کی بات تو وہ کمال انزال میں ہے شریعت نے محض ادخالِ حشفہ سے غسل کیسے واجب کیا؟ اسی پر نظر کرتے ہوئے کہ یہ مظنّہ انزال ہے باوجودے کہ اس کے بعد کسل و فتور نہیں ہوتا بلکہ بار ہا انتشار میں اضافہ ہوجاتا ہے ــــ اسی طرح اس مقام کو سمجھنا چاہئے۔ اور خدائے برتر ہی مالکِ فضل و احسان ہے۔

العاشر[1] فى تعريف الجنابة

قد علمت ما افاده الفتح وتبعه الحلبى والبحر۔

دسویں تنبیہ ــ تعریفِ جنابت سے متعلق

اس بارے میں ابھی وہ معلوم ہوا جو صاحب فتح نے افادہ کیا اور حلبی وبحر نے جس میں ان کا اتباع کیا

اقول[2] وظهر لك مما قررنا ان مايعطيه ظاهره غير مراد والاولٰى انها الانزال عن شهوة ثم الحق انه تعريف بالسبب

اقول تم پر ہماری تقریر سے واضح ہوگیا ہوگا کہ ان کا ظاہر کلام جو معنی ادا کررہا ہے وہ مراد نہیں ــ اور بہتر یہ کہنا ہے کہ جنابت شہوت سے انزال کا نام ہے ــ پھر حق یہ ہے کہ یہ

---

[1] بحث تعريف الجنابة۔

[2] تطفل على الفتح والحلية والبحر۔

[3] تطفل اٰخر عليها۔

ويستفاد من نهاية ابن الاثير انها وجوب الغسل بجماع او خروج منی۔

اقول واطلق عن قید الشهوة بناء علی مذهبه الشافعی ثم هذا[1] تعریف بالحکم وحق الحد لها ما اقول انها وصف حکمی اعتبرہ الشرع قائما بالمکلف مانعا له عن تلاوۃ القرآن اذا خرج منه ولو حکما منی نزل عنه بشهوۃ، فقولی ولو حکما لادخال ادخال الحشفة بشروطه وقولی نزل عنه بشهوۃ لاخراج المرأۃ[2] منی زوجها من فرجها فانها لا تجنب به وان اجنبت بالایلاج بل قد یخرج منیه منها ولا تجنب اصلا کما اذا اولج نصف حشفة فامنی فدخل المنی فرجها فخرج ولم اقل الی غایة

سبب کے ذریعہ تعریف ہے (یعنی انزال سبب جنابت ہے خود جنابت نہیں ۱۲ م) اور نہایہ ابنِ اثیر سے یہ تعریف مستفاد ہوتی ہے، جنابت جماع یا خروجِ منی سے وجوبِ غسل کا نام ہے۔

اقول اس میں انھوں نے اپنے مذہب شافعی کی بناء پر شہوت کی قید نہ لگائی ـــــ پھر یہ حکم کے ذریعہ تعریف ہے (یعنی وجوبِ غسل حکمِ جنابت ہے خود جنابت نہیں ۱۲ م) اور اس کی کما حقہ تعریف یہ ہے، اقول جنابت ایک حکمی وصف ہے جسے شریعت نے مکلف کے ساتھ قائم، اس کے لئے تلاوتِ قرآن سے مانع مانا ہے جب کہ اس سے اس منی کا خروج ہو جو اس سے شہوت کے ساتھ اتری، اگرچہ یہ خروج حکما ہی ہو۔ "اگرچہ حکما" میں نے اس لئے کہا کہ ادخالِ حشفہ کی صورت بھی اس کی مقررہ شرطوں کے ساتھ، اس تعریف میں داخل ہو جائے ـــــ اور میں نے کہا "اس سے شہوت کے ساتھ اتری" تاکہ وہ صورت اس تعریف سے خارج ہو جائے جب عورت کی شرم گاہ سے زوج کی منی باہر آئے، کیوں کہ عورت کے لئے اس سے جنابت ثابت نہیں ہوتی، اگرچہ ادخال سے وہ جنابت والی ہو جاتی ہے ـــــ بلکہ ایسا بھی ہوگا کہ زوج کی منی

---

[1] تطفل علی ابن الاثیر۔

[2] مسئلہ زوج کی منی اگر عورت کی فرج سے نکلے تو اس پر وضو واجب ہوگا اسکے سبب غسل نہ ہوگا۔

استعمال المزیل کما قال الفتح والبحر وغیرھما فی حد الحدث اذ لاحاجۃ الیہ فان زوال المنع بزوال المانع مما لاحاجۃ الی التنبیہ علیہ فضلا عن الاحتیاج الی اخذہ فی الحد فافھم۔

عورت سے نکلے اور عورت جنابت زدہ بالکل نہ ہو مثلاً اس نے نصف حشفہ داخل کیا پھر باہر اس سے منی نکلی جو عورت کی شرم گاہ میں چلی گئی پھر باہر آئی۔ اور میں نے "الٰی غایۃ استعمال المزیل" نہ کہا جیسا کہ فتح و بحر وغیرہما میں حدث کی تعریف میں کہا ہے (یعنی یہ کہ شریعت نے اس وصف کو مانع قرار دیا ہے جب تک کہ مکلف اس وصف کو "زائل کرنے والی چیز استعمال نہ کرلے" مثلاً غسل یا تیمم جنابت نہ کرلے ۱۲م) اس لئے کہ یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ مانع ختم ہوجانے سے ممانعت کا ختم ہوجانا خود ہی ظاہر ہے اس پر تو تنبیہ کی حاجت نہیں، کسی تعریف میں اسے داخل کرنے کی حاجت کیا ہوگی؟۔ اسے سمجھ لو۔

واقتصرت مما یمنع بھا علی التلاوۃ لعدم الحاجۃ الی استیعاب الممنوعات فی التعریف وانما ذلک عند تعریف الاحکام۔

جنابت کی وجہ سے شرعاً جو چیزیں ممنوع ہوجاتی ہیں ان میں صرف تلاوت کے ذکر پر میں نے اکتفا کی اس لئے کہ تعریف کے اندر ممنوعات کا احاطہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ ضرورت تو احکام بتانے کے وقت ہے (کہا جاسکتا ہے کہ مانع تلاوت ہونے کا ذکر کرنے کی بھی کیا حاجت؟ اس کے جواب میں کہا ۱۲م):

اقول والحاجۃ الی ذکرہ اخراج نجاسۃ المنی الحقیقیۃ و حکم البلوغ باول انزال الصبی واخترت القراٰن

اقول اس کے ذکر کی حاجت یہ ہے کہ منی کی نجاستِ حقیقیہ تعریف سے خارج ہوجائے، اور بچے کے پہلی بار انزال سے ہی اس کے لئے بلوغ کا حکم ہونا ثابت ہوجائے ــــ اور میں نے مانع نماز

ف: تطفل علی الفتح والبحر وغیرھما۔

علی قربات الصلوٰۃ لان المنع منہا لایختص بالحدث الاکبر ولم اقل قائما بظاھر بدن المکلف کی یصح الحمل علی کل معنیی الحدث مایتجزی منہ وھی النجاسۃ الحکمیۃ القائمۃ بسطوح الاعضاء الظاھرۃ ومالا وھوتلبس المکلف بہا کما بینتہ فی الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل ولو قلتہ لاختص بالاول۔

ہونے کے بجائے مانع تلاوت ہونا اختیار کیا اس لئے کہ نماز سے ممانعت حدثِ اکبر کے ساتھ خاص نہیں۔ میں نے (قائم بمکلف کہا) "مکلف کے ظاہر بدن کے ساتھ قائم" نہ کہا تاکہ حدث کے دونوں معنوں پر محمول کرنا صحیح ہوسکے۔ حدث کا ایک معنٰی تو وہ ہے جس کی تجزّی اور انقسام ہوسکتا ہے۔ یہ وہ نجاست حکمیہ ہے جو ظاہری اعضا کی سطحوں سے لگی ہوئی ہے (اس کی تجزّی مثلاً یُوں ہوسکتی ہے کہ بعض اعضا دھولئے ان سے نجاست حکمیہ دُور ہوگئی اور بعض دیگر پر باقی رہ گئی ۱۲م) اور ایک معنی وُہ ہے جس کی تجزّی نہیں ہوسکتی۔ وہ ہے مکلف کا اس نجاست حکمیہ سے متلبس ہونا (بعض اعضا کے دُھلنے سے مکلف کی ناپاکی کا حکم ختم نہیں ہوتا جب تک کہ مکمل طور پر تطہیر نہ ہوجائے۔ سب دھونے کے بعد ہی وُہ پاک کہلائے گا اسی طرح تیمم کی صورت میں ۱۲م) جیسا کہ میں نے اپنے "الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل" میں بیان کیا ہے۔ اگر میں "قائم بظاہرِ بدنِ مکلف" کہہ دیتا تو یہ تعریف صرف معنی اول کے ساتھ خاص ہوجاتی۔

اقول وبہ ظھران فی حد الحدث المذکور فی الحلیۃ انہ الوصف الحکمی الذی اعتبر الشارع قیامہ بالاعضاء سببا عن الجنابۃ والحیض والنفاس والبول والغائط وغیرھما

اقول اسی سے ظاہر ہوا کہ حدث کی درج ذیل تعریف جو صاحبِ حلیہ نے کی ہے اس میں کھلا ہوا تسامح ہے وہ لکھتے ہیں: "حدث وہ وصف حکمی ہے شارع نے" اعضا کے ساتھ جس کے قائم" ہونے کو جنابت، حیض، نفاس، پیشاب، پاخانہ اور ان دونوں کے علاوہ نواقض وضو کا مسبّب

من نواقض الوضوء ومنع من قربان الصلوٰة وما فی معناها معه حال قيامه بمن قام به الی غاية استعمال ما يعتبره شرعا مزيلا له[1] اھ۔

تسامحا ظاهرا (ف۱) فی جعل الحدث مسببا عن الجنابة بل هی نفسها احد الحدثین، فان وجه بان الحد للحدث بمعنی التلبّس والمراد بالجنابة تلك النجاسة الحکمية ولا بعد ان يقال ان تلبسه بها مسبّب عن وجودها۔

مانا ہے۔ اور اس وصف کے ساتھ نماز اور ان چیزوں کے قریب جانے سے روکا ہے جو نماز کے معنی میں ہیں اس حالت میں کہ یہ وصف جس کے ساتھ لگا ہے اس سے لگا ہوا ہو یہاں تک کہ وہ چیز استعمال کرے جس سے شارع اس وصف کو زائل مانے"۔ اھ۔

تسامح اس طرح کہ حدث کو جنابت کا مسبّب قرار دیا ہے حالاں کہ خود جنابت ایک حدث ہے۔ حدثِ اکبر۔ اب اگر یہ توجیہ کی جائے کہ یہ تعریف حدث بمعنی تلبّس کی ہے اور جنابت سے مراد وہ نجاست حکمیہ ہے (جو اعضاء میں لگی ہوئی ہے ۱۲م) اور بعید نہیں کہ یہ کہا جائے کہ جنابت سے مکلّف کا تلبّس اُس نجاست حکمیہ کے موجود ہونے کا مسبّب ہے۔

قلت يدفعه قوله رحمه الله تعالٰی قيامه بالاعضاء فالقائم بها هی النجاسة الحکمية دون تلبّس المکلف بها فلا محيد الا ان يرتکب المجاز فی الحد فيراد بها المنی النازل عن شهوة۔

میں کہوں گا یہ توجیہ صاحبِ حلیہ کے الفاظ "اعضاء کے ساتھ قائم" سے رد ہو جاتی ہے، کیوں کہ اعضاء کے ساتھ قائم تو وہی نجاست حکمیہ ہے، مکلف کا اس سے تلبّس اعضاء کے ساتھ قائم نہیں۔ تو اس سے مفر نہیں کہ تعریف میں مجاز کا ارتکاب مانا جائے اور جنابت سے مراد وہ منی لی جائے جو شہوت سے اُتری ہو۔

ثم اقول خلل (ف۲) اخر مانعيته فان الواوات فی قوله والحيض والنفاس الخ بمعنی او فيشمل

ثم اقول اس تعریف کے مانع ہونے میں ایک اور خلل ہے ۔ وہ اس طرح کہ ان کی عبارت "والحیض والنفاس الخ" میں واو بمعنی

ف۱: تطفل علی الحلية۔

ف۲: تطفل اٰخر عليها۔

[1] حلية المحلی شرح منية المصلی

التعریف الوصف الحکمی الذی یقوم بالاعضاء عند تلوثها بنجاسات الحیض ومابعده الحقیقة فانها ایضا تمنع من قربان الصلٰوة الخ وکونها نجاسات حقیقیة لاینافی کون الوصف الذی یحصل للاعضاء بها حکمیا کما حققه المحقق حیث اطلق اذیقول فی الفتح من بحث الماء المستعمل معنی الحقیقة لیس الاکون النجاسة موصوفا بها جسم محسوس مستقل بنفسه عن المکلف ولیس التحقق لنا من معناها سوی انها اعتبار شرعی منع الشارع من قربان الصلٰوة والسجود حال قیامه لمن قام به الی غایة استعمال الماء فیه فاذا استعمله قطع ذٰلک الاعتبار کل ذٰلک ابتلاء للطاعة فاما ان هناک وصفا حقیقیا عقلیا اومحسوسا فلا ومن ادعاه لایقدر فی اثباته علی غیر الدعوی فلا یقبل ویدل علی انه اعتبار اختلافه باختلاف الشرائع الا تری ان الخمر محکوم بنجاسته فی شریعتنا وبطهارته فی غیرها

او (یا) ہے تو یہ تعریف اس وصف حکمی کو بھی شامل ہوگی جو حیض اور اس کے بعد ذکر شدہ چیزوں کی نجاست حقیقیہ سے اعضا کے آلودہ ہونے کے وقت اعضا کے ساتھ قائم ہو۔ اس لئے کہ یہ بھی نماز وغیرہ کے قریب جانے سے مانع ہے۔ اور ان کا نجاست حقیقیہ ہونا اس کے منافی نہیں کہ ان سے اعضا کو حاصل ہونے والا وصف حکمی ہو۔ جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے اس کی تحقیق فرمائی ہے، وہ فتح القدیر بحث مائے مستعمل میں لکھتے ہیں، حقیقیہ کا معنی صرف اس قدر ہے کہ مکلف سے جُدا ایک مستقل محسوس جسم اس نجاست سے متصف ہے اور ہمارے لئے اس کا معنی بس اتنا ہی محقق ہے کہ یہ ایک اعتبار شرعی ہے کہ جس کے ساتھ وہ قائم ہے اس سے قائم ہوتے ہوئے شارع نے اسے نماز وسجدہ کے قریب جانے سے روکا ہے یہاں تک کہ اس میں پانی کا استعمال کرے، جب پانی استعمال کرلے گا تو وہ اعتبار ختم ہوجائے گا۔ یہ سب اطاعت کی آزمائش کے لئے ہے۔ لیکن یہ کہ وہاں کوئی عقلی یا محسوس وصف حقیقی ہے تو ایسا نہیں ـــ جو اس کا مدعی ہو وہ اس کے ثبوت میں دعوٰی سے زیادہ کچھ پیش نہیں کرسکتا۔ اس لئے یہ قابلِ قبول نہیں۔ اور اعتبار ہونے کی دلیل یہ ہے کہ شریعتوں کے مختلف ہونے سے یہ مختلف ہوتا رہا ہے۔ دیکھئے ہماری شریعت میں شراب کی نجاست کا حکم ہے اور

فعلم انها ليست سوى اعتبار شرعى الزم معه كذا الى غاية كذا ابتلاء[1] اه ولاعطر بعد عروس۔

دوسری شریعت میں اس کی طہارت کا حکم رہا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ نجاست صرف ایک اعتبار شرعی ہے جس کے ساتھ شریعت نے آزمائش کے لئے فلاں چیز فلاں حد تک لازم فرمائی ہے اھ ــــ ولاعطر بعد عروس ــــ (اس صاف تصریح کے بعد مزید توضیح واثبات کی حاجت ہی نہیں ۱۲م)۔

الحادی عشر عدم وجوب الغسل بمنی خرج بعد البول ونحوہ من دون شہوۃ وقع تعلیلہ فی مصفی الامام النسفی رحمہ اللہ تعالٰی بانہ مذی ولیس بمنی لان البول والنوم والمشی یقطع مادۃ الشہوۃ[2] اھ نقلہ فی البحر واقر۔

گیارھویں تنبیہ: پیشاب وغیرہ کے بعد بلاشہوت نکلنے والی منی غسل واجب نہ ہونے کی تعلیل امام نسفی رحمہ اللہ تعالٰی کی مصفّٰی میں یوں واقع ہوئی کہ وُہ مذی ہے، منی نہیں ہے۔ اس لئے کہ پیشاب، نیند، اور چلنا مادّہ شہوت قطع کردیتا ہے اھ۔ اسے بحر میں نقل کرکے برقرار رکھا۔

اقول وفیہ[ف1] نظر ظاہر فان صورۃ المنی لاتکون قط للمذی وفی قولہ رحمہ اللہ تعالٰی انہا تقطع مادۃ الشہوۃ تسامح[ف2] واضح وانما تقطع مادۃ المنی المنفصل فیؤمن بہا ان یکون الخارج بعدہا بقیۃ منی کان نزل بشہوۃ وھذا ھو الصحیح فی تعلیل المسألۃ کما افادہ فی التبیین

اقول یہ واضح طور پر محلِ نظر ہے۔ اس لئے کہ منی کی صورت، مذی کے لئے کبھی نہیں ہوتی ــــ اور امام موصوف رحمہ اللہ تعالٰی کے کلام "یہ سب مادّہ شہوت کو قطع کردیتے ہیں" میں کھلا ہوا تسامح ہے ــــ یہ چیزیں صرف جدا ہونے والی منی کا مادّہ منقطع کردیتی ہیں تو ان کے باعث اس بات سے اطمینان ہوجاتا ہے کہ ان کے بعد نکلنے والی چیز اس منی کا بقیہ حصہ ہو جو شہوت کے ساتھ اُتری تھی۔ اور یہی مسئلہ کی صحیح تعلیل ہے جیسا کہ تبیین وغیرہ

ف1: تطفل علی المصفی والبحر۔ ف2: تطفل اٰخر علیہما۔

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۷۵

[2] البحرالرائق بحوالہ المصفی کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۵

وغیرہ فان لیس خروج کل منی مجنبا بل منی نزل عن شهوة وقد انقطع مادته بها فالخارج الآن منیا منی قطعا لکن غیر نازل عن شهوة فلا یوجب الغسل خلافا للامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنه۔

میں اس کا افادہ کیا ہے — اس لئے کہ ہر منی کا نکلنا جنابت لانے والا نہیں، بلکہ صرف وہ منی سببِ جنابت ہوتی ہے جو شہوت سے اتری ہو اور مذکورہ چیزوں سے اس کا مادہ منقطع ہوگیا۔ تو اس وقت منی کی صورت میں نکلنے والی چیز قطعاً منی ہی ہے لیکن وہ شہوت سے اُترنے والی نہیں اس لئے مُوجبِ غسل نہیں بخلاف امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے۔

فان قلت الیس افاد فی الفتح ان ما نزل عن غیر شهوة لایکون منیا قال رحمه اللہ تعالٰی کون المنی عن غیر شهوة ممنوع فان عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها اخذت فی تفسیرها ایاہ الشهوة، قال ابن المنذر حدثنا محمد بن یحیی حدثنا ابو حنیفة حدثنا عکرمة عن عبد ربه بن موسٰی عن امه انها سألت عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها عن المذی فقالت ان کل فحل یمذی وانه المذی والودی والمنی فاما المذی فالرجل یلاعب امرأته فیظهر علی ذکرہ الشیئ فیغسل ذکرہ وانثییه ویتوضأ ولا یغتسل واما الودی فانه یکون بعد البول یغسل ذکرہ وانثییه

اگر یہ سوال ہو کہ کیا فتح القدیر میں افادہ نہیں فرمایا ہے کہ جو بلا شہوت نکلے وہ منی نہیں۔ وُہ فرماتے ہیں، منی کا بغیر شہوت ہونا تسلیم نہیں — اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اس کی جو تفسیر کی ہے اس میں شہوت کو لیا ہے — ابن المنذر نے کہا ہم سے محمد بن یحیٰی نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ہم سے ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا ہم سے عکرمہ نے حدیث بیان کی، انھوں نے عبداللہ بن موسٰی سے، انھوں نے اپنی ماں سے روایت کی، کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مذی کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا ہر نر کو مذی آتی ہے۔ اور مذی، ودی، منی تین چیزیں ہیں۔ مذی یہ کہ مرد اپنی بیوی سے ملاعبت کرتا ہے تو اس کے ذکر پر کچھ ظاہر ہوجاتا ہے۔ وُہ اپنے ذکر اور انثیین کو دھوئے اور وضو کرے، اسے غسل نہیں کرنا ہے۔ اور ودی پیشاب کے بعد آتی ہے۔ ذکر اور انثیین کو دھوئے گا

ویتوضأ ولایغتسل واما المنی فانہ الماء الاعظم الذی منہ الشھوۃ وفیہ الغسل و روی عبدالرزاق فی مصنّفہ عن قتادۃ وعکرمۃ نحوہ فلا یتصور منی الامن خروجہ بشھوۃ والا فیفسد الضابط الذی وضعتہ لتمییز المیاہ لتعطی احکامھا[1] اھ۔

اور وضو کرے گا، غسل نہیں کرنا ہے۔ لیکن منی تو وہ آب اعظم ہے جس سے شہوت ہوتی ہے اور اسی میں غسل ہے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنّف میں حضرت قتادہ سے انھوں نے عکرمہ سے اسی کے ہم معنی روایت کی ہے۔ اور شہوت کے ساتھ نکلے بغیر منی ہونا متصور نہیں۔ ورنہ وہ ضابطہ ہی فاسد ہوجائے گا جو ام المومنین نے احکام بتانے کے لئے پانیوں کے باہمی امتیاز کے لئے وضع کیا اھ۔

قلت علی تسلیمہ ایضا لایصح جعلہ مذیا بل ان کان فلخروجہ بعد البول ودیا۔

قلتُ (میں جواب دوں گا) اس کلام محقق کو اگر تسلیم کرلیا جائے تو بھی اسے (پیشاب وغیرہ کے بعد نکلنے والی منی کو) مذی قرار دینا درست نہیں بلکہ اگر وہ ہوسکتی ہے تو پیشاب کے بعد نکلنے کی وجہ سے ودی ہوسکتی ہے۔

علٰی ان ما افاد المحقق شیئ تفرد بہ لااظن احد اسبقہ الیہ او تبعہ علیہ کقول التبیین قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا حذفت الماء فاغتسل وان لم تکن حاذفا فلا تغتسل فاعتبر الحذف وھو لایکون الا بالشھوۃ[2] اھ۔

علاوہ ازیں حضرت محقق نے جو افادہ کیا اس میں وہ متفرد ہیں۔ میرے خیال میں ان سے پہلے کسی نے یہ بات نہ کہی اور نہ ان کے بعد اس میں کسی نے ان کی پیروی کی ۔۔۔ اور تبیین کی یہ عبارت کلام فتح کی طرح نہیں، تبیین میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب تو پانی پھینکے تو غسل کر، اور اگر پھینکنے والا نہ ہو تو غسل نہ کر۔۔۔ تو حضور نے پھینکنے کا اعتبار فرمایا اور یہ شہوت ہی کے ساتھ ہوتا ہے اھ۔

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۳ و ۵۴

[2] تبیین الحقائق " دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۵

ليس كمثله لمن تأمل ففي الحذف الدفق ولايكون الا بشهوة بخلاف نفس خروج المني كيف[ف۱] وقد نطقت الكتب عن اٰخرها متونها وشروحها و فتاوٰيها بتقييد المني الذي يوجب الغسل بكونه ذا شهوة وان هذا القيد احترازي وان[ف۲] المني اذا خرج من ضربة او سقطة او حمل ثقيل من دون شهوة لايوجب الغسل۔

یہ عبارت ویسی اس لئے نہیں کہ حذف (پھینکنے) میں دفق (جست کرنا) ہوتا ہے اور وہ شہوت ہی سے ہوتا ہے، نفس خروج منی میں ایسا نہیں۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ متون، شروح، فتاوٰی تمام تر کتابوں میں غسل واجب کرنے والی منی کے ساتھ شہوت والی ہونے کی قید لگی ہوئی ہے۔ اور یہ احترازی ہے اور یہ بھی ہے کہ جب ضرب سے یا گرنے سے یا وزنی چیز اٹھانے سے بلا شہوت منی نکل آئے تو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

اما احتجاجه بقول ام المؤمنين رضي الله تعالٰى عنها۔

رہا حضرت محقق کا کلام ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے استدلال اس پر چند کلام ہے۔

فاقول فيه[ف۳] اولا ان امنا انما تريد تعريف المياه بخواص لهن اغلبية والتعريف بالخاص سائغ شائع لاسيما في الصدر الاول۔

اقول، اول ہماری ماں رضی اللہ تعالٰی عنہا ان پانیوں کی تعریف ان کے اکثری خواص سے کرنا چاہتی ہیں اور خاص سے تعریف روا اور عام ہے خصوصًا زمانۂ اولٰی میں۔

وثانيًا ما[ف۴] ذا يراد بالضابط أالصدق الكلي من جانب المياه او الخواص او الجانبين والكل منقوض۔

ثانی ضابطہ سے کیا مراد ہے؟ ـــ پانیوں کی جانب سے صدق کلی، یا خواص کی جانب سے، یا دونوں جانب سے؟ کوئی بھی درست نہیں۔

اما الاول فمع عدم وفائه بالمقصود لان لزوم المنوية للشهوة

اول اس لئے کہ ایک تو اس سے مقصد حاصل نہیں کیوں کہ اگر شہوت کو منی ہونا لازم بھی ہو

ف۱: تطفل على الفتح۔

ف۲: مسئلہ چوٹ لگنے یا گرنے یا بوجھ اٹھانے سے منی بے شہوت نکل جائے تو غسل نہ ہوگا صرف وضو آئے گا۔

ف۳: تطفل اٰخر على الفتح۔

ف۴: تطفل ثالث عليه۔

لایستلزم لزوم الشهوة للمنویة وانما الکلام فیه لایصح فی نفسه لان الرجل قد یمنی بالملاعبة فیکون هذا الانزال مذیا ولا یوجب الغسل وقد یمنی بشهوة عقیب البول کما تقدم عن المحقق فیکون هذا الامناء ودیا ولا غسل وکلاهما خلاف للاجماع۔

تو یہ اسے مستلزم نہیں کہ منی ہونے کو شہوت بھی لازم ہو اور کلام اسی میں ہے۔ دوسرے یہ کہ خود بھی صحیح نہیں (کہ جب بھی شہوت ہو تو منی بھی ہو) اس لئے کہ مرد کو کبھی ملاعبت سے منی آتی ہے تو یہ انزال مذی ہو جاتا ہے اور غسل واجب نہیں کرتا۔ اور کبھی اسے پیشاب کے بعد شہوت کے ساتھ منی آتی ہے۔ جیسا کہ حضرت محقق سے نقل ہوا۔ تو یہ اِمنا (منی آنا) ودی قرار پاتا ہے اور غسل نہیں ہوتا۔ اور دونوں ہی خلافِ اجماع ہیں (کیوں کہ شہوت کے ساتھ انزال اور اِمنا قطعاً موجبِ غسل ہے)

واما الثانی فلان الانتشار بنظر او فکر من دون ملاعبة بما یورث الامذاء لاسیما اذا کان الرجل مذاء، وهل لا یمذی الاعزب ابدا اذ لا امرأة یلاعبها مع انها قالت کل فحل یمذی فاذا لم یفسد الضابط بالتخلف فی المذی لا یفسد ایضا فی المنی۔

دوم اس لئے کہ بغیر ملاعبت کے نظر یا فکر سے بھی انتشارِ آلہ سے بعض اوقات مذی آتی ہے خصوصاً جب مرد زیادہ مذی والا ہو۔ اور کیا بیوی نہ رکھنے والے کو کبھی مذی نہیں آتی اس لئے کہ کوئی عورت نہیں جس سے وہ ملاعبت کرے باوجودے کہ انھوں نے فرمایا ہر نر کو مذی آتی ہے۔ تو جب مذی کے بارے میں تخلف سے ضابطہ فاسد نہیں ہوتا تو منی میں تخلف سے بھی فاسد نہ ہوگا۔

وثالثا وھو (ف) الطراز المعلم والحل المحکم ان ام المؤمنین رضی الله تعالٰی عنها لم تقل هو الماء الاعظم الذی من الشهوة لیلزم ان لا یخرج منی الا بشهوة وانما قالت منه

ثالثاً اور یہی نشان زدہ نقش و نگار اور محکم حل ہے۔ ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ "یہ وہ آبِ اعظم ہے جو شہوت سے ہوتا ہے" کہ یہ لازم آسکے کہ کوئی منی بغیر شہوت کے نہیں نکلتی۔ انھوں نے تو فرمایا ہے: منه

ف: تطفل رابع علیه۔

الشهوة فانما يلزم ان لزم ان
لكل مني دخلا في ايراث الشهوة وما
يورث الشهوة لا يلزم ان لا يخرج
الا بها فقد يعتريه عارض
يزيله عن مكانه بدون
شهوة ولا شك ان تخلق المني
في البدن هو الذي يولد الشهوة
لتوجه الطبع الى دفع تلك الفضلة
فالمني وان خرج لعارض بغير شهوة
لا يخرج من انه الماء الذي
يولد الشهوة ولا يبعد ان يكون
لكل جزء منه دخل فيها
لان كله فضلة ومن
المعلوم انه كلما ازداد المني
تزداد الشهوة۔

فقول ام المؤمنين لا يمس
ما اراد المحقق ولكن لا غرو
فلكل جواد كبوة ولكل صارم
نبوة وابى الله الصحة كلية الا
لكلامه وكلام صاحب النبوة
صلوات الله تعالى وسلامه
عليه وعلى آله وصحبه اولى
الفتوة ونسأل المولى سبحنه و
تعالى عافيته وعفوه۔

الشہوۃ" اس سے شہوت ہوتی ہے۔ اس سے
اگر لازم آئے گا تو یہی لازم آئے گا کہ ہر منی کو شہوت
پیدا کرنے میں کچھ دخل ہوتا ہے۔ اور جو چیز شہوت کو
پیدا کرنے والی ہو ضروری نہیں کہ شہوت کے ساتھ
ہی نکلے۔ ایسا بھی عارض درپیش ہوگا جو اسے اس
کی جگہ سے بغیر شہوت کے ہٹا دے ـــ اور
اس میں شک نہیں کہ بدن میں منی کا پیدا ہونا
ہی شہوت کی تولید کرتا ہے کیوں کہ طبیعت اس
فضلہ کو دفع کرنے کی جانب متوجہ ہوتی ہے۔ تو
منی اگرچہ کسی عارض کے باعث بلا شہوت نکلی
ہو مگر اس سے باہر نہ ہوگی کہ یہ وہ پانی ہے جو
شہوت پیدا کرتا ہے ـــ اور بعید نہیں کہ اس کے
ہر جزء کو شہوت میں کچھ دخل ہو اس لئے کہ ہر
جزء فضلہ ہی ہے۔ اور معلوم ہے کہ جب منی زیادہ
ہوتی ہے شہوت بھی زیادہ ہوتی ہے۔

تو ام المومنین کے ارشاد کو حضرت محقق کی
مراد سے کوئی مس نہیں۔ مگر تعجب کی بات نہیں
اس لئے کہ (عرب نے کہا ہے) ہر اسپ خوش رفتار
ٹھوکر بھی کھاتا ہے، اور ہر شمشیر براں ناموافق
بھی ہوجاتی ہے، اور خدا کو اپنے کلام اور اپنے
نبی کے کلام کے سوا کسی اور کلام کی بالکلیہ صحت
منظور نہیں ـــ خدائے برتر کا درود و سلام
ہو حضرت نبی اور ان کے جوانمرد آل واصحاب
پر ـــ اور ہم مولائے پاک و برتر سے اس کی
عافیت وعفو کے طالب ہیں۔

9

الثانی عشر المرأة[ف۱] کالرجل فی الاحتلام نص علیہ محمد کما فی مختصر الامام الحاکم الشہید فان احتلمت ولم تر بللا لاغسل علیہا ھو المذھب کما فی البحر والدر وبہ یؤخذ قالہ شمس الائمۃ الحلوانی وھو الصحیح قالہ فی الخلاصۃ وعلیہ الفتوی قالہ فی معراج الدرایۃ والبحر والمجتبی والحلیۃ والھندیۃ وبہ افتی الفقیہ ابوجعفر واعتمدہ فقیہ النفس فی الخانیۃ فلا تعویل علی ما روی عن محمد انہا یجب علیہا الغسل احتیاطا وھذہ غیر روایۃ الاصول عنہ فان محمدا نص فی الاصل ان المرأۃ اذا احتلمت لا یجب علیہا الغسل حتی تری مثل ما یری الرجل کما فی الحلیۃ[۱] عن الذخیرۃ۔

بارھویں تنبیہ: احتلام کے معاملے میں عورت بھی مرد ہی کی طرح ہے۔ امام محمد نے اس کی تصریح فرمائی ہے، جیسا کہ امام حاکم شہید کی مختصر میں ہے۔ تو اگر عورت کو احتلام ہوا اور تری نہ دیکھے تو اس پر غسل نہیں ــ یہی مذہب ہے ــ جیسا کہ البحر الرائق و درمختار میں ہے ــ اور اسی کو لیا جائے گا، یہ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا ــ یہی صحیح ہے ــ یہ خلاصہ میں فرمایا۔ اسی پر فتوٰی ہے۔ یہ معراج الدرایہ، البحر الرائق، مجتبٰی، حلیہ اور ہندیہ میں کہا۔ اور اسی پر فقیہ ابوجعفر نے فتوٰی دیا ــ اسی پر فقیہ النفس نے خانیہ میں اعتماد فرمایا ــ تو اس پر اعتماد نہیں جو امام محمد سے ایک روایت ہے کہ اس عورت پر احتیاطاً غسل واجب ہے۔ یہ روایت امام محمد سے روایت اصول کے علاوہ ہے۔ اس لئے کہ امام محمد نے مبسوط میں نص فرمایا ہے کہ عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب نہیں یہاں تک کہ اسی کے مثل دیکھے جو مرد دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حلیہ میں ذخیرہ سے نقل ہے۔

ف۱: مسئلہ عورت کو اگر احتلام یاد ہو اور جاگ کر تری نہ پائے تو مرد کی طرح اس پر بھی غسل نہیں، یہی مذہب ہے، اور اسی پر فتوٰی، مگر بعض مشایخ کرام فرماتے ہیں کہ اگر خواب میں انزال ہونے کی لذت یاد ہو تو غسل واجب ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اس وقت چت لیٹی ہو تو غسل واجب ہے، لہٰذا ان صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نہالے۔

---

[۱] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اقول فقول[ف۱] المنیۃ قال محمد لیس کماینبغی وحمل الامام برھان الدین فی تجنیسہ ھذہ الروایۃ علٰی ما اذا وجدت لذۃ الانزال ثم اختارھا معللا بان ماءھا لایکون دافقا کماء الرجل و انما ینزل من صدرھا[۱] اھ واعتمدہ البزازی فی الوجیز فجزم بالوجوب قال وقیل لایلزمھا کالرجل[۲] اھ۔

اقول تو (روایت نوادر سے متعلق امام) منیہ کا قول : قال محمد (امام محمد نے فرمایا) مناسب نہیں ۔ اور امام برہان الدین نے اپنی کتاب تجنیس میں اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب عورت لذتِ انزال محسوس کرے ۔ پھر انھوں نے اسی روایت کو اختیار کیا یہ علت بیان کرتے ہوئے کہ عورت کا پانی مرد کے پانی کی طرح دفق اور جَست والا نہیں ہوتا وہ اس کے سینے سے اترتا ہے اھ ــــ اور اس پر بزازی نے وجیز میں اعتماد کرکے وجوب غسل پر جزم کیا پھر لکھا کہ : اور کہا گیا اس پر غسل لازم نہیں جیسے مرد پر لازم نہیں اھ۔

اقول واغرب[ف۲] فی السراجیۃ فقال علیھا الغسل وبہ افتی ابوبکر بن الفضل البخاری وعن محمد انہ لایجب[۳] اھ فجعل الظاھر نادرا والنادر ظاھرا وحکی روایۃ محمد کقول الکل وجعل قول الکل روایۃ عن محمد ثم ان المحقق ایضا

اقول اور سراجیہ میں تو عجیب روش اختیار کی ۔ اس میں لکھا : اس عورت پر غسل ہے ۔ اسی پر ابوبکر بن الفضل بخاری نے فتوٰی دیا ۔ اور امام محمد سے روایت ہے کہ اس پر غسل واجب نہیں اھ ــــ یوں لکھ کر ظاہر الروایہ کو نادر اور نادر کو ظاہر بنادیا اور امام محمد کی روایت کی حکایت اس طرح کی جیسے یہ تینوں ائمہ کا قول ہو اور جو سب کا قول تھا اسے امام محمد سے ایک روایت

ف۱ : تطفل علی المنیۃ ۔

ف۲ : تطفل علی السراجیۃ ۔

---

[۱] التجنیس والمزید کتاب الطہارات مسئلہ ۱۰۲ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۷۷

[۲] الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۱

[۳] الفتاوی السراجیۃ کتاب الطہارۃ باب الغسل نولکشور لکھنؤ ص ۳

استوجهه فی الفتح وللامام الزیلعی فی التبیین ایضا میل الی اختیارها حیث قدمها جازما بها واخر دلیلها وعللها کالتجنیس بقوله لان ماءها ینزل من صدرها الی رحمها بخلاف الرجل حیث یشترط الظهور الی ظاهر الفرج فی حقه حقیقة[1] اھ فھذا ما وجدت الاٰن فی تشیید ھذہ الروایة، اما التعلیل **فاقول** حاصله ان منی المرأة وان کان له دفق لشھادة قوله تعالی "ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب[2]" لکن لاکمنی الرجل وذٰلک لانه ینزل من صلبه الی انثییه الی ذکرہ وھو طریق ذو عوج فلو لم یندفع بقوة شدیدة لبقی فی بعض الطریق بخلاف منیھا فانه ینزل من ترائبھا الی رحمھا وھو طریق مستقیم فکان یکفیه

قرار دے دیا ۔۔۔ پھر حضرت محقق نے بھی فتح القدیر میں اس کو باوجہ قرار دیا ہے۔ اور تبیین میں امام زیلعی کا بھی اس کی ترجیح کی جانب میلان ہے اس طرح کہ جزم فرماتے ہوئے اسے پہلے ذکر کیا ہے اور اس کی دلیل بعد میں ذکر کی۔ اور تجنیس کی طرح ان الفاظ سے اس کی تعلیل فرمائی ہے، اس لئے کہ اس کا پانی سینے سے رحم کی جانب اترتا ہے، اور مرد کا یہ حال نہیں کیونکہ اس کے حق میں بیرونِ شرم گاہ حقیقۃً ظاہر ہونا شرط ہے اھ ۔۔۔ یہ وہ ہے جو میں نے اس وقت اس روایت کی تائید میں پایا ۔۔۔ لیکن تعلیل تو **میں کہتا ہوں** اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت کی منی میں اگرچہ پھدک (جست) ہوتا ہے جس کی شہادت ارشادِ باری تعالٰی: "اچھلتا پانی جو پشت اور سینے کی پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے" ہے لیکن وہ مرد کی منی کی طرح نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی پشت سے انثیین پھر ذکر کی جانب اترتی ہے۔ یہ ایک پیچیدہ راستہ ہے۔ اس لئے وہ اگر شدید قوت کے ساتھ دفع نہ ہو تو راستے ہی میں رہ جائے بخلاف عورت کی منی کے۔ اس لئے کہ وہ اس کے سینے کی پسلیوں سے رحم کی جانب اترتی ہے، یہ سیدھا راستہ ہے، تو اس کے لئے

---

[1] تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۸

[2] القرآن الکریم ۸۶/۷

السیلان غیران نزولہ بحرارۃ فلزمہ نوع دفق ولاوجہ لانکارہ فانہ مشہود معلوم۔

بہنا کافی ہے مگر یہ ہے کہ اس کا اترنا کچھ حرارت کے ساتھ ہوتا ہے تو ایک طرح کا دفق اسے بھی لازم ہے اور اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں، اس لئے کہ یہ معلوم و مشاہَد ہے۔

ولکن العجب من المدقق العلائی حیث قال لم یذکر الدفق لیشمل منی المرأۃ لان الدفق فیہ غیر ظاھر اما اسنادہ الیہ فی الاٰیۃ فیحتمل التغلیب فالمستدل بہا کالقھستانی تبعا لاخی چلپی غیر مصیب تامل[1] اھ۔

لیکن مدقق علائی پر تعجب ہے کہ وہ یوں لکھتے ہیں، دفق ذکر نہ کیا تاکہ عورت کی منی کو بھی شامل ہے اس لئے کہ اس میں دفق غیر ظاہر ہے۔ رہا یہ کہ اس کی جانب بھی آیت میں دفق کی نسبت موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے یہ نسبت بطور تغلیب ہو (کہ دراصل صرف مرد کی منی میں دفق ہوتا ہے اسی کے لحاظ سے اس پانی کو مطلقا دفق والا فرمادیا گیا ۱۲م) تو اثباتِ دفق میں اس آیت سے استدلال کرنے والا درستی پر نہیں۔ جیسے قہستانی نے اخی چلپی کی تبعیت میں اس سے استدلال کیا ہے۔ تامل کرو، اھ۔ (درمختار)

اقول النصوصف تحمل علی ظواھرھا مالم یصرف عنہا دلیل فاحتمال التغلیب محتاج الی اثبات عدم الدفق فی منیہا واذ لا دلیل فلا سبیل الی الاحتمال فلا اخذ علی الاستدلال۔

اقول نصوص اپنے ظاہر ہی پر محمول ہوں گے جب تک کہ کوئی دلیل ظاہر سے پھیرنے والی موجود نہ ہو۔ تو تغلیب کا احتمال اس کا محتاج ہے کہ پہلے عورت کی منی میں عدمِ دفق ثابت کیا جائے۔ اور جب اس پر کوئی دلیل نہیں تو احتمال کی کوئی سبیل نہیں، لہذا استدلال پر کوئی گرفت نہیں ہوسکتی۔

ف: تطفل علی الدر۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۰

قال العلامۃ ط الدلیل اذا طرقہ الاحتمال سقط بہ الاستدلال اھ[1]۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں: دلیل میں جب احتمال کا گزر ہوجائے تو اس سے استدلال ساقط ہوجاتا ہے اھ۔

اقول الاحتمال[ف۱] اذا لم یدل دلیل علیہ لم ینظر الیہ وکان المدقق رحمہ اللہ تعالٰی الٰی ھذا اشار بقولہ تأمل۔

اقول جب احتمال پر کسی دلیل کی دلالت نہ ہو تو وہ نظرانداز ہوجائے گا ___ اور شاید حضرت مدقق صاحب درمختار رحمہ اللہ تعالٰی نے اپنے قول "تامل کرو" سے اسی جانب اشارہ کیا ہے۔

وقال العلامۃ ش لعلہ یشیر الی امکان الجواب لان کون المدفق منھا غیر ظاھر یشعر بان فیہ دفقا وان لم یکن کالرجل افادہ ابن عبد الرزاق اھ[2]۔

اور علامہ شامی فرماتے ہیں: شاید وہ اس طرف اشارہ کررہے ہیں کہ اس کلام کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ عورت کی منی میں دفق کا غیر ظاہر ہونا پتہ دیتا ہے کہ اس میں کچھ دفق ہوتا ہے اگرچہ مرد کی طرح نہ ہو۔ اس کا ابن عبدالرزاق نے افادہ کیا اھ۔

اقول لو[ف۲] ان المدقق ارادھذا لناقض اول کلامہ اٰخرہ بل[ف۳] لم یستقم اولہ لانہ بنی شمول الکلام لمنیھا علی ترك ذکر الدفق ولوکان فیہ دفق ولو خفیا لشملہ وان ذکر بل مرادہ غیر ظاھر ای غیر ثابت و

اقول اگر حضرت مدقق کی مراد یہ ہو تو ان کے اول وآخر کلام میں تناقض ٹھہرے گا بلکہ اول کلام درست ہی نہ ہوسکے گا اس لئے کہ عورت کی منی شاملِ کلام ہونے کی بنیاد انہوں نے اس پر رکھی ہے کہ دفق کا ذکر ترک کردیا گیا ہے، اور اگر اس میں کچھ دفق ہوتا اگرچہ خفی ہی ہو تو دفق ذکر کرنے سے بھی اسے شامل رہتا ___ بلکہ لفظ

ف۱: معروضۃ علی العلامۃ ط۔ ف۲: معروضۃ علی العلامتین ش وابن عبد الرزاق۔
ف۳: معروضۃ اخرٰی علیھما۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۹۱

[2] رد المحتار 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۰۸

لا معلوم۔

رجعنا الی تقریر دلیل التجنیس

اقول فاذا کان الامر کما وصفنا لو یجب فی انزالہا خروج المنی من الفرج الخارج الی الفخذ او الثوب غالبا کما فی الرجل فعسی ان یخرج من الفرج الداخل ویبقی فی الفرج الخارج ولضعف الدفق یکون قلیلا ولرقتہ یختلط برطوبۃ الفرج فلا یحس بہ، فاذا کان الامر علی ھذا الحد من الخفاء اقمنا وجدانہا لذۃ الانزال مقام الخروج کما اقام الشرع ایلاج الحشفۃ مقامہ لعین ذلک الوجہ اعنی الخفاء کما بینہ فی الھدایۃ وشروحہا کیف ولیس المراد بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی حدیث الشیخین عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ لما سألتہ ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا یارسول اللہ ان اللہ لا یستحیی من الحق فہل علی المرأۃ من غسل اذا احتلمت قال نعم اذا رأت الماء۔[1]

غیر ظاہر سے ان کی مراد غیر ثابت وغیر معلوم ہے۔

اب پھر دلیلِ تجنیس کی تقریر کی طرف لوٹئے

اقول جب حقیقت امر وہ ہے جو ہم نے بیان کی تو عورت کے انزال میں منی کا فرج خارج سے ران یا کپڑے کی جانب نکلنا عموماً ضروری نہیں جیسے مرد میں ہے۔ ہوسکتا ہے فرج داخل سے نکل کر فرج خارج میں رہ جائے اور ضعفِ دفق کی وجہ سے قلیل ہو اور رقیق ہونے کی وجہ سے رطوبتِ فرج سے مخلوط ہوجائے تو محسوس ہی نہ ہو سکے۔ جب اس حد تک خفا و پوشیدگی کا معاملہ ہے تو ہم نے لذّتِ انزال محسوس کرنے کو خروجِ منی کے قائم مقام کردیا جیسے شریعت نے ادخالِ حشفہ کو بعینہٖ اسی وجہ (خفا کی وجہ) سے اس کے قائم مقام کیا ہے، جیسا کہ اسے ہدایہ اور اس کی شرحوں میں بیان کیا ہے۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ درج ذیل حدیث میں رؤیت سے رؤیت عینی نہیں بلکہ رؤیت علمی مراد ہے ـــــ شیخین نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! خدا حق سے حیا نہیں فرماتا، کیا عورت پر غسل ہے جب اسے احتلام ہو؟ تو سرکار نے جواب دیا: ہاں جب پانی دیکھے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الغسل باب اذا احتلمت المرأۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۲
صحیح مسلم کتاب الحیض باب وجوب الغسل علی المرأۃ " " " ۱/۱۴۶

ورؤية البصر قطعا فقد تكون
عمياء بل الرؤية العلمية والظن
الغالب علم فى الفقه والخروج هو
المظنون فى الانزال وقد علم بما
قررنا ان عدم الاحساس به
بصرا ولا لمسا لا يعارض فى المرأة
هذا الظن فادير الحكم عليه و
كان وجدانها لذة الانزال كرؤيتها
اياه خارجا فنحن لا نقول ان
الغسل يجب عليها وان لم تر ماء
حتى يرد علينا الحديث بل نقول
اذا وجدت لذة الانزال فقد
رأت الماء على الوجه الذى
بينا ولا تحتاج الى ان تحس
المنى خارج فرجها ببصر
او لمس ، هذا تقرير الدليل بفيض
الملك الجليل وهذا معنى ما قاله
المحقق فى الفتح والحق ان
الاتفاق على تعلق وجوب
الغسل بوجود المنى فى احتلامها
والقائل بوجوبه فى هذه
الخلافية انما يوجبه بناء على
وجوده وان لم تره
يدل على ذلك تعليله
فى التجنيس احتلمت و

یہاں دیکھنے سے آنکھ کا دیکھنا قطعاً مراد نہیں
اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ عورت نابینا ہو، بلکہ یقین و
علم مراد ہے — فقہ میں ظنِ غالب بھی علم و یقین ہے۔
اور انزال میں ظن غالب خروج ہی کا ہے — اور
ہماری تقریر سابق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دیکھنے اور
چھونے سے اس کا احساس نہ ہونا عورت کے
سلسلے میں اس ظن کے معارض نہیں — اس
لئے حکم کا مدار اسی پر رکھا گیا — اور عورت کا
لذتِ انزال محسوس کرنا ہی گویا منی کو نکلتے ہوئے
دیکھنا ہے — تو ہم اس کے قائل نہیں کہ عورت
پر غسل واجب ہے اگرچہ وہ پانی نہ دیکھے کہ حدیث
مذکور سے ہم پر اعتراض وارد ہو بلکہ ہم یہ کہتے ہیں
کہ جب اس نے لذتِ انزال محسوس کی تو اس کا
پانی دیکھنا متحقق ہوگیا — اسی طور پر جو ہم نے بیان کیا۔
اور اس کی ضرورت نہیں کہ وہ فرج کے باہر دیکھ کر
یا چھو کر منی محسوس کرے — یہ بفیضِ ربِ جلیل
اس دلیل کی تقریر ہوئی — اور یہی فتح القدیر
میں حضرت محقق کے درج ذیل کلام کا مقصود ہے؛
وہ فرماتے ہیں، حق یہ ہے کہ اس پر اتفاق ہے
کہ عورت کے احتلام میں وجوبِ غسل کا تعلق
منی کے پائے جانے ہی سے ہے — اور اس
اختلافی روایت میں جو لوگ وجوب غسل کے قائل
ہیں وہ اسی بناء پر غسل واجب کہتے ہیں کہ منی
پائی جاچکی ہے اگرچہ عورت نے اسے دیکھا
نہیں — اس کی دلیل تجنیس کی یہ تعلیل ہے،

لم يخرج منها الماء ان وجدت شهوة الانزال كان عليها الغسل والالا لان ماءها لا يكون دافقا الى اخر ما مر[1] قال فهذا التعليل يفهمك ان المرام بعدم الخروج في قوله و لم يخرج منها لم تره خرج فعلى هذا الاوجه وجوب الغسل في الخلافية و الاحتلام يصدق برؤيتها صورة الجماع في نومها وهو يصدق بصورتي وجود لذة الانزال وعدمه فلذا لما اطلقت ام سليم السؤال عن احتلام المرأة قيد صلى الله تعالٰى عليه وسلم جوابها باحدى الصورتين فقال اذا رأت الماء ومعلوم ان المراد بالرؤية العلم مطلقا فانها لو تيقنت الانزال بان استيقظت في فور الاحتلام فاحست بيدها البلل ثم نامت فما استيقظت حتى جف فلم تر بعينها شيئا لايسع القول بان لاغسل عليها مع انه لا رؤية بصر بل رؤية علم ورأى يستعمل حقيقة في معنى

عورت کو احتلام ہوا اور اس سے پانی نہ نکلا، اگر اس نے شہوتِ انزال محسوس کی ہے تو اس پر غسل واجب ہے ورنہ نہیں ــــ اس لئے کہ اس کا پانی مرد کی طرح دفق والا نہیں ہوتا، وہ تو اس کے سینے سے اترتا ہے"ــــ تو یہ تعلیل بتا رہی ہے کہ ان کے قول" اس سے پانی نہ نکلا" کا مطلب یہ ہے کہ اس نے "نکلتے دیکھا نہیں"ــــ اس بنیاد پر اوجہ یہی ہے کہ اس اختلافی روایت میں غسل کا وجوب ہو ــــ اور احتلام کا معنٰی اس سے صادق ہوجاتا ہے کہ عورت اپنے خواب میں جماع کی صورت دیکھے۔ اور یہ لذتِ انزال پانے، نہ پانے دونوں ہی صورتوں میں صادق ہے ــــ اسی لئے حضرت ام سلیم نے احتلام زن سے متعلق جب سوال مطلق رکھا تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے جواب کو ایک صورت سے مقید کرکے فرمایا، ہاں جب پانی دیکھے ــــ اور معلوم ہے، کہ دیکھنے سے مطلقًا علم مراد ہے ــــ اس لئے کہ اگر اسے انزال کا یقین ہوگیا ــــ مثلًا وہ احتلام کے فورًا بعد بیدار ہوگئی اور ہاتھ سے اس نے تری محسوس کرلی پھر سوگئی بیدار اس وقت ہوئی جب تری خشک ہوچکی تھی، اس طرح اپنی آنکھ سے اس نے کچھ بھی نہ دیکھا ــــ تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس پر غسل واجب نہیں ــــ باوجودے کہ یہ آنکھ کا دیکھنا نہیں بلکہ صرف علم ویقین ہے ــــ اور لفظ رأی باتفاق اہل لغت علم کے معنی میں حقیقۃً

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۵

علم باتفاق اللغة قال (رأيت الله اكبر كل شئ[1]) اھ و بما قررنا الدليل بفيض فتح القدير عزّ جلاله ظهران الرادين على كلام المحقق هذا وهم العلماء الجلة تلميذه المحقق الحلبي في الحلية والمحقق ابرهيم الحلبي في الغنية والعلامة السيد الشامي في المنحة اكثرهم لم يمعنوا النظر في كلامه رحمه الله تعالٰى واياهم ورحمنا بهم۔

اما الشامي فظن ان المحقق يريد بدعوى الاتفاق التوفيق بين الروايتين بان مراد الظاهرة عدم الوجوب اذا لم يوجد الانزال ومراد النادرة الوجوب اذا وجد ولم تره المرأة بعينها فاخذ عليه بما هو عنه برئ اذ يقول" يفهم من كلام الفتح ان مراده انهم اتفقوا على انه اذا وجد المني فقد وجب الغسل و محمد قال بوجوبه بناء على وجود المني وان لم تره فلم

استعمال ہوتا ہے کسی نے کہا، رأیت اللہ اکبر کل شئ، میں نے خدا کو ہر شے سے بڑا دیکھا (یعنی جانا اور یقین کیا) اھ — ہم نے بفیض فتح القدیر عزّ جلالہ، جو تقریرِ دلیل رقم کی ہے اس سے واضح ہے کہ حضرت محقق کے اس کلام پر رَد کرنے والے اکثر حضرات نے ان کے کلام میں اچھی طرح غور نہ کیا — رَد کرنے والے یہ جلیل القدر علماء ہیں (۱) صاحب فتح کے تلمیذ محقق حلبی حلیہ میں (۲) محقق ابراہیم حلبی غنیہ میں (۳) علامہ سید شامی منحۃ الخالق میں — خدا کی رحمت ہو حضرت محقق پر، اور ان حضرات پر اور ان کے طفیل ہم پر بھی رحمت ہو۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت محقق دعوائے اتفاق کرکے دونوں روایتوں میں تطبیق دینا چاہتے ہیں کہ ظاہر الروایہ سے مراد اس صورت میں عدمِ وجوب ہے جب انزال نہ پایا جائے، اور روایت نادرہ سے مراد اس صورت میں وجوب ہے جب انزال پایا جاچکا ہو اور عورت نے اپنی آنکھ سے اسے دیکھا نہ ہو — یہ سمجھ کر ان پر اس معنی کے تحت گرفت کی جس سے وہ بری ہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں، کلامِ فتح سے سمجھ میں آتا ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ ان حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ جب منی پائی جائے تو غسل واجب ہے — اور امام محمد نے اس بناپر

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۵

يخرج الماء على معنى لوتره خرج لكن لايخفى ان غير محمد لا يقول بعدم الوجوب والحالة هذه فكيف يجعلون عدم الوجوب ظاهر الرواية اللهم الا ان يكون مراده الاعتراض عليهم في نقل الخلاف وانهم لم يفهموا قول محمد وان مراده بعدم الخروج عدم الرؤية ولايخفى بعد هذا فانهم قيدوا الوجوب عند غير محمد بما اذا خرج الى الفرج الخارج فان كان مراده (يعنى محمدا) بعدم الرؤية البصرية فهو مما لايسع احدا ان يخالف فيه وان كان العلمية فلم يحصل الاتفاق على تعلق الوجوب بوجود المنى فالظاهر وجود الخلاف وان ما في التجنيس مبنى على قول محمد وحينئذ لادلالة له على ما ادعاه فليتأمل[1] اھ۔

اقول لاف هو ينكر الخلاف

غسل واجب کہا کہ منی پائی جاچکی ہے اگرچہ عورت نے اسے دیکھا نہیں تو "پانی نہ نکلا" کا معنی یہ ہے کہ اس نے نکلتے دیکھا نہیں" ــــ لیکن مخفی نہ ہوگا کہ امام محمد کے علاوہ حضرات بھی اس حالت میں عدم وجوب کے قائل نہیں ہیں تو علماء عدم وجوب کو ظاہر الروایہ کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ مگر یہ کہ حضرت محقق کا مقصد ان علماء پر نقل اختلاف کے بارے میں اعتراض کرنا ہو کہ انھوں نے امام محمد کا قول سمجھا نہیں، عدم خروج سے ان کی مراد عدم رؤیت ہے۔ اور اس مراد کا بعید ہونا پوشیدہ نہیں۔ اس لئے کہ ان علماء نے غیر امام محمد کے نزدیک وجوب کو اس صورت سے مقید کیا ہے جب منی فرج خارج کی جانب نکل آئے۔ تو عدم رؤیت یعنی رؤیت سے اگر امام محمد کی مراد آنکھ سے دیکھنا ہے تو کوئی بھی اس کے خلاف نہیں جا سکتا اور اگر اس سے ان کی مراد علم ویقین ہے تو وجود منی سے وجوب غسل متعلق ہونے پر اتفاق کہاں ہے؟ پس ظاہر یہی ہے کہ اختلاف باقی ہے اور تجنیس کا کلام امام محمد کے قول پر مبنی ہے۔ اس صورت میں حضرت محقق کے دعوے پر کلام تجنیس میں کوئی دلیل نہیں۔ تو اس میں تامل کیا جائے۔ اھ۔

اقول حضرت محقق کو نہ اختلاف سے

ف: معروضة على العلامة ش۔

---

[1] منحة الخالق على البحر الرائق كتاب الطهارة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۷

ولان ما فی التجنیس مبنی علی ماروی عن محمد ولا ھو یرید ببیان الاتفاق ابداء الوفاق، وانما الامر انھم ظنوا ان محمدا فی ھذہ الروایۃ لایشترط فی احتلامھا وجود الماء لقول التجنیس وغیرہ المبنی علی تلک الروایۃ احتلمت ولم یخرج منھا الماء فردوا علیھا بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نعم اذا رأت الماء علق ایجاب الغسل علیھا برؤیۃ الماء فکیف یجب ولم یخرج۔

انکار ہے نہ اس سے انکار ہے کہ کلامِ تجنیس اس پر مبنی ہے جو امام محمد سے ایک روایت ہے۔ نہ ہی بیان اتفاق سے ان کا مقصد اظہارِ مطابقت ہے۔ معاملہ صرف یہ ہے کہ لوگوں نے سمجھا کہ اس روایت میں امام محمد احتلامِ زن میں وجودِ منی کی شرط قرار نہیں دیتے کیونکہ اس روایت پر مبنی تجنیس وغیرہ کے کلام میں یہ آیا ہے کہ "عورت کو احتلام ہوا اور اس نے پانی نہ دیکھا" — یہ سمجھ کر ان حضرات نے اس روایت پر اس حدیث سے رد کیا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "ہاں جب وہ پانی دیکھے" — سرکار نے وجوبِ غسل کو پانی دیکھنے سے مشروط فرمایا۔ تو اس صورت میں غسل کیسے واجب ہو سکتا ہے جب پانی نہ نکلا ہو۔

فاشار المحقق الی الجواب عنہ بان وجدان الماء شرط بالاجماع ولا تنکرہ ھذہ الروایۃ انما نشأ الخلاف من واد اٰخر وذلک ان العلم بالشیئ قد یحصل بنفسہ وقد یحصل بالعلم بسببہ فالروایۃ الظاھرۃ شرطت العلم بالوجہ الاول وقالت لا غسل علیھا وان وجدت لذۃ الامناء مالم تحس بمنی خرج من فرجھا الداخل سواء کان الاحساس بالبصر او باللمس کما ھو فی الرجل بالاتفاق وروایۃ محمد

حضرت محقق نے اس کے جواب کی طرف اشارہ فرمایا کہ منی کا پایا جانا بالاجماع شرط ہے اور اس روایت میں بھی اس کا انکار نہیں ہے — اختلاف ایک دوسری جگہ سے رونما ہوا ہے وہ یہ کہ شیئ کا علم کبھی خود شیئ سے ہوتا ہے اور کبھی اس کے سبب کے علم سے ہوتا ہے۔ روایت ظاہرہ میں بطریق اول علم کی شرط ہے اور اس میں یہ حکم ہے کہ عورت پر غسل نہیں اگرچہ لذتِ انزال محسوس ہو جب تک کہ یہ محسوس نہ کرے کہ منی اس کی فرج داخل سے باہر آئی، یہ احساس خواہ دیکھنے سے ہو یا چھونے سے ہو — جیسا کہ مرد کے بارے میں بالاتفاق یہ شرط ہے — اور امام محمد کی

فرقت بینها وبین الرجل بما بینا فاجتزت فیها بالعلم بلذة الانزال وجعلته علما بخروج المنی وان لم تحس منیا خارج فرجها هذا مراد الکلام فاین فیه رفع الخلاف او انکار ابتناء کلام التجنیس علی الروایة النادرة۔

روایت میں عورت اور مرد کے درمیان فرق ہے اس طور پر جو ہم نے بیان کیا۔ یہ روایت عورت کے بارے میں لذتِ انزال کے علم کو کافی قرار دیتی ہے اور اسی کو خروجِ منی کا علم مانتی ہے اگرچہ عورت فرج خارج میں منی محسوس نہ کرے ــــ یہ ہے حضرت محقق کے کلام کی مراد ــــ اس میں اختلاف کو ختم کرنا یا کلام تجنیس کی روایت نادرہ پر مبنی ہونے کا انکار کہاں ہے؟

ولو رأیتم[ف۱] "فعلی هذا الاوجه وجوب الغسل فی الخلافیة" لعلمتم انه یبقی الخلاف ویرید الترجیح لا رفع الخلاف وابداء التوفیق ولکن سبحٰن من لایزل۔

اگر آپ ان کی یہ عبارت ملاحظہ کرتے "فعلی هذا الاوجه وجوب الغسل فی الخلافیة" (اس بنیاد پر اوجہ یہی ہے کہ اس اختلافی روایت میں غسل کا وجوب ہو) تو آپ کو معلوم ہوتا کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ اختلاف باقی ہے اور ترجیح دینا چاہتے ہیں یہ نہیں کہ وہ اختلاف اٹھانا اور تطبیق دینا چاہتے ہیں ــــ لیکن پاک ہے وہ ذات جسے لغزش نہیں۔

قولکم لایخفی ان غیر محمد لایقول[1] الخ اقول بلی[ف۲] ان غیر محمد بل ومحمد ایضا فی ظاهر الروایة یقول بعدم الوجوب اذا لم یحط علمها بنفس خروج

علامہ شامی: مخفی نہ ہوگا کہ امام محمد کے علاوہ حضرات بھی اس حالت میں عدمِ وجوب کے قائل نہیں۔ **اقول** کیوں نہیں امام محمد کے علاوہ حضرات اور خود امام محمد بھی ظاہر الروایہ میں عدمِ وجوب کے قائل ہیں جب عورت کو نفس خروج کا پورے طور پر

ف۱: معارضة اخری علیه۔

ف۲: معارضة ثالثة علیه۔

---

[1] منحة الخالق علی البحر الرائق کتاب الطهارة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ١/٥٧

المنی اصالۃ وفی النادرۃ یقول بالوجوب اذا علمت وجود المنی علما فقہیا بوجدان لذۃ الانزال۔

قولکم الا ان یکون مرادہ الاعتراض[1] اقول[ف۱] لم یردہ ولم یرد الخلاف بل اراد الجواب اما اورد علی محمد من مخالفۃ الحدیث بان الرؤیۃ فی الحدیث علمیۃ اجماعا ولا یسع احد ان یخالف فیہ وھو اذن یعم العلم الحاصل بسبب العلم بالسبب۔

قولکم وان کان العلمیۃ[2] الخ اقول[ف۲] نعم ھو المراد عند محمد وغیرہ جمیعا انما الخلف فی اشتراط العلم بالشیئ اصالۃ و عدمہ فلا ینافی الاتفاق علی تعلق الوجوب بالوجود۔

اما الغنیۃ فقال فیہا

اصالۃً علم نہ ہو۔ اور روایت نادرہ میں وجوب کے قائل ہیں جب لذتِ انزال کے احساس کے ذریعہ اسے وجودِ منی کا علم فقہی حاصل ہو۔

علامہ شامی: مگر یہ کہ ان کا مقصد اعتراض ہو اقول یہ اُن کا مقصد نہیں، نہ ہی انھوں نے اختلاف کی تردید فرمائی ہے بلکہ امام محمد پر مخالفتِ حدیث کا جو اعتراض قائم کیا گیا وہ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں کہ حدیث میں دیکھنے سے مراد علم ہے بالاجماع ___ اور کوئی بھی اس کے خلاف نہیں جا سکتا ___ اور جب علم مراد ہے تو علم اس علم کو بھی شامل ہے جو علم بالسبب کے ذریعہ حاصل ہو۔

علامہ شامی: اور اگر اس سے مراد علم و یقین الخ اقول ہاں یہی مراد ہے امام محمد کے نزدیک بھی اور دوسرے حضرات کے نزدیک بھی۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ شے کا علم اصالۃً اور براہِ راست شرط ہے یا نہیں (بلکہ بالواسطہ علم بھی کافی ہے) تو یہ وجودِ منی سے وجوبِ غسل متعلق ہونے پر اتفاق کے منافی نہیں۔

صاحبِ غنیہ حضرت محقق کا کلام نقل کرنے

ف۱: معروضۃ رابعۃ علیہ۔

ف۲: معروضۃ خامسۃ علیہ۔

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۷

[2] " " " " " " " " "

بعد نقل کلام المحقق "ھذا لایفید کون الاوجہ وجوب الغسل فی المسألة المختلف فیھا لحدیث ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا سواء کانت الرؤیة بمعنی البصر او بمعنی العلم فانھا لم ترا الماء بعینھا ولا علمت خروجہ اللھم الا ان ادعی ان المراد برأت رؤیا الحلم ولکن لادلیل لہ علٰی ذلک فلایقبل منہ[1] اھ۔

فاصاب فی فھم ان مراد المحقق الترجیح لا التوفیق، والعجب[1] ان العلامة ش نقل کلامہ برمتہ بعد ماقد مناعنہ ولم یحن منہ التفات الی مااعطاہ الغنیة من مفاد کلام المحقق۔

اقول وحاشا[2] المحقق ان یرید بالرؤیة رؤیا حلم بل اراد الرؤیة العلمیة کما قد افصح عنہ، وقولکم ولا علمت[2] مبنی علٰی حصر العلم بالشیئ فی

کے بعد لکھتے ہیں، اس سے یہ مستفاد نہیں ہوتا کہ اس اختلافی مسئلہ میں حدیث ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سبب اوجہ، وجوب غسل ہے خواہ رؤیت آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں ہو یا علم ویقین کے معنی میں ہو، اس لئے کہ خروجِ منی عورت نے نہ اپنی آنکھ سے دیکھا نہ اسے اس کا علم ہوا ــــ مگر یہ کہ دعوٰی کیا جائے کہ دیکھنے سے مراد خواب میں دیکھنا ہے، لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں لہذا یہ قابلِ قبول نہیں اھ۔

یہ انھوں نے صحیح سمجھا کہ حضرت محقق کا مقصد ترجیح ہے تطبیق نہیں ــــ اور تعجب ہے کہ علامہ شامی نے غنیہ کی پوری عبارت اپنی گزشتہ بحث کے بعد نقل کی ہے اور اس طرف ان کی توجہ نہ کی گئی کہ غنیہ کی عبارت سے حضرت محقق کے کلام کا مفاد متعین ہوتا ہے۔

اقول حضرت محقق اس سے بری ہیں کہ رؤیت سے خواب میں دیکھنا مراد لیں، انھوں نے رؤیتِ علمی مراد لی ہے جیسا کہ خود ہی اسے صاف لفظوں میں کہا ــــ اور آپ کا قول "ولا علمت ــــ نہ اسے اس کا علم ہوا" ــــ

---

[1] : معروضة سادسة علیہ۔ [2] : تطفل علی الغنیة۔

---

[1] غنیة المستملی شرح منیة المصلی مطلب فی الطھارة الکبرٰی سھیل اکیڈمی لاہور ص ۴۴
[2] " " " " " " " " " " " "

العلم المتعلق بنفسه اصالة وهو باطل قطعاً الاترى ان الشرع اوجب الغسل بغيبة الحشفة واقامها مقام رؤية المنی مع عدم العلم المتعلق بنفسه قطعا۔

اس پر مبنی ہے کہ شئی کا علم صرف اس عالم میں منحصر ہے کہ جو اس سے براہِ راست متعلق ہو ــــ اور یہ بنیاد قطعاً باطل ہے کیا آپ نے نہ دیکھا کہ شریعت نے حشفہ غائب ہونے سے غسل واجب کیا ہے اور غیبتِ حشفہ کو ہی رویت منی کے قائم مقام رکھا ہے باوجودیکہ یہ وہ علم قطعاً نہیں جو خود منی سے متعلق براہِ راست ہو۔

ثم اخذ المحقق الحلبی یوھن کلام التجنیس قائلاً لا اثر فی نزول مائہا من صدرھا غیر دافق فی وجوب الغسل فان وجوب الغسل فی الاحتلام متعلق بخروج المنی من الفرج الداخل کما تعلق فی حق الرجل بخروجہ من رأس الذکر[1] الی اخرما اطال۔

اس کے بعد محقق حلبی نے ان الفاظ سے کلام تجنیس کی تضعیف شروع کی، عورت کا پانی اس کے سینے سے بغیر دفق کے اترتا ہے، اس کا وجوب غسل پر کوئی اثر نہیں پڑتا ــ احتلام میں وجوب غسل کا تعلق تو اس سے ہے کہ منی فرج داخل سے نکلے جیسے مرد کے حق میں اس کا تعلق اس سے ہے کہ سرِ ذکر سے نکلے ــ ان کے آخر کلام طویل تک۔

اقول لم[ف] یرد التجنیس ان مجرد نزول مائہا من صدرھا یوجب الغسل بدون خروج وانما اثر النزول من صدرھا الی رحمہا فی عدم الدفق فی منیہا مثل الرجل وعدم الدفق اثر فی ضعف دلالۃ عدم الاحساس خارج الفرج علی عدم الخروج کما قررناہ بما یکفی و

اقول تجنیس کی مراد یہ نہیں کہ عورت کا پانی سینے سے اترنا بس اتنی ہی بات موجب غسل ہے اگرچہ خروج منی نہ ہو۔ سینے سے رحم کی طرف اترنے کا اثر صرف یہ ہے کہ اس کی منی میں مرد کی طرح دفق نہیں ہوتا، اور عدمِ دفق کا اثر یہ ہے کہ بیرون فرج منی محسوس نہ ہونے کی دلالت عدم خروجِ منی پر ضعیف ٹھہری جیسا کہ کافی وشافی

ف: تطفل اٰخر علیہا۔

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۴

ویشفی وبہ وبالرقۃ وباشتمال فرجھا الخارج علی الرطوبۃ فارقت الرجل کما تقدم۔

طور پر ہم اس کی تقریر کر چکے — اور عورت کا حکم اسی عدمِ وثوق سے، اور منی کے رقیق ہونے سے، اور فرج خارج کی رطوبت پر مشتمل ہونے سے مرد کے برخلاف ہوا — جیسا کہ گزرا۔

ثم قال علی ان فی مسألتنا لم یعلم انفصال منیھا عن صدرھا وانما حصل ذٰلک فی النوم واکثر ما یری فی النوم لا تحقق لہ فکیف یجب علیھا الغسل[1] اھ۔

آگے فرماتے ہیں: علاوہ ازیں زیرِ بحث مسئلہ میں عورت کی منی کا سینے سے جدا ہونا معلوم نہ ہوا۔ یہ بات خواب میں حاصل ہوئی۔ اور خواب میں دیکھی جانے والی اکثر باتوں کا تحقق نہیں ہوتا تو اس پر غسل کیسے واجب ہوگا!

اقول ف قدمنا فی التنبیہ الثامن ان تلک الافعال المرئیۃ حلما وان لم تکن لھا حقیقۃ تؤثر علی الطبع کمثل الواقع منھا فی الخارج او ازید وقد جعل فی الغنیۃ نفس النوم مظنۃ الاحتلام قال "وکم من رؤیا لا یتذکرھا الرائی فلا یبعد انہ احتلم ونسیہ فیجب الغسل[2] اھ" ای فیما اذا رأی بللا وتیقن انہ مذی ولیس منیا ولم یتذکر الحلم

اقول ہم آٹھویں تنبیہ میں بتا چکے ہیں کہ خواب میں دیکھے جانے والے ان افعال کی اگرچہ کوئی حقیقت نہیں ہوتی لیکن طبیعت پر ویسے ہی اثر انداز ہوتے ہیں جیسے خارج میں ہونے والے یہ افعال، یا ان سے بھی زیادہ — اور خود غنیہ میں نیند کو مظنّۂ احتلام بتایا ہے اور لکھا ہے کہ: کتنے خواب ہیں جو دیکھنے والے کو یاد نہیں رہتے تو بعید نہیں کہ اس نے خواب دیکھا ہو اور بھول گیا ہو، تو اس پر غسل واجب ہے اھ یعنی اس صورت میں جب کہ اس نے تری دیکھی اور اسے یقین ہے کہ وہ مذی ہے، منی نہیں ہے اور خواب

ف: تطفل ثالث علیھا۔

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۵

[2] " " " " " " " " ص ۴۲ و ۴۳

10

فاذا کان ھذا فی عدم التذکر فکیف وقد تذکرت الاحتلام و تذکرت شیئا اٰخر فوقه وھو وجدان لذّة الانزال فلو اھمل ما یری فی النوم لضاع الفرق بالتذکر و عدمه مع اجماع ائمتنا علیه وبقیة الکلام یظھر مما قدمت و یأتی۔

اسے یاد نہیں — جب یہ حکم خواب یاد نہ ہونے کی صورت میں ہے تو اس صورت میں کیا ہوگا جب عورت کو خواب دیکھنا بھی یاد ہے اور اس سے زیادہ بھی یاد ہے وہ ہے لذّتِ انزال کا احساس، تو جو کچھ خواب میں نظر آتا ہے اگر سب مہمل ٹھہرایا جائے تو یاد ہونے نہ ہونے کا فرق بیکار ہوجائے حالاں کہ ہمارے ائمہ کا اس فرق پر اجماع ہے — اور باقی کلام اس سے ظاہر ہے جو گزر چکا اور جو آئندہ آئے گا۔

ثمّ قال نعم قال بعضھم لوکانت مستلقیة وقت الاحتلام یجب علیھا الغسل لاحتمال الخروج ثم العود فیجب الغسل احتیاطا وھو غیر بعید[1] الخ۔

آگے فرماتے ہیں، ہاں بعض نے کہا ہے کہ اگر وقتِ احتلام چت لیٹی ہوئی تھی تو اس پر غسل واجب ہے کیوں کہ ہوسکتا ہے منی نکلی ہو پھر لوٹ گئی ہو تو احتیاطًا غسل واجب ہوگا۔ اور وہ بعید نہیں الخ۔

اقول مثل[ف] الکلام من شان ھذا المحقق بعید فانه اذا جعل مایری فی النوم لاحقیقة له وجعلھا مع تذکرھا الاحتلام ووجدانھا لذة الانزال غیر عالمة بالخروج وصرح انھا لم تر ولا علمت وان الحدیث

اقول اس طرح کی بات صاحبِ غنیہ جیسے محقق کی شان سے بعید ہے۔ اس لئے کہ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ خواب میں جو کچھ نظر آئے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اور عورت کو احتلام یاد ہونے اور لذّتِ انزال کا احساس کرنے کے باوجود خروجِ منی سے بے خبر قرار دیتے ہیں اور تصریح کرتے ہیں کہ اس نے نہ دیکھا نہ جانا اور حدیث

ف: تطفل رابع علیھا۔

[1] غنیة المستملی شرح منیة المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۵

ناطق بتعلیق الغسل علی رؤیتھا الماء بصرا او علما فمع انتفائھا مطلقا کیف یجب علیھا الغسل بمجرد کونھا علی قفاھا ابرؤیا حلم لاحقیقۃ لھا وقد قلتم ان لادلیل علیہ فلا یقبل والعود انما یکون بعد الخروج وھٰھنا نفس الخروج غیر متحقق فما معنی احتمال العود فالحق ان استقرا بہ ھذا الکلام عود منہ الی قبول المرام۔

نے نظر سے دیکھنے یا علم ویقین حاصل ہونے سے غسل کو مشروط رکھا ہے ــــ دوسری طرف ان ساری باتوں کے نہ ہونے کے باوجود عورت پر صرف اس وجہ سے غسل واجب مانتے ہیں کہ وہ چت لیٹی ہوئی تھی ــــ کیا یہ وجوب خواب کے مشاہدہ کی وجہ سے ہوا جس کی کوئی حقیقت نہیں اور جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس پر کوئی دلیل نہیں اس لئے قابلِ قبول نہیں۔ اور لوٹنا، عَود کرنا تو خروج کے بعد ہی ہوگا ــــ یہاں خروج ہی متحقق نہیں ــــ تو احتمالِ عَود کا کیا معنی؟ ــــ حق یہ ہے کہ محقق حلبی کا اس کلام کے قریب جانا، قبول مقصود کی طرف عَود فرمانا ہے۔

ثم ان القائل بھٰذا الشرط اعنی الاستلقاء الامام ابوالفضل مجد الدین فی الاختیار شرح متنہ المختار و لفظہ کما فی الحلیۃ المرأۃ اذا احتلمت ولم تربللا ان استیقظت وھی علی قفاھا یجب الغسل لاحتمال خروجہ ثم عودہ لان الظاھر فی الاحتلام الخروج بخلاف الرجل فانہ لایعود لضیق المحل وان استیقظت وھی علی جھۃ اخرٰی لایجب اھ۔

پھر اس شرط یعنی چت لیٹنے کی شرط کے قائل امام ابوالفضل مجدالدین ہیں جنھوں نے اپنے متن "مختار" کی شرح "اختیار" میں اسے لکھا ہے ــــ حلیہ کی نقل کے مطابق ان کے الفاظ یہ ہیں: عورت کو جب احتلام ہوا اور تری نہ دیکھے، اگر وہ اس حالت میں بیدار ہوئی کہ چت لیٹی ہوئی تھی تو غسل واجب ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ منی نکلی ہو پھر لوٹ گئی ہو، کیوں کہ احتلام میں ظاہر یہی ہے کہ منی نکلی ہو۔ مرد کا حال ایسا نہیں کہ جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے اس کی منی عَود نہ کرسکے گی۔ اور اگر عورت کسی دوسری جہت پر بیدار ہوئی تو غسل واجب نہیں اھ۔

[1] الاختیار لتعلیل المختار کتاب الطہارۃ فصل فرض الغسل الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳

اقول فانظر کیف بنی الامر[ف۱] علی ان الظاھر فی الاحتلام الخروج فقد جعلہ معلوما بحسب الظاھر ولوکان الامر کما قال فی الغنیۃ ان لم تر ولاعلمت لم یکن معنی لایجاب الغسل وافادان عدم الوجدان بعد التیقظ لایعارض ھذا الظن اذا کانت مستلقیۃ لاحتمال العود۔

ثم **اقول** بل ھو بعید[ف۲] اوّلا لانہ ذھب عنہ ان نفس کون منیھا غیر بین الدفق رقیقا قابلا للامتزاج برطوبۃ الفرج الخارج کاف فی دفع ھذہ المعارضۃ کما بینا بتوفیق اللہ تعالٰی۔

و **ثانیًا** اذا لم[ف۳] ینظر الی ذٰلک فلقائل ان یقول احتمال العود بعد الخروج احتمال من غیر دلیل فلایعتبر واستلقاؤھا لیس علۃ العود ولاظنا بل ان کان فرفع مانع وعدم المانع لیس من الدلیل

اقول تو دیکھئے انھوں نے کیسے بنائے کار اس پر رکھی کہ احتلام میں ظاہر یہی ہے کہ منی نکلی ہو۔ انھوں نے بطور ظاہر اسے معلوم قرار دیا ــــ اور اگر وہ بات نہ ہوتی جو غنیہ میں ہے کہ "اس نے نہ دیکھا نہ اسے علم ہوا" تو غسل واجب کرنے کا کوئی معنی ہی نہ تھا اور یہ افادہ کیا کہ بیدار ہونے کے بعد تری نہ پانا اس گمان خروج کے معارض نہیں جب کہ وہ چت لیٹی ہوئی ہے اس لئے کہ ہوسکتا ہے عَود کر گئی ہو۔

اقول بلکہ یہ بعید ہے ــــ **اوّلاً** اس لئے کہ ــــ انھیں خیال نہ رہا کہ ــــ تری نہ پانے کے معارضہ کو دفع کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ عورت کی منی میں دفق نمایاں نہیں ہوتا ساتھ ہی وہ رقیق اور اس قابل ہوتی ہے کہ فرج خارج کی رطوبت سے مختلط ہوجائے جیسا کہ بتوفیقہ تعالٰی ہم نے بیان کیا۔

ثانیًا اگر یہ نظر انداز ہو تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ احتمالِ عَود، بعدِ خروج ایک بے دلیل احتمال ہے اس لئے لائقِ اعتبار نہیں، اور چت لیٹنا عَود کی علت نہیں ــــ ظنّاً بھی نہیں ــــ بلکہ اگر ہے تو صرف اتنا کہ رفع مانع ہے اور عدمِ مانع ہرگز کوئی دلیل نہیں جیسا کہ

ف۱: تطفل خامس علیھا۔

ف۲: تطفل علی الاختیار شرح المختار۔

ف۳: تطفل اٰخر علیہ۔

فی شئ کما تقرر فی الاصول۔

وثالثا [1] المانع وھو ضیق المحل انما یتحقق فی الاضطجاع لالتقاء الالیتین وانسداد المسلک اما الانبطاح فکالاستلقاء فی اتساع المحل فلم خص الحکم بالاستلقاء فان اعتل بانھا ان کانت منبطحۃ وخرج المنی یسقط علی الفراش فلا یعود قلت ان ارید الخروج من الفرج الخارج ففی الاستلقاء ایضا اذا خرج منہ نزل الی الیتیھا فلا یعود وان ارید الخروج من الفرج الداخل مع البقاء فی الفرج الخارج فالاستلقاء کالانبطاح فی جواز العود۔

ورابعا [2] سندکرانفا فی تجویز العود ما لایبقی للفرق مساغا۔

وخامسا [3] بل یجوز ان تکون مضطجعۃ وقد وضعت بین

اصول میں طے شدہ ہے۔

ثالثاً مانع — مقام کا تنگ ہونا۔ صرف اضطجاع میں متحقق ہوگا کیوں کہ دونوں کنارے مل جائیں گے اور گزرگاہ بند ہوجائے گی لیکن منہ کے بل لیٹنا کشادگی مقام میں چت لیٹنے ہی کی طرح ہے تو استلقاء (چت لیٹنے) سے حکم کی تخصیص کیوں ؟ اگر یہ علت بتائی جائے کہ منہ کے بل ہونے کی صورت ہو اور منی نکلے تو بستر پر گرجائے گی، عَود نہ کرسکے گی۔ قلت (میں کہوں گا) اگر فرجِ خارج سے نکلنا مراد ہے تو استلقا کی صورت میں بھی جب اس سے باہر آئے گی تو سرینوں کی طرف ڈھلک آئے گی، عود نہ کرسکے گی — اور اگر فرج خارج میں باقی رہنے کے ساتھ فرج داخل سے نکلنا مراد ہے تو امکانِ عود میں صرف استلقا، مُنہ کے بل لیٹنے ہی کی طرح ہے۔

رابعاً امکان عود کے بارے میں ہم ابھی وہ ذکر کریں گے جس کے بعد فرق کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

خامساً بلکہ ہوسکتا ہے کہ اضطجاع کی حالت ہو اور رانوں کے درمیان موٹا سا تکیہ

---

[1]: تطفل ثالث علیہ۔
[2]: تطفل رابع علیہ۔
[3]: تطفل خامس علیہ۔

فخذیها وسادة ضخمة فیبقی الفرج متسعا کالاستلقاء او افرج۔

وسادسا[ف۱] ان استلقت وقد التفت الساق بالساق لا یکون للاستلقاء فضل علی الاضطجاع فی باب الاتساع فالقصر علیه منقوض طردا وعکسا وله صور اخری لا تخفی۔

الاان یقال ذکر الاستلقاء ونبه به علی صور اتساع الفرج فیشمل الانبطاح والاضطجاع المذکور والمراد بجهة اخری جهة التقاء الشفرین ولو فی الاستلقاء علی الوجه المزبور۔

ثم الصواب[ف۲] ما عبر به فی الاختیار من ان تجد نفسها مستلقیة اذا تیقظت ولاحاجة الی ان تعلم استلقاءها حین احتلمت کما وقع فی الغنیة۔

ثم اخذ المحقق الحلبی یرد ما اختار فی الاختیار فقال "الا من حیث ان ماءها اذا لم ینزل دفقا بل

رکھ لیا ہو تو شرمگاہ حالت استلقا کی طرح یا اس سے زیادہ کشادہ رہ جائے گی۔

سادساً اگر حالتِ استلقاء میں ران، ران سے لپٹی ہوئی ہو تو کشادگی کے معاملے میں استلقا کو اضطجاع پر کوئی زیادتی حاصل نہ ہوگی تو اس پر اقتصار جمعاً اور منعاً کسی طرح درست نہیں رہ جاتا ــــ اس کی اور بھی صورتیں ہیں جو مخفی نہ ہوں گی۔

مگر جواباً یہ کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے استلقا کو ذکر کرکے اس سے کشادگی کی صورتوں پر تنبیہ کردی ہے لہذا منہ کے بل لیٹنے اور مذکورہ صورت پر کروٹ لینے کو بھی شامل ہے ــــ اور کسی دوسری جہت سے ان کی مراد یہ ہے کہ دونوں کنارے باہم ملے ہوئے ہوں اگرچہ یہ ملنا مذکورہ صورتِ استلقا ہی میں ہو۔

پھر صحیح تعبیر وہ ہے جو "اختیار" میں آئی کہ بیدار ہونے کے وقت اپنے کو چت لیٹی ہوئی پائے۔ اور اس کی ضرورت نہیں کہ اسے وقتِ احتلام اپنے چت ہونے کا علم ہو ــــ جیسا کہ غنیہ میں تعبیر کی۔

اس کے بعد محقق حلبی نے اس کی تردید شروع کی جسے "اختیار" میں اختیار کیا۔ کہتے ہیں : مگر یہ ہے کہ جب اس کا پانی بطور دفق نہیں اترتا بلکہ

ف۱ : تطفل سادس علیه۔

ف۲ : تطفل سادس علی الغنیة۔

سیلانا یلزم اما عدم الخروج ان لم یکن الفرج فی صبب او عدم العود ان کان فی صبب فلیتامل[1] اھ۔

اقول (ف۱) کلا اللازمین منتف اما الاول فلما حققنا ان منیہا لایخلو عن دفق وان لم یکن کدفق الرجل فلا نسلم لزوم عدم الخروج اذا لم یکن الفرج فی صبب الا تری انہن ربما یوطأن بوضع وسادۃ تحت اعجازھن فیکون الفرج مرتفعا ومع ذلک یرمین بمائہن بل وبماء الرجل ایضا و (ف۲) اما الثانی فلان للرحم قوۃ جاذبۃ شدیدۃ الجذب فربما یجوز ان یخرج المنی من الفرج الداخل ویکون فی الفرج الخارج وتھیج جاذبۃ الرحم فتجذبہ من الفرج الخارج وان کان الفرج فی صبب بل یجوز ان یجوز المنی الفرج الخارج ایضا ثم یعود بجذب الرحم۔

بہاؤ کے طور پر اترتا ہے۔ تو دو باتوں میں سے ایک لازم ہے۔ اگر فرج بہاؤ کی جانب میں نہ ہو تو عدم خروج لازم ہے اور اگر بہاؤ کی جانب میں ہو تو عدمِ عَود لازم ہے۔ تو اس پر تامل کی ضرورت ہے اھ۔

اقول دو باتوں میں سے ایک بھی لازم نہیں ___ اوّل اس لئے کہ ہم تحقیق کرچکے کہ عورت کی منی دفق سے خالی نہیں ہوتی اگرچہ وہ مرد کے دفق کی طرح نہ ہو تو ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ جب شرمگاہ بہاؤ کی جانب میں نہ ہو تو عدم خروج لازم ہے ___ کیا معلوم نہیں کہ عورتوں سے وطی یُوں بھی ہوتی ہے کہ ان کے سرینوں کے نیچے تکیہ رکھ دیتے ہیں جس سے شرمگاہ اونچائی پر ہوجاتی ہے اس کے باوجود اس سے پانی باہر آتا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس سے مرد کا پانی بھی باہر آتا ہے ___ دوم اس لئے کہ رحم میں جذب کی شدید قوت ہوتی ہے۔ تو بعض اوقات ہوسکتا ہے کہ منی فرجِ داخل سے نکل کر فرج خارج میں ہو اور رحم کی قوتِ جاذبہ ابھر کر اسے فرج خارج سے جذب کرلے اگرچہ فرج بہاؤ کی جانب میں ہی ہو۔ بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ منی فرج خارج سے بھی تجاوز کرجائے پھر بھی کششِ رحم سے عَود کر آئے۔

ف۱: تطفل سابع علیہا۔

ف۲: تطفل ثامن علیہا۔

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۵

الا ترى الى ما نصوا علیه ان لو جومعت فیما دون الفرج فسبق الماء الی فرجها او جومعت البکر لاغسل علیها لفقد السبب وھو الانزال او مواراۃ الحشفۃ حتی لو حبلت کان علیها الغسل لانها لاتحبل الا اذا انزلت والمسألۃ فی الخانیۃ والخلاصۃ و الوجیز والکبری وخزانۃ المفتین والفتح والبحر والغنیۃ وغیرھا[1] فقد جوزوا حتی فی البکر ان یقع الماء خارج فرجها

دیکھئے فقہا تصریح فرماتے ہیں کہ اگر عورت سے قریب فرج جماع کیا پھر منی اس کی شرمگاہ میں چلی گئی، یا کنواری سے جماع کیا اور اس کی بکارت زائل نہ ہوئی، تو ان صورتوں میں عورت پر غسل نہیں اس لئے کہ غسل کا سبب ـ انزالِ زن یا دخولِ حشفہ ـ نہ پایا گیا۔ یہاں تک کہ اگر اسے حمل ٹھہر جائے تو اس پر غسل ہوگا اس لئے کہ یہ اس کا ثبوت ہے کہ عورت کو بھی انزال ہوا تھا کیوں کہ اس کے انزال کے بغیر استقرارِ حمل نہیں ہوسکتا ـ یہ مسئلہ خانیہ، خلاصہ، وجیز، کبری، خزانۃ المفتین، فتح القدیر، البحرالرائق، غنیہ وغیرہا میں مذکور ہے ـ تو انھوں نے اس کا جواز مانا ہے ـ یہاں تک کہ کنواری میں بھی کہ

ف: مسئلہ عورت کی ران پر جماع کیا اور منی اس کی فرج میں چلی گئی، یا کنواری کی فرج میں جماع کیا اور اس کی بکارت زائل نہ ہوئی تو ان دونوں صورتوں میں عورت پر غسل نہ ہوگا کہ نہ اس کا انزال ثابت ہوا نہ اس کی فرج داخل میں حشفہ غائب ہوا، ورنہ بکارت جاتی رہتی۔ ہاں ان جماعوں سے اگر عورت کو حمل رہ گیا تو اب اس پر اسی وقت جماع سے غسل واجب ہونے کا حکم دیں گے اور آج تک جتنی نمازیں قبلِ غسل پڑھی ہیں سب پھیرے کہ حمل رہ جانے سے ثابت ہوا کہ عورت کو خود بھی انزال ہوگیا تھا ورنہ حمل نہ رہتا۔

---

[1] فتاوی قاضی خاں | کتاب الطہارۃ | فصل فیما یوجب الاغتسال | نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱
خلاصۃ الفتاوی | الفصل الثانی فی الغسل | مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۳
الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۱۱
فتح القدیر | کتاب الطہارۃ | فصل فی الغسل | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۵
البحرالرائق | " | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۷

الخارج ثم ینجذب فیدخل فی الرحم۔

منی اس کی فرج خارج سے باہر واقع ہو پھر جذب وکشش پاکر رحم میں چلی جائے۔

قال فی الغنیة بعد ذکر ھذہ المسئلة الاخیرة "لا شك انه مبنی علی وجوب الغسل منها بمجرد انفصاله منها الی رحمها وھو خلاف الاصح الذی ھو ظاھر الروایة قال فی التاترخانیة و فی ظاھر الروایة یشترط الخروج من الفرج الداخل الی الفرج الخارج و فی النصاب و ھو الاصح اھ[1] ــــ وقد تواردہ علیه العلامة الشامی فی المنحة فقال "اقول لا یخفی ان الحبل یتوقف علی انفصال الماء عن مقرہ لا علی خروجه فالظاھر ان وجوب الغسل مبنی علی الروایة السابقة عن محمد تأمل اھ[2]"

غنیہ میں یہ آخری مسئلہ ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ: اس میں شک نہیں کہ یہ حکم اس پر مبنی ہے کہ عورت پر صرف اس سے کہ اس کی منی جدا ہوکر رحم میں چلی جائے غسل واجب ہے، اور یہ اصح، ظاہر الروایہ کے خلاف ہے ـــ تاتارخانیہ میں ہے کہ ظاہر الروایہ میں، فرج داخل سے نکل کر فرج خارج کی طرف آنا شرط ہے ـــ اور نصاب میں ہے کہ: یہی اصح ہے اھ ـــ اس بات پر صاحب غنیہ سے علامہ شامی کا بھی توارد ہوا ہے، وہ منحۃ الخالق میں لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں، مخفی نہیں کہ استقرارِ حمل صرف اس پر موقوف ہے کہ منی اپنی جگہ سے جدا ہوجائے، وہ منی کے باہر آنے پر موقوف نہیں ـــ تو ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں وجوبِ غسل کا حکم اس روایت پر مبنی ہے جو امام محمد سے ماسبق میں نقل ہوئی ـــ تامل کرو اھ۔

ثم رأی الحلبی صرح به فی الغنیة فحمد اللہ تعالٰی علیه وقد تبعه ایضا فی الدر اذ نقل عنه ما فی شرحه الصغیر ان "فیه نظر لان خروج

یہ لکھنے کے بعد علامہ شامی نے غنیہ میں دیکھا کہ محقق حلبی نے اس کی تصریح کی ہے ـ تو اس پر خدا کا شکر ادا کیا ـــ حلبی کا اتباع درمختار میں بھی ہے ـــ کیونکہ اس میں ان کی شرح صغیر کا کلام نقل کیا ہے کہ یہ محلِ نظر ہے اس لئے کہ عورت

---

[1] غنیۃ المستملی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۵ و ۴۶

[2] منحۃ الخالق علی البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۵۷

منیھا من فرجھا الداخل شرط لوجوب الغسل علی المفتی بہ ولم یوجد[1] اھ فبزیادۃ قولہ علی المفتی بہ اشار الی ابتنائہ علی روایۃ محمد۔

اقول وھذا[ف] ما شبہ علی بعض الانظار فزعمت ان الروایۃ النادرۃ لاتشترط الخروج وقد ازالھا المحقق و بیناہ بما یکفی ویشفی فلاوجہ لھذا الحمل، اما ما یذکر عن المنصوریۃ انہ اعتبر فی منیھا الخروج الی فرجھا الخارج عند الفقیہ ابی جعفر والی فرجھا الداخل عند الامامین الحلوانی والسرخسی علی ما نقل عنھا البرجندی[2] **فاقول** متوغل فی الاغراب مثل ذلک الکتاب الاتری ان الامام الحلوانی ھو القائل لتلک الروایۃ عن محمد لایؤخذ بھذہ الروایۃ فان النساء یقلن ان متی

کی منی کا فرج داخل سے باہر آنا وجوب غسل کے لئے مفتی بہ قول پر شرط ہے، اور یہ شرط نہ پائی گئی اھ۔ تو "مفتی بہ قول پر" کا اضافہ کرکے اس طرف اشارہ کیا کہ یہ امام محمد کی روایت پر مبنی ہے۔

اقول یہ ان بعض نظروں کا اشتباہ ہے جس کے سبب انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ روایت نادرہ میں خروج کی شرط نہیں اور محقق علی الاطلاق نے اس شبہہ کا ازالہ فرمایا ہے اور ہم اسے کافی وشافی طور پر بیان کر آئے ہیں ۔۔ تو اس روایت پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں ۔۔ لیکن وہ جو منصوریہ کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ فقیہ ابو جعفر کے نزدیک عورت کی منی میں فرج خارج کی طرف نکلنے کا اعتبار ہے اور امام حلوانی و امام سرخسی کے نزدیک صرف فرج داخل کی طرف نکلنے کا اعتبار ہے ۔۔ جیسا کہ برجندی میں منصوریہ سے نقل کیا ہے ۔۔ **فاقول** اس کتاب کی طرح ان دونوں اماموں کی طرف یہ انتساب بھی انتہائی غریب ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ امام حلوانی ہی نے تو امام محمد کی اس روایت نادرہ سے متعلق فرمایا کہ یہ روایت نہ لی جائے گی، اس لئے کہ عورتیں

ف: تطفل علی الغنیۃ والدر والمنحۃ۔

---

[1] الدر المختار   کتاب الطہارۃ   مطبع مجتبائی دہلی   ۱/ ۳۲
[2] شرح مختصر الوقایۃ للبرجندی   "   نولکشور لکھنؤ   ۱/ ۳۰

المرأة یخرج من الداخل کمنی الرجل فھوجواب ظاھر الروایة کما فی الحلیة عن الذخیرة عنه رحمه اللہ تعالٰی فکیف ینسب الیه ھذا۔

بتاتی ہیں کہ عورت کی منی مرد کی منی کی طرح فرج داخل سے باہر آتی ہے اور یہی ظاہر الروایہ کا حکم ہے، جیسا کہ حلیہ میں ذخیرہ سے، اس میں امام حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل ہے تو ان کی جانب یہ انتساب کیسے ہوسکتا ہے؟

فان قلت ففرع الحبل مامعناہ **قلت** معناہ ظاھر ان شاء اللہ تعالٰی فان بالحبل ثبت انزالھا والغالب فی الانزال الخروج والغالب کالمحقق فی الفقه فلاینافیه نفی التوقف علی الخروج بمعنی لولاہ لم یکن۔

اگر دریافت کرو کہ پھر استقرارِ حمل سے متعلق جو جزئیہ ہے اس کا مطلب کیا ہے؟— **میں کہوں گا** اس کا مطلب واضح ہے— ان شاء اللہ تعالٰی — اس لئے کہ حمل سے عورت کو انزال ہونا ثابت ہوجاتا ہے— اور انزال میں غالب یہی ہے کہ منی باہر آتی ہے— اور غالب فقہ میں متحقق کا حکم رکھتا ہے— تو یہ بات اس کے منافی نہیں کہ حمل خروج منی پر موقوف نہیں بایں معنی کہ اگر خروج نہ ہو تو حمل ہی نہ ہو۔

فان قلت بل الحبل دلیل عدم الخروج لاجل الانعقاد الاتری انھن حین یحبلن یمسکن ماء الرجل فلا یرمین منه الاشیاء قلیلا **قلت** الانزال یقتضی الخروج والانعقاد یکون بجزء من الماء لابکله الاتری انھن حین یحبلن یرمین بشیئ من ماء الرجل ایضا ولایمسکن منه الاجزء قدراللہ

اگر یہ کہو کہ نہیں بلکہ حمل تو عدم خروج کی دلیل ہے اس لئے کہ استقرار ہوچکا ہے۔ معلوم ہے کہ عورتوں کو جب حمل ٹھہرتا ہے تو وہ مرد کا پانی بھی روک لیتی ہیں، اس میں سے بہت قلیل باہر گرتا ہے— **میں کہوں گا** انزال کا تقاضا یہ ہے کہ خروجِ منی ہو۔ اور استقرار تو آب منی کے ایک جُز سے ہوتا ہے کُل سے نہیں۔ معلوم ہے کہ جب انھیں حمل ہوتا ہے تو مرد کا کچھ پانی ان سے باہر آگرتا ہے— اور اس میں سے صرف وہی جُز

ف: تطفل اٰخر علیھم۔

تعالٰی ان یکون منه الزرع بل قد لایرمین به الاحین ینزلن تبعا لمائهن، وبالجملة دلالة الانزال علی خروج البعض لایعارضها دلالة الحبل علی امساك البعض هذا ما ظهرلی۔

رکتا ہے جس سے نسل کا وجود خدا تعالٰی نے مقدر فرمایا ہے ــــ بلکہ ایسا بھی ہے کہ مرد کا پانی بھی اسی وقت گرتا ہے جب ان کے انزال کے ساتھ ان کا پانی بھی گرتا ہے ـــ مختصر یہ کہ انزال بعض حصہ منی کے باہر آنے کی دلیل ہے دونوں میں کوئی تعارض نہیں ـــ یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا۔

ثم رأیت العلامة ط رحمه الله تعالٰی جنح الٰی بعض ما ذکرته فقال" قلت والنظر لایتم الا اذا کانت البکارة تمنع خروج المنی والامر بخلاف ذٰلك لخروج الحیض من ذٰلك المحل فلما کان الغالب فی تلك الحالة النزول خصوصا وقد ظهر الحبل وھو اکبر دلیل علیه اعتبروه واقاموا اللازم مقام الملزوم ومن یعرف مواقع الفقه لایستبعد ذٰلك[1] اھ"

پھر میں نے دیکھا کہ میری مذکورہ کچھ باتوں کی طرف علامہ طحطاوی رحمہ اللہ تعالٰی کا بھی رجحان ہے وہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ نظر (جو درمختار میں منقول ہے ۱۲م) اسی صورت میں تام ہوسکتی ہے جب بکارت خروج سے مانع ہو اور معاملہ اس کے برخلاف ہے اس لئے کہ خونِ حیض بھی اسی جگہ سے باہر آتا ہے۔ تو اس حالت میں چوں کہ غالب منی کا اترنا ہے ـــ خصوصًا جب کہ حمل ظاہر ہوچکا اور یہ اس کی بڑی دلیل ہے، اس لئے اس کا اعتبار کرلیا گیا اور لازم کو ملزوم کے قائم مقام قرار دیا گیا ـــ اور جو فقہ کے مقامات سے آشنا ہے وہ اسے بعید نہ جانے گا اھ۔

فقد افاد واجاد علیه رحمة الجواد۔

ان الفاظ سے انھوں نے افادہ کیا اور خوب افادہ فرمایا، ربِ جواد کی ان پر رحمت ہو ـــ

اقول غیران فی قوله خصوصا

اقول مگر یہ ہے کہ ان کا لفظ "خصوصًا" نمایاں

ف: معروضة علی العلامة ط۔

---

[1] حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطهارة المکتبة العربیة کوئٹہ ۱/ ۹۵

حزازة ظاهرة لان الكلام هٰهنا فی اغلبية الخروج عند الانزال و لا مزية فيه لصورة الحبل بل المزية لصورة عدمه لما قدمت من وجوب الامساك فی الحبل للانعقاد۔

ثم المستفاد من كلامه ان مراده اغلبية الانزال فی حالة الجماع وعليه يستقيم قوله خصوصا فان دلالة الحبل علی الانزال اظهر وازهر ولكن لوكان الاغلب انزالها بالجماع لوجب الحكم عليها بالغسل وان لم يظهر الحبل لان الغالب كالمتحقق بل الاغلب فی النساء عدم الانزال بكل جماع الا احيانا كما صرح به اهل المعرفة بهٰذا الشان حتی قالوا لو انها كلما جومعت انزلت لهلكت سريعا هٰذا الكلام مع الغنية۔

اما الحلية فنقل فيها كلام المحقق ثم نازعه بقوله دعوی وجود المنی منها شرعا فيمن احتلمت ثم استيقظت و تذكرت

طور پر کھٹک رہا ہے اس لئے کہ یہاں وقت انزال خروج منی کے اکثر ہونے سے متعلق گفتگو ہے اور اس میں صورت حمل کو کوئی خصوصیت نہیں، بلکہ خصوصیت عدم حمل کو ہے کیوں کہ ابھی بیان ہوا کہ حمل میں بوجہ استقرار (کچھ پانی) روک لینا ضروری ہے۔

پھر ان کے کلام سے مستفاد یہ ہے کہ ان کی مراد حالتِ جماع میں اکثریت انزال ہے اِسی مراد پر ان کا لفظ "خصوصًا" ٹھیک بیٹھ سکتا ہے کیونکہ انزال پر حمل کی دلالت بہت واضح وروشن ہے لیکن جماع سے اگر اسے انزال ہوجانا اکثر وغالب ہوتا تو حمل ظاہر نہ ہوتے ہوئے بھی (مسئلہ مذکورہ میں) اس پر غسل کا حکم کرنا لازم ہوتا۔ اس لئے کہ غالب واکثر، متحقق کا حکم رکھتا ہے ــــ بلکہ عورتوں میں اکثر وغالب یہی ہے کہ ہر جماع سے انھیں انزال نہ ہو مگر بعض اوقات میں ــــ جیساکہ اس امر کی معرفت رکھنے والوں کی تصریح موجود ہے بلکہ انھوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اگر ہر جماع کے ساتھ اسے انزال ہو تو جلد ہی ہلاک ہوجائے۔ یہ کلام غنیہ پر ہوا۔

لیکن حلیہ تو اس میں محقق علی الاطلاق کا کلام نقل کرنے کے بعد ان الفاظ میں اس سے نزاع کیا ہے: وہ عورت جسے احتلام ہُوا، پھر بیدار ہوئی اور خواب میں

ف: معروضة اخرٰی عليه۔

لذة انزال مناما ولم تجد بللا لمساولا رؤية ممنوعة لان ماتيقن وقوعه فی نفس الامر فی النوم انما یکون محقق الوجود شرعا اذا وجد فی الیقظة ما یشهد بذلك ولیس الشاهد لتحقق وجود المنی منها مناما الا علمها بوجوده فی الفرج الخارج یقظة بلمس او بصر فاذا افتقد فقد ظهر عدم وجوده وان المرئی لها فی المنام کان خیالا و هذه الصورة فیما یظهر هی محل الخلاف فظاهر الروایة لایجب الغسل وعن محمد نعم ولاشك فی ضعفها کیف لاوهی مخالفة لظاهر النص وکذا القیاس الصحیح علی امثال ذلك من البول والحیض ونحوهما فان الشارع لم یعتبر هذه الاشیاء موجودة الا اذا برزت من الفرج الداخل الی الفرج الخارج کذا هذا[1] اھ۔

انزال کی لذت اسے یاد ہے مگر اسے چھونے یا دیکھنے سے کوئی تری نہ ملی اس عورت سے متعلق یہ دعوٰی کہ شرعًا اس کی منی پائی گئی، قابلِ تسلیم نہیں۔ اس لئے کہ خواب میں واقعی طور پر جس بات کا واقع ہونا یاد آتا ہے شرعًا اس کا وجود اسی وقت ثابت ہوگا جب بیداری میں اس کا کوئی شاہد مل جائے ــــ اور خواب میں اس سے منی پائے جانے کے تحقق پر شاہد یہی ہے کہ بیداری میں چھونے یا دیکھنے سے اس کو فرج خارج میں وجود منی کا علم ہو جب یہ شاہد موجود نہیں تو ظاہر ہوگیا کہ منی پائی نہ گئی اور جو کچھ اس نے خواب میں دیکھا وہ محض ایک خیال تھا ــــ اور ظاہر یہی ہے کہ یہی صورت محلِ اختلاف ہے اسی سے متعلق ظاہر الروایہ میں ہے کہ غسل واجب نہیں، اور امام محمد سے ایک روایت ہے کہ واجب ہے، اور اس روایت کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں، اور ضعیف کیوں نہ ہو جب کہ وہ ظاہر نص کے مخالف ہے۔ اسی طرح اس کے مثل پیشاب حیض وغیرہ پر قیاس صحیح کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ شارع نے ان چیزوں کا وجود اسی وقت مانا ہے جب یہ فرج داخل سے نکل کر فرج خارج میں ظاہر ہوں۔ تو یہی حکم منی کا بھی ہوگا اھ۔

اقول والجواب[ف] ماذنالك

اقول اس کا جواب وہی ہے جو ہم

ف: تطفل علی الحلیة۔

[1] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

مرادان تذکر الاحتلام دلیل اعتبرہ الشرع لاسیما مع تذکر لذۃ الانزال ومن ثم نشأ الفرق بین الاحکام فی التذکر وعدمہ فلو لم یکن دلیلا علی نزول المنی کان احتمال المنی احتمالا علی احتمال فی من تذکر ورأی بللا یعلم انہ لیس منیا بل ولا یعلم ایضا انھا بلۃ ناشئۃ عن شھوۃ انما یسوغہ لترددھا بین مذی وودی ومعلوم ان الاحتمال علی الاحتمال لایعبؤ بہ فکان کمن رأھا ولم یتذکر مع اجماعھم علی الفرق بینھما فما ھو الا لان التذکر دلیل خروج المنی فترقی بہ عن الاحتمال علی الاحتمال الی الاحتمال فوجب احتیاطا لان الاحتمال معتبر فی محل الاحتیاط۔

نے بار بار بتایا کہ احتلام یاد ہونا ایک ایسی دلیل ہے جس کا شریعت نے اعتبار کیا ہے خصوصاً جب کہ لذتِ انزال بھی یاد ہو — یہیں سے تو یاد ہونے اور نہ ہونے میں احکام کا فرق رُونما ہوا۔ اگر یہ نزولِ منی کی دلیل نہ ہوتا تو منی کا احتمال احتمال دراحتمال ہوتا اس شخص کے بارے میں جسے احتلام یاد ہے اور بیداری میں اس نے ایسی تری دیکھی جسے وہ جانتا ہے کہ منی نہیں بلکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ یہ کوئی ایسی تری ہے جو شہوت سے نکلی ہے۔ اس کا صرف امکان مانتا ہے اس لئے کہ اس میں مذی اور وَدی کے درمیان تردد ہے۔ اور معلوم ہے کہ احتمال دراحتمال کا کوئی اعتبار نہیں تو یہ شخص اسی کی طرح ہوا جس نے تری دیکھی اور اسے احتلام یاد نہیں، حالانکہ دونوں کے درمیان تفریق پر ہمارے ائمہ کا اجماع ہے اس کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ احتلام یاد ہونا خروجِ منی کی دلیل ہے اسی وجہ سے وہ احتمال دراحتمال سے ترقی کرکے احتمال کے درجہ تک آگیا — تو احتیاط واجب ہوئی اس لئے کہ مقامِ احتیاط میں احتمال معتبر ہے۔

قولکم انما یکون محقق الوجود شرعا[1] الخ اقول ما قام علیہ

صاحبِ حلیہ: شرعاً اس کا وجود اسی وقت ثابت ہوگا الخ **اقول** جس امر پر دلیل

ف: تطفل اٰخر علیھا۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

دلیل شرعی فقد تحقق وجودہ شرعا ولا یحتاج الی شاھد من لمس او بصر الا تری ان المولج المکسل قام فیہ الدلیل الشرعی علی انزالہ فاعتبر موجودا شرعا مع عدم شہادۃ لمس ولا بصر نعم یحتاج الحکم بالدلیل الی عدم المعارض وعدم وجدان الرجل المحتلم معارض لدلالۃ التذکر بخلاف المرأۃ کما بینا نعم دلالۃ الایلاج یقظۃ اعظم واقوی من دلالۃ الاحتلام فلم یقم لھا ھذا المعارض لاحتمالات بعیدۃ لم تکن تحمل لولا غایۃ ما فی ھذا الدلیل من عظم القوۃ بخلاف تذکر الحلم۔

شرعی قائم ہوگئی، شرعاً اس کا وجود ثابت ہوگیا اور چھُونے، دیکھنے جیسے شاہد کی حاجت نہ رہی۔ کیا معلوم نہیں کہ ادخالِ حشفہ والے شخص کے بارے میں انزال پر دلیلِ شرعی قائم ہوگئی تو انزال کو شرعاً موجود مان لیا گیا باوجودے کہ دیکھنے چھُونے کی کوئی شہادت نہیں ___ ہاں دلیل پر حکم کرنے میں اس کی ضرورت ہے کہ اس کا کوئی معارض نہ ہو ___ اور جس مرد نے خواب دیکھا اور احتلام اسے یاد ہے مگر اس نے کوئی تری نہ پائی تو اس کے یاد ہونے کا اعتبار نہ ہوا ___ اس لئے کہ تری نہ پانا، دلیلِ تذکر (یاد ہونا) کے معارض ہے ___ اور عورت کی یہ حالت نہیں جیسا کہم نے بیان کیا ___ ہاں بیداری میں ادخال کی دلالت، خواب یاد ہونے کی دلالت سے زیادہ عظیم اور قوی ہے اس لئے یہ معارض (تری نہ پانا) اس کے سامنے نہ ٹھہر سکا ایسے بعید احتمالات کی وجہ سے جو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اگر اس دلیل میں انتہائی قوت نہ ہوتی اور خواب یاد ہونے کی دلیل ایسی قوی نہیں۔

قولکم مخالفۃ لظاھر النص[1]

اقول[ف] لو اوجبت من دون

صاحبِ حلیہ: یہ روایت ظاہر نص کے مخالف ہے۔ **اقول** اگر اس میں

ف: تطفل ثالث علیھا۔

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

دلیل علی الخروج لخالفت واذ قد بنت الامر علی الدلیل وقد اعرفتم انه لاشک فی الاتفاق علی وجوب الغسل بوجود المنی فی احتلامها وفی ان المراد بالرؤیة العلم بوجوده لا رؤیة البصر[1] ففیم الخلاف۔

خروج منی کی دلیل کے بغیر وجوبِ غسل کا حکم ہوتا تو وہ نص کے مخالف ہوتی اور جب اس نے بنائے حکم دلیل پر رکھی ہے (تو مخالفت کس بات میں رہی) اور آپ کو بھی اعتراف ہے کہ عورت کے احتلام میں منی پائے جانے سے وجوبِ غسل پر اتفاق ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ رؤیت سے مراد وجودِ منی کا علم ہے آنکھ سے دیکھنا مراد نہیں اھ ۔۔ اب مخالفت کہاں ہوئی؟

قولکم والقیاس الصحیح[2]

اقول ما ذا[ف۱] المناط فی المقیس علیها تعلق العلم بنفسها اصالة ام اعم، الثانی حاصل ھھنا کما علمت، والاول غیر مسلم فی المقیس علیها ففی الاشباہ ذکر عن[ف۲] محمد رحمه الله تعالٰی انه اذا دخل بیت الخلاء وجلس للاستراحة وشك هل

صاحب حلیہ: قیاس صحیح کے بھی خلاف ہے۔ **اقول** مقیس علیہ (پیشاب، حیض وغیرہ ۱۲م) میں مدار کیا ہے؟ خود ان چیزوں سے براہِ راست علم ویقین کا تعلق، یا اس سے اعم (وہ علم جو دلیل کے ذریعہ علم کو بھی شامل ہو ۱۲م) ثانی تو یہاں حاصل ہے جیسا کہ واضح ہوا ۔۔ اور اول خود مقیس علیہ میں تسلیم نہیں ۔۔ کیونکہ اشباہ میں امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے یہ مسئلہ نقل کیا ہے: یہ یاد ہے کہ بیت الخلا میں داخل ہوا اور قضائے حاجت

ف۱: تطفل رابع علیها۔

ف۲: مسئلہ یہ یاد ہے کہ بیت الخلا میں گیا اور قضائے حاجت کے لئے بیٹھا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ پیشاب وغیرہ کچھ ہوا یا نہیں تو یہی ٹھہرائیں گے کہ ہوا تھا وضو لازم ہے۔

---

[1] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

[2] " " "

خرج منه اولا کان محدثا وان[ف۱] جلس للوضوء ومعه ماء ثم شك هل توضأ ام لا کان متوضیا عملا بالغالب فیهما[۱] اھ۔

کے لئے بیٹھا تھا اور اس میں شک ہے کہ کچھ خارج ہوا تھا یا نہیں تو وہ بے وضو قرار پائے گا ۔۔ اور اگر یاد ہے کہ وضو کے لئے پانی لے کر بیٹھا تھا مگر اس میں شک ہے کہ وضو کیا تھا یا نہیں تو یہ مانیں گے کہ وضو کرلیا تھا ۔۔ دونوں مسئلوں میں غالب پر عمل کی رُو سے یہ حکم ہے اھ۔

وقد جزم بالفرع فی الفتح فقال شك فی الوضوء او الحدث وتیقن سبق احدھما بنی علی السابق الا ان تأید اللاحق فعن محمد علم المتوضی دخوله الخلاء للحاجة وشك فی قضائها قبل خروجه علیه الوضوء ثم ذکر مسألة الوضوء ثم قال وھذا یؤید ما ذکرناہ من الوجه فی وجوب وضوء المفضاۃ[۲] اھ۔

اس جُزئیہ پر فتح القدیر میں جزم کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں ، وضو یا حدث میں شک ہوا اور اس سے پہلے دونوں میں سے ایک کا یقین ہے تو سابق پر بنار رکھے مگر یہ کہ لاحق کو کسی چیز سے تقویت حاصل ہو ۔ کیونکہ امام محمد سے منقول ہے کہ باوضو شخص کو حاجت کے لئے خلا میں جانے کا یقین ہے۔ اور اس میں شک ہے کہ نکلنے سے پہلے قضائے حاجت کیا یا نہیں تو اسے وضو کرنا ہے ۔ اس کے بعد مسألہ وضو ذکر کیا پھر فرمایا : اس سے اُس وجہ کی تائید ہوتی ہے جو مفضاۃ پر وضو واجب ہونے کے بارے میں ہم نے ذکر کی اھ۔

ای[ف۲] اذا خرج لها ریح

مفضاۃ وہ عورت جس کے دونوں راستے

ف۱: مسئلہ وضو کے لئے پانی لے کر بیٹھنا یاد ہے مگر وضو کرنا یاد نہیں تو یہی قرار دینگے کہ وضو کرلیا۔

ف۲: مسئلہ جس عورت کے دونوں مسلک پردہ پھٹ کر ایک ہوگئے اُسے جو ریح آئے احتیاطاً وضو کرے اگرچہ احتمال ہے کہ یہ ریح فرج سے آئی ہو۔

---

[۱] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الثالثہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۸۷

[۲] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۸

لاتعلم هل هی من القبل او الدبر تجعل من الدبر لانه الغالب فیجب علیها الوضوء فی روایة هشام عن محمد وبه اخذ الامام ابوحفص الکبیر ومال المحقق الٰی ترجیحه بما علمت خلافا لما فی الهدایة وغیرها انها انما یستحب لها الوضوء لعدم التیقن بکونها من الدبر فهذا بول مثلا اعتبر موجودا شرعا مع عدم احاطة العلم به عینا وفی الدرالمختار النفاس دم فلو لم تره[1] (بان خرج الولد جافا بلا دم شامی[2]) هل تکون نفساء المعتمد نعم[3] اھ۔

پردہ پھٹ کرایک ہوگئے۔ اس سے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ جب اس سے ریح نکلی اور اسے علم نہیں کہ آگے کے مقام سے ہے یا پیچھے سے، تو پیچھے کے مقام سے قرار دی جائے گی' اس لئے کہ یہی غالب ہے، تو اس پر وضو واجب ہوگا۔ یہ امام محمد سے ہشام کی روایت میں ہے اور اسی کو امام ابوحفص کبیر نے اختیار کیا ہے۔ وجہ مذکور سے اسی کی ترجیح کی جانب حضرت محقق کا میلان ہے اس کے برخلاف جو ہدایہ وغیرہا میں ہے کہ اس پر وضو صرف مستحب ہے کیونکہ اس کے پیچھے کے مقام سے ہونے کا یقین نہیں۔ تو مذکورہ بالا جزئیہ میں یہ مثلاً پیشاب و پاخانہ ہے جسے شرعاً موجود مان لیا گیا باوجودے کہ بعینہٖ اس سے متعلق احاطۂ علم نہیں ــــ اب دم سے متعلق دیکھئے۔ درمختار میں ہے، نفاس ایک خون ہے تو اگر اسے نہ دیکھے (شامی میں ہے مثلاً یوں کہ بچہ خشک نکل آیا جس پر خون کا کوئی نشان نہیں) تو کیا وہ نفاس والی ہوگی یا نہیں؟ــــ معتمد یہ ہے کہ ہوگی اھ۔

ف: مسئلہ بچّہ بالکل صاف پیدا ہوا جس کے ساتھ خون کا اصلاً نشان نہیں، نہ بعد کو خون آیا، پھر بھی زچہ پر احتیاطاً غسل واجب ہے۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ باب الحیض مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۲
[2] ردالمحتار " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۹۹
[3] الدرالمختار " " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۲

وفی المراقی من الوضوء قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ علیھا الغسل احتیاطا لعدم خلوہ عن قلیل دم ظاھرا وصححہ فی الفتاوی وبہ افتی الصدر الشھید رحمہ اللہ تعالٰی اھ[1] وفی حاشیتہا للعلامۃ ط من النفاس اکثر المشایخ علی قول الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ[2] اھ فھذا فی النفاس۔

مراقی الفلاح میں باب وضو کے تحت ہے: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا احتیاطاً اس پر غسل ہے اس لئے کہ ظاہراً نفاس دمِ قلیل سے خالی نہیں ہوتا، اسی کو فتاوٰی میں صحیح قرار دیا، اور اسی پر صدر شہید رحمہ اللہ تعالٰی نے فتوٰی دیا۔ اھ اور علامہ طحطاوی کے حاشیہ مراقی الفلاح میں نفاس کے بیان میں ہے: اکثر مشایخ حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول پر ہیں اھ ـــــ یہ نفاس سے متعلق ہوگیا۔

ثم اقول فی قولہ[ف] رحمہ اللہ تعالٰی مشیرا الی البول والحیض ونحوھما انھا لاتعتبر الا اذا برزت من الفرج الداخل الی الفرج الخارج تسامح ظاھر بالنظر الی البول فانہ لایخرج من الفرج الداخل بل من ثقبۃ فی الفرج الخارج فوق مدخل الذکر فکان الاولٰی اسقاط قولہ من الفرج الداخل۔

ثم اقول حلبی رحمہ اللہ تعالٰی نے پیشاب، حیض اور ان جیسی چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا اعتبار اسی وقت ہوتا ہے جب یہ فرج داخل سے فرج خارج کی طرف نکلیں ـــ اس عبارت میں پیشاب کی بہ نسبت کھلا ہوا تسامح ہے اس لئے کہ پیشاب فرج داخل سے نہیں نکلتا بلکہ اس سوراخ سے نکلتا ہے جو فرج خارج میں مدخل ذکر سے اوپر ہوتا ہے تو بہتر یہ تھا کہ لفظ "فرج داخل" عبارت میں نہ لاتے۔

ثم اورد فی الحلیۃ کلام

اس کے بعد حلیہ میں اختیار کی عبارت

ف: تطفل خامس علی الحلیۃ۔

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الطہارۃ فصل ینقض الوضوء دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۸۷

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح " باب الحیض والنفاس الخ " " ص ۱۴۰

الاختیار کما قدمنا عنہا قال "ویطرقہ ان الاحتیاط العمل باقوی الدلیلین وھو ھنا مفقود[1] اھ"

ذکر کی ہے جیسا کہ اس کے حوالہ سے ہم پیش کرچکے۔ پھر لکھا ہے کہ: اس پر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ احتیاط دلیل اقوی پر عمل میں ہے اور وہ یہاں مفقود ہے اھ

اقول بل موجود کما علمت۔

اقول بلکہ موجود ہے جیسا واضح ہوچکا۔

قال "وکون الظاھر فی الاحتلام الخروج ممنوع بل قد و قد[2] اھ۔"

آگے فرمایا: یہ کہ احتلام میں ظاہر خروج منی ہے، قابل تسلیم نہیں۔ بل قَدْ و قَدْ (یعنی بلا خروج منی بھی احتلام ہوتا ہے ۱۲م)۔

اقول ان[ف] اراد التساوی فغیر صحیح والا لبطل دلالۃ التذکر علی ان ھذا المتردد بین المذی والودی منی، وان اراد ان الخروج قد یتخلف فنعم ولا یقدح فی الظھور

اقول اگر یہ مراد ہے کہ خروج اور عدمِ خروج دونوں احوال برابری پر ہیں تو یہ صحیح نہیں ورنہ احتلام یاد ہونے کی دلالت اس امر پر باطل ہوئی کہ یہ شکل جس میں مذی و ودی کے درمیان تردّد ہے، وہ منی ہی ہے ۔۔۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ احتلام ہو اور خروجِ منی نہ ہو تو بات صحیح ہے مگر اس سے اس میں کوئی خلل نہیں آتا کہ ظاہر خروج ہے۔

قال ثم لم یظھر من الشارع اعتبار ھذا الاحتمال بل قید الشارع وجوب الغسل علیھا بعلمھا وجودہ ولم یطلق لھا فی الجواب کما اطلقت (ای ام سلیم

آگے فرماتے ہیں: پھر شارع کی جانب سے اس احتمال کا اعتبار ظاہر نہ ہوا بلکہ شارع نے عورت پر وجوبِ غسل اس سے مقید فرمایا کہ اسے وجودِ منی کا علم ہوجائے اور اس کے لئے جواب مطلق نہ رکھا جیسے کہ (حضرت ام سلیم رضی اللہ

ف: تطفل سادس علیہا۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " " "

رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فی السؤال فانعم النظر تجدہ تحقیقا لاغبار علیہ ان شاء اللہ تعالیٰ اھ[1]

اقول اما الاحتمال الذی ابداہ فی الاختیار وھو العود حین الاستلقاء فقد عرفت الکلام علیہ وان لاحاجۃ الیہ وان العلم بالوجود متحقق احتیاطا کما اسلفنا والحمد للہ۔

فھذا منتھی الکلام فی مسألۃ المرأۃ ولا اقول ان الذی وجھتہا بہ یوجب التعویل علی الروایۃ النادرۃ انما اقول ان الرد علی کلام المحقق غیر یسیر۔

اما التعویل فعلی ماحکم بہ ائمتنا فی ظاھر الروایۃ ونص علی انہ الاصح وانہ الصحیح وبہ یؤخذ وعلیہ فتوی ائمۃ الدرایۃ فسقط معہ للبحث مجال وانما علینا اتباع مارجحوہ وما صححوہ کما لو افتونا فی حیاتھم، اعاد اللہ علینا من برکاتھم ومع

تعالیٰ عنہا کا) سوال مطلق تھا۔ تو غور سے نظر ڈالو یہ ایسی تحقیق ثابت ہوگی جس پر کوئی غبار نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اھ۔

اقول وہ احتمال جو اختیار میں ظاہر کیا کہ ہوسکتا ہے حالتِ استلقا میں منی نکل کر عود کر گئی ہو تو اس پر مکمل کلام گزر چکا اور وہاں واضح ہوا کہ اس کی کوئی حاجت نہیں وجودِ منی کا علم یوں ہی احتیاطاً ثابت و متحقق ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا، والحمد للہ۔

مسئلہ زن سے متعلق یہ منتہائے کلام ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے جو توجیہ پیش کی ہے اس کے باعث روایتِ نادرہ پر اعتماد واجب ہے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ حضرت محقق کے کلام کی تردید آسان نہیں۔

اعتماد تو اسی پر ہے جس پر ہمارے ائمہ نے ظاہر الروایہ میں حکم فرمایا اور ائمہ درایت نے جس کے بارے میں تصریح فرمائی کہ وہ اصح ہے ــــ صحیح ہے ــــ بہ یؤخذ (اسی کو اختیار کیا جائے گا) اور اسی پر ائمہ درایت کا فتوی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے بحث کی جگہ ہی نہیں۔ ہمارے ذمہ تو اسی کا اتباع لازم ہے جسے ان حضرات نے راجح و صحیح قرار دیا ہے اگر وہ اپنی حیات میں ہمیں فتوی دیتے تو ہمارے

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ذٰلك ان تنزہ احد فھو خیر لہ عند ربہ و اللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

ذمہ ہی ہوتا۔ ہم پر اللہ تعالٰی ان کی برکتیں پھر الٹ لائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی نزاہت اختیار کرے تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم (ت)

صورتِ استثناء پر کلام

اس کے بیان کو تین[۳] تنبیہیں اور اضافہ کریں،

تنبیہ ثالث عشر[۱۳] احتلام یاد ہونے کی حالت میں طرفین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک احتمالِ منی پر وجوبِ غسل کا حکم ظاہر الروایۃ میں مطلق ہے اور تمام متون اسی پر ہیں مگر نوادرِ ہشام میں محررِ مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے وہ قید مروی ہوئی کہ اگر سونے سے کچھ پہلے شہوت تھی جاگ کر یہ تری دیکھی جس کے منی یا مذی ہونے میں شک ہے تو غسل واجب نہ ہوگا، تبیین الحقائق میں ہے:

ذکر ھشام فی نوادرہ عن محمد اذا استیقظ فوجد بللا فی احلیلہ ولم یتذکر الحلم فان کان ذکرہ قبل النوم منتشرا فلا غسل علیہ و ان کان غیر منتشر فعلیہ الغسل[۱]

امام ہشام نے اپنی نوادر میں امام محمد سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ جب بیدار ہو کر احلیل (ذکر کی نالی) میں تری پائے اور خواب یاد نہ ہو تو اگر سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا تو اس پر غسل نہیں، اور اگر منتشر نہ تھا تو اس پر غسل ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

روی عن محمد فی مستیقظ وجد ماء لم یتذکر احتلاما ان کان ذکرہ منتشرا قبل النوم لایجب و الایجب[۲]

امام محمد سے روایت ہے بیدار ہونے والا تری پائے اور اسے احتلام یاد نہیں تو اگر سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا غسل واجب نہیں ورنہ واجب ہے۔ (ت)

اور اُس کی وجہ یہ افادہ فرماتے ہیں کہ شہوت خروجِ مذی کی باعث ہے تو پیش از خواب قیام

---

[۱] تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ موجبات الغسل دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۶۷

[۲] فتح القدیر " فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۵۳

شہوت بتائے گا کہ یہ مشکوک تری مذی ہے اور مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ سونے سے پہلے شہوت نہ ہو تو اب سبب مذی بیداری میں نہ تھا اور نیند مظنّۂ احتلام ہے لہٰذا اسے منی ٹھہرائیں گے اور رقت وغیرہ سے مذی کا اشتباہ معتبر نہ رکھیں گے کہ منی بھی گرمی پہنچ کر رقیق ہوجاتی ہے — غیاثیہ میں ہے:

ان کان منتشرا عند النوم فعلیہ الوضوء لاغیر لانہ وجد سبب خروج المذی فیعتقد کونہ مذیا ویحال بہ الیہ الا اذا کان اکبر رأیہ انہ منی رق فحینئذ یلزمہ الغسل اھ[1]۔

اگر سونے کے وقت ذکر منتشر تھا تو اس پر صرف وضو ہے — اس لئے کہ خروجِ مذی کا سبب موجود ہے تو اسے مذی ہی مانا جائے گا اور اسے اسی کے حوالے کیا جائے گا۔ لیکن جب اسے غالب گمان ہو کہ یہ منی ہے جو رقیق ہوگئی ہے تو ایسی صورت میں اس پر غسل لازم ہے اھ۔

واطال فی الحلیۃ فی بیانہ بما حاصلہ "ان النوم مظنّۃ للمنی والانتشار للمذی وقد سبق والسبق سبب الترجیح مع ان الاصل براءۃ الذمۃ وعدم التغیر فی المنی" ثم قال ولا یدفعہ ماعن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الرجل یجد البلل ولا یذکر احتلاما قال یغتسل وعن الرجل یرٰی انہ قد احتلم ولم یجد بللا قال لاغسل علیہ فان الظاھر ان المراد

اور حلیہ کے اندر اس کے بیان میں طول کلام ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ نیند منی کا مظنّہ ہے اور انتشار آلہ مذی کا مظنّہ ہے اور انتشار سابق ہے اور سبقت سببِ ترجیح ہے باوجودے کہ اصل یہ ہے اس کے ذمہ غسل نہیں اور منی میں تغیر نہیں — پھر فرمایا: اس کی تردید اس سے نہیں ہوسکتی جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس مرد کے بارے میں پوچھا گیا جو تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو، فرمایا غسل کرے اور اس مرد کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ خیال رکھتا ہے کہ اس نے خواب دیکھا ہے اور تری نہ پائے، فرمایا اس پر غسل نہیں — اس لئے کہ ظاہر یہ ہے

---

[1] الفتاوی الغیاثیۃ نوع فی اسباب الجنابۃ واحکامھا مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۸ و ۱۹

بالبلل المذکور المنی بالاجماع، علی ان فی سندہ عبد الله العمری ضعیف[۱] اھ مختصرا۔

کہ مذکورہ تری سے مراد منی ہے بالاجماع ۔ علاوہ ازیں اس کی سند میں عبداللہ عمری راوی ضعیف ہے۔ اھ مختصراً

اقول (ف۱) الحدیث قد احتج بہ اصحابنا الامام المذھب و محررہ فی ایجابھما الغسل بالمذی اذا لم یتذکر حلما کما تقدم وقدمنا عن البدائع انہ نص فی الباب[۲] وان ابا یوسف یحملہ علی المنی وان للامامین اطلاق الحدیث۔

اقول اس حدیث سے ہمارے اصحاب نے امام مذہب اور محرر مذہب علیہما الرحمہ کی تائید میں اس بارے میں استدلال کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات احتلام یاد نہ ہونے کی صورت میں مذی سے غسل واجب قرار دیتے ہیں ۔ جیسا کہ گزرا ۔ اور ہم نے بدائع کے حوالہ سے نقل کیا کہ یہ حدیث اس باب میں نص ہے، اور امام ابو یوسف اسے منی پر محمول کرتے ہیں اور طرفین کی تائید اطلاق حدیث سے ہوتی ہے۔

ثم (ف۲) العمری انما ضعفہ یحیی القطان من قبل حفظہ وقال النسائی وغیرہ لیس بالقوی۔ **اقول** وبون بین بینہ وبین لیس بقوی، وقال ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ[۳] قیل لہ کیف حالہ فی نافع قال صالح ثقۃ[۴]

پھر عبداللہ عمری کو یحیی قطان نے کمی حفظ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اور امام نسائی وغیرہ نے لیس بالقوی (قوی نہیں) کہا ہے۔ **اقول** لیس بالقوی (قوی نہیں) اور لیس بقوی (ذرا بھی قوی نہیں) میں نمایاں فرق ہے۔ اور ابن معین نے کہا: ان میں کوئی حرج نہیں ان کی حدیث لکھی جائے گی ۔ پوچھا گیا، نافع سے روایت میں ان کا کیا حال ہے۔ فرمایا:

ف۱: تطفل علی الحلیۃ ف۲: تمشیۃ عبد اللہ العمری المکبر۔

---

[۱] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[۲] بدائع الصنائع کتاب الطہارۃ فصل فی احکام الغسل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۷۸

[۳ و ۴] میزان الاعتدال ترجمہ عبداللہ بن عمر العمری ۴۴۷۲ دار المعرفۃ بیروت ۲/۴۶۵

وقال احمد صالح لاباس به[1] وقال ابن عدی فی نفسه صدوق[2] وقال ایضا لاباس به وقال یعقوب بن شیبة صدوق ثقة فی حدیثه اضطراب وقال الذهبی صدوق فی حفظه شیئ[3]، وهذا مسلم قد اخرج له فی صحیحه۔

صالح ثقہ ہیں ۔ امام احمد نے فرمایا: صالح ہیں ان میں کوئی حرج نہیں ۔ ابن عدی نے کہا: راستباز ہیں، اور یہ بھی کہا: ان میں کوئی حرج نہیں ۔ اور یعقوب بن شیبہ نے کہا: صدوق، ثقہ ہیں ان کی حدیث میں کچھ اضطراب ہے۔ ذہبی نے کہا: صدوق ہیں ان کے حفظ میں کچھ خامی ہے۔ اور یہ امام مسلم ہیں جنھوں نے اپنی صحیح میں ان کی حدیث روایت کی ہے۔

وبالجملة[ف] لیس ممن یسقط حدیثه ولاعبرة بما تعود به ابن حبان من عبارة واحدة یذکرها فی کل من یرید بل لایبعد حدیثه عن درجة الحسن ان شاء اللہ تعالٰی لاجرم ان سکت ابوداؤد علیه۔

مختصر یہ کہ وہ ان میں سے نہیں جن کی حدیث ساقط ہوتی ہے اور اس کا اعتبار نہیں جس کے ابن حبان عادی ہیں ایک ہی عبارت ہے جس کے لئے چاہتے ہیں استعمال کر دیتے ہیں، بلکہ ان کی حدیث ان شاء اللہ تعالٰی درجہ حسن سے دور نہیں، یہی وجہ ہے کہ ابوداؤد نے ان پر سکوت اختیار کیا۔

اما الجواب عنه **فاقول** ظاهر ان السؤال عن بلل ینشؤ بسبب النوم ولذا قال ولم یذکر احتلاما ای یجد المسبب ولا یذکر السبب، قال یغتسل ثم سأل یذکر السبب ولا یجد المسبب قال لاغسل علیه وحینئذ بمعزل عنه ما نحن فیه۔ ثم انه رحمه اللہ تعالٰی

لیکن اس کا جواب **فاقول** ظاہر ہے کہ سوال اس تری سے متعلق ہے جو نیند کے سبب پیدا ہوتی ہے اسی لئے سائل نے کہا "اسے احتلام یاد نہیں" — یعنی مسبّب موجود ہے اور سبب یاد نہیں، فرمایا: غسل کرے۔ پھر سوال ہے کہ سبب یاد ہے مسبّب کا وجود نہیں، فرمایا: اس پر غسل نہیں۔ ایسی صورت میں یہ حدیث ہمارے مبحث سے الگ ہے۔ آگے صاحبِ حلیہ رحمہ اللہ تعالٰی نے چند

ف: تطفل اٰخر علیها۔

---

۱ و ۲ و ۳ میزان الاعتدال ترجمہ عبداللہ بن عمر العمری ۴۴۷۲ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۴۶۵

اعترض،

اوّلاً علٰی عبارۃ المسألۃ حیث ارسل فیھا البلل قال "ولا شك ان المنی غیر مراد لاجرم ان ذکر المصنف انہ لوتیقن منی فعلیہ الغسل اھ[1]۔

وقد قدمنا الجواب عنہ ان المراد بلل لایدری امنی ھو ام مذی قال فی الخانیۃ فی تصویر المسألۃ "استیقظ فوجد علٰی طرف احلیلہ بلّۃ لایدری انھا منی اومذی[2] الخ ولفظ الغیاثیۃ ذکر ھشام عن محمد فی نوادرہ انہ اذا وجد البلل فی طرف احلیلہ شبہ المذی ولم یذکر حلما[3] الخ۔

اقول ونص الھندیۃ عن المحیط والحلیۃ عن الذخیرۃ کلیھما عن القاضی الامام ابی علی النسفی عن ھشام عن محمد اذا استیقظ فوجد البلل فی احلیلہ[4] الخ۔

اعتراض کئے ہیں،

اعتراض اول عبارت مسئلہ سے متعلق ہے کہ اس میں تری مطلق ذکر ہے فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ منی مراد نہیں — اسی لئے مصنف نے ذکر کیا کہ اگر اسے منی ہونے کا یقین ہے تو اس پر غسل ہے اھ۔

اور اس کا جواب ہم پیش کر آئے ہیں کہ مراد ایسی تری ہے جس کے بارے میں اسے پتہ نہیں کہ منی ہے یا مذی، خانیہ میں صورتِ مسئلہ کے بیان میں کہا: بیدار ہوکر سرِ احلیل پر ایسی تری پائی جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا کہ منی ہے یا مذی الخ — اور غیاثیہ کے الفاظ یہ ہیں: ہشام نے نوادر میں امام محمد سے نقل کیا ہے کہ جب کنارۂ احلیل پر مذی کے مشابہ تری پائے اور اسے خواب یاد نہیں الخ۔

اقول ہندیہ میں محیط کے حوالہ سے اور حلیہ میں ذخیرہ کے حوالہ سے دونوں قاضی امام ابو علی نسفی سے ناقل ہیں وہ ہشام سے وہ امام محمد سے: جب بیدار ہوکر اپنے احلیل میں تری پائے الخ۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فیما یوجب الغسل نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱

[3] الفتاوی الغیاثیۃ نوع اسباب الجنابۃ واحکامھا مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۸

[4] الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الباب الثانی الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵

ف۱ فاذاکان هذا لفظ محمد فلامعنی للاعتراض علیه وانما کان سبیله بیان المراد کما فعل فقیه النفس وغیرہ من الامجاد۔

توجب یہ امام محمد کے الفاظ ہیں تو اس پر اعتراض کا کوئی معنی نہیں ــ اس کا طریقہ یہ تھا کہ مراد بیان کی جاتی جیسا کہ امام فقیہ النفس وغیرہ بزرگوں نے کیا۔

ثم اعترض علی ما استشهد به من عبارة المنیة لوتیقن انه منی بانه یفید بمفهومه ان لولم یتیقن لاغسل فیفید ان لو کان اکبر رأیه انه منی لایجب لکنه یجب کما صرح به قاضی خان فی فتاویه[1] اھ۔

اس کے بعد منیہ کی جو عبارت بطور شاہد پیش کی اس پر اعتراض کیا کہ "اگر اسے یقین ہے کہ وہ منی ہے تو غسل ہے" اس عبارت کے مفہوم سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر یقین نہ ہو تو غسل نہیں ــ اب مفاد یہ ہوگا کہ اگر اسے منی ہونے کا غالب گمان ہو تو غسل واجب نہیں ــ حالاں کہ اس صورت میں بھی غسل واجب ہے جیسا کہ امام قاضی خاں نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تصریح فرمائی ہے اھ۔

ف۲ **اقول** اکبر الرأی فی الفقهیات ملتحق بالیقین بل ربما اطلقوا علیه الیقین هذا۔

اقول غالب گمان اور اکبر رائے فقہیات کے اندر یقین میں شامل ہے بلکہ بارہا اس پر یقین کا اطلاق کرتے ہیں ــ یہ ذہن نشین رہے۔

واعترض **ثانیا** علی دلیل المسألة بما حاصله منع ان الانتشار مظنة الامذاء الا اذا کان الرجل مذاء قال اما اذا لم یکن فینفرد النوم

اعتراض دوم دلیل مسئلہ پر ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ ہمیں تسلیم نہیں کہ انتشار مذی نکلنے کا مظنہ ہے ہاں مگر جب کہ مرد کثیر المذی ہو' فرماتے ہیں: لیکن جب ایسا نہ ہو تو تنہا نیند

ف۱: تطفل ثالث علیها

ف۲: تطفل رابع علیها

---

[1] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

مظنة[1] اھ مختصرا۔

اقول[ف1] ان اراد المظنة المصطلحة فقد منا ان النوم ایضا لیس مظنة الامناء فالمراد السبب مطلقا و لو لامطلقا وبھذا المعنی لاشك ان الانتشار مظنة الامذاء ، وان[ف2] بغیت التحقیق **فاقول** دونك مشرعا اعطیتك من قبل به یظھر تعلیل المسألة والجواب عن ایراد الحلیة معا فان النوم سبب ضعیف للامناء و انما کان یتقوی باحد شیئین تذکر الاحتلام او ان یحدث بلة لا تنبعث الا عن شھوة وقد انتفیا ھھنا اما الحلم فلعدم الذکر و اما البلة فلا نعقاد سببھا قبل النوم فلم تدل علی احداثه انتشارا شدیدا مدیدا یورث خروج بلة عن شھوة فلم یبق الا محض النوم وکان سببا ضعیفا فتقاعد ان ینتھض موجبا فجعلھما مظنتین و ترجیح الانتشار بالسبق وعند عدمه افراد النوم بالمظنیة کله بمعزل عن التحقیق و الله سبحنه ولی

مظنّہ ہے اھ مختصراً۔

اقول اگر مظنّہ اصطلاحی مراد ہے تو ہم بیان کر آئے کہ نیند بھی منی نکلنے کا مظنّہ نہیں ـــــ تو مطلقاً سبب ہونا مراد ہے اگرچہ سبب مطلق مراد نہ ہو۔ اور اس میں بلاشبہہ انتشار مذی نکلنے کا مظنّہ ہے اور اگر ناظر کو تحقیق کی طلب ہے تو **میں کہتا ہوں** وہ قاعدہ لے لو جو پہلے میں دے چکا ہوں اس سے مسألہ کی تعلیل اور اعتراض حلیہ کا جواب دونوں واضح ہوجائیں گے ـــــ اس لئے کہ نیند منی نکلنے کا سبب ضعیف ہے اگرچہ اسے دو باتوں میں کسی ایک سے قوت مل جاتی ہے۔ یا تو احتلام یاد ہو ـــ یا ایسی تری نمودار ہو جو بغیر شہوت کے اپنی جگہ سے نہیں اٹھتی۔ اور یہاں ایک بھی نہیں خواب یاد ہی نہیں ، اور تری ہے تو اس کا سبب سونے سے پہلے ہی متحقق ہوچکا ہے اس لئے یہ تری اس کی دلیل نہیں کہ نیند سے انتشار شدید مدید پیدا ہُوا جو شہوت سے تری نکلنے کا موجب ہے ، تو اب صرف نیند رہ گئی ، وہ سبب ضعیف ہے اس لئے موجب نہ بن سکی۔ تو صاحب حلیہ کا نیند اور انتشار کو دو مظنّہ شمار کرنا اور انتشار کو بربنائے سبقت ترجیح دینا ، اور یہ نہ ہونے کے وقت تنہا نیند کو مظنّہ ٹھہرانا سب تحقیق سے بے گانہ ہے۔ اور خدائے پاک ہی

ف1: تطفل خامس علیھا

ف2: تطفل سادس علیھا

[1] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

التوفيق۔

وثالثا تكعكم عن قبولها قائلا ان تم تقييد وجوب الغسل بالانتشار لاحدى الاحوال فكذا فی باقيها والا فالكل على الاطلاق اھ[۱]۔

اقول[ف۱] ان كان هذا الباعث له من الايراد فقد علمت الجواب عنه وان كان لان الروايات الظاهرة والمتون مطلقة فلا غرو فی القول بقيد ذكر عن احد ائمة المذهب الثلثة رضی الله تعالٰی عنهم تلقاه الجملة الفحول بالتسليم والقبول حتی ان المحقق الشرنبلالی ادخله فی متنه نور الايضاح ونعما فعل وقصد المدقق العلائی تكميل متن التنوير بزيادة هذا الاستثناء وجعله الشامی اصلاح المتن

اقول[ف۲] ومع ذالك جواب التنوير نير مستنير ان المتون لم توضع الا لنقل ما فی الروايات الظاهرة

مالکِ توفیق ہے۔

اعتراض سوم اس روایت کو ماننے سے یہ کہتے ہوئے پس وپیش کی، اگر انتشار سے وجوبِ غسل کو مقید کرنا کسی ایک حالت میں درست ہے تو باقی حالتوں میں بھی ایسا ہی ہوگا، ورنہ کسی میں تقیید نہ ہوگی اھ۔

اقول یہ بات اگر اس اعتراض کی وجہ سے ہے جو ان کے ذہن میں آیا، تو اس کا جواب واضح ہوچکا ____ اور اگر اس وجہ سے ہے کہ روایات ظاہرہ اور متون میں تقیید نہیں ہے تو ایک ایسی قید کو ماننے میں کوئی عجب نہیں جو تینوں ائمہ مذہب میں کسی ایک سے نقل کی گئی ہے اور اجلّہ اکابر نے اسے تسلیم وقبول کے ساتھ لیا ہے یہاں تک کہ محقق شرنبلالی نے اسے اپنے متن نور الایضاح میں داخل کیا ____ اور بہت اچھا کیا ____ اور مدقق علائی نے اس استثناء کا اضافہ کرکے متنِ تنویر کی تکمیل کرنی چاہی اور علامہ شامی نے اسے متن کی اصلاح قرار دیا ____

اقول اس کے باوجود تنویر کا جواب روشن و واضح ہے کہ متون کی وضع اسی مذہب کی نقل کے لئے ہوئی ہے جو روایاتِ ظاہرہ میں ہے۔

ف۱: تطفل سابع عليها

ف۲: معروضة على العلامة ش

---

[۱] حلية المحلی شرح منية المصلی

من المذهب وھٰھنا تم بیان ان لا قصور فی عبارۃ المتن اصلا ولا حاجۃ لھا الی شیئ من الاستثناءات الثلثۃ ھذا۔

اور یہاں اس بات کا بیان مکمل ہوجاتا ہے کہ عبارت متن میں بالکل کوئی کمی نہیں اور اس میں درمختار کے مذکورہ تینوں استثناء میں سے کسی کی حاجت نہیں۔ یہ ذہن نشین رہے۔

وقد قال شمس الائمۃ الحلوانی ان ھذہ المسألۃ یکثر وقوعھا والناس عنھا غافلون فیجب ان تحفظ کما فی المحیط والخانیۃ والمنیۃ والغیاثیۃ والھندیۃ وغیرھا وھکذا اوصی بحفظھا فی الذخیرۃ کما نقل عنھا فی الحلیۃ وقد قال فی الغنیۃ فی مسألۃ عفو بول انتضح کرؤس الابر ف قید تہ روایۃ مذکورۃ فی الحلیۃ وغیرھا عن النھایۃ عن المحبوبی عن البقالی عن المعلی

امام شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں تو اسے حفظ رکھنا ضروری ہے' ان سے اسی طرح محیط، خانیہ، منیہ، غیاثیہ، ہندیہ وغیرہا میں منقول ہے — اسی طرح ذخیرہ میں اسے حفظ رکھنے کی تاکید کی ہے جیسا کہ اس سے حلیہ میں منقول ہے — سوئی کی نوک جیسی پیشاب کی باریک باریک بُندکیوں کے معاف ہونے کا مسئلہ ہے اس میں ایک قید کا اضافہ ہوا اس روایت کے باعث جو حلیہ وغیرہا میں نہایہ سے، اس میں محبوبی سے پھر بقالی سے، معلی سے'

ف: مسئلہ سُوئی کی نوک کے برابر باریک باریک بُندکیاں نجس پانی یا پیشاب کی کپڑے یا بدن پر پڑ گئیں معاف رہیں گی اگرچہ جمع کرنے سے روپے بھر سے زائد جگہ میں ہوجائیں مگر پانی پہنچا اور نہ بہایا غیر جاری پانی میں وہ کپڑا اگر گیا تو پانی نجس ہوجائے گا اور اب اس کی نجاست سے کپڑا بھی ناپاک ٹھہرے گا۔

لہ فتاوٰی غیاثیہ نوع فی اسباب الجنابۃ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۹
البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۸
الفتاوی الہندیۃ بحوالہ المحیط " الباب الثانی الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵
فتاوٰی قاضیخان " فصل فیما یوجب الغسل نولکشور لکھنؤ ۱/۲۲
غنیۃ المصلی موجبات الغسل مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴۳

عن ابی یوسف بان یکون بحیث لا یری اثرہ فان کان یری فلا بد من غسلہ ما نصہ التقیید بعدم ادراك الطرف ذکرہ المعلی فی النوادر عن ابی یوسف واذا صرح[1] بعض الائمۃ بقید لم یروعن غیرہ منھم تصریح بخلافہ یجب ان یعتبر[1] الخ وبالجملۃ لاوجہ للعدول مع اتفاق الفحول علی تلقیہ بالقبول۔

امام ابویوسف سے منقول ہے کہ وہ بُندکیاں ایسی ہوں کہ ان کا نشان واثر دکھائی نہ دیتا ہو اگر نشان دکھائی دیتا ہے تو دھونا ضروری ہے ۔ اس مسئلہ اور قید کے تحت غنیہ میں ہے: نگاہ سے محسوس ہونے کی قید معلی نے نوادر میں امام ابویوسف سے روایت کی ہے۔ اور جب ائمہ میں کسی ایک سے کسی ایسی قید کی تصریح آئی ہو جس کے خلاف کی تصریح دوسرے حضرات سے مروی نہ ہو تو واجب ہے کہ اس قید کا اعتبار کیا جائے الخ ۔ مختصر یہ کہ جب اس روایت کے قبول پر اکابر کا اتفاق موجود ہے تو اس سے انحراف کی کوئی وجہ نہیں۔

تنبیہ رابع عشر **اقول** جس طرح یہ استثنا نہ احتلام ہونے کی کسی صورت سے متعلق نہ یاد ہونے کی حالت میں صورت سوم یعنی علم منی سے اسے تعلق نہ شکل ششم یعنی علم عدم منی میں اس کی کچھ حاجت کہ اس صورت میں خود ہی غسل کی ضرورت نہیں، یونہی شکل چہارم کی صورت احتمال منی و ودی سے بھی اُسے کچھ علاقہ نہیں کہ نیند سے پہلے شہوت وانتشار تو دلیل مذی ہوتے جب معلوم ہے کہ یہ تری مذی نہیں تو ان کا ہونا نہ ہونا یکساں ہوا اور بوجہ احتمال منی مطلقاً غسل واجب رہا۔

ولقد احسن العلامۃ ط اذ قال" یجب الغسل عندھما لاعند ابی یوسف

اسے علامہ طحطاوی نے اچھے انداز میں بیان کیا: ان کے الفاظ یہ ہیں: طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے

---

[1] فائدہ: اذا جاء قید فی مسئلۃ عن احد الائمۃ ولم یصرح غیرہ منھم بخلافہ وجب قبولہ۔

[2]: صورتِ استثنا صرف اُس حالت سے متعلق ہے کہ احتلام یاد نہ ہو اور تری خاص مذی ہو یا منی و مذی میں مشکوک۔

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی الشرط الثانی الطہارۃ من الانجاس سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۷۹ و ۱۸۰

فیما اذا شك انه منی او مذی و لم یکن ذکرہ منتشرا او منی او ودی و لم یتذکر الاحتلام فیهما[1] اھ۔

امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ۔۔۔ اس صورت میں جب کہ اسے شک ہو کہ منی ہے یا مذی، اور ذکر منتشر نہ رہا ہو یا شک ہو کہ منی ہے یا ودی، اور ان دونوں صورتوں میں احتلام یاد نہ ہو۔ اھ (ت)

ففصل ھذہ عن الثنیا وخصه بالاولی اما ما فی البحر من بیانه اولا صورتی الخلاف بین الثانی والطرفین مطلقا ثم قوله بعد ذکر صورۃ الثنیا ھذہ تقیید الخلاف المتقدم بین ابی یوسف وصاحبیه بما اذا لم یکن ذکرہ منتشرا[2] اھ فرأیتنی کتبت علی ھامشه اقول ای الصورۃ الواحدۃ من صورتی الخلاف و ھی ما اذا شك فی المنی والمذی اما اذا شك فی المنی والودی فلا دخل فیه للانتشار قبل النوم اھ فاعرف ولا تزل۔

تو احتمالِ منی و ودی کی صورت کو انھوں نے استثنا سے الگ کردیا اور استثنا کو صرف پہلی صورت سے خاص کیا مگر بحر میں امام ثانی اور طرفین کے درمیان اختلاف کی دونوں صورتیں پہلے مطلقاً بیان کی ہیں، پھر صورتِ استثنا ذکر کرکے لکھا ہے یہ صورتِ استثنا امام ابو یوسف اور طرفین کے درمیان ذکر شدہ سابقہ اختلاف کو اس حالت سے مقید کردیتی ہے جب ذکر منتشر نہ رہا ہو اھ ۔۔۔ یہاں میں نے دیکھا کہ اس کے حاشیہ پر میں نے یہ لکھا ہے، **اقول** یعنی اختلاف کی دو صورتوں میں سے ایک صورت کو مقید کرتی ہے وہ منی یا مذی میں شک کی صورت ہے لیکن جب منی یا ودی میں شک ہو تو اس میں سونے سے پہلے انتشارِ آلہ کا کوئی دخل نہیں اھ ۔۔۔ تو تم اس سے آگاہ رہنا اور لغزش میں نہ پڑنا۔

اب رہی شکل چہارم کی وہ صورت جس میں منی و مذی مشکوک ہو اور شکل پنجم جس میں مذی کا علم ہو عامۂ کتب میں اسے صورتِ اولیٰ یعنی حالتِ شک سے متعلق فرمایا ہے کما مر عن الخانیة وغیرھا (جیسا کہ خانیہ وغیرہا سے گزرا۔ت)۔

---

[1] حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/۹۲ و ۹۳

[2] البحر الرائق " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۸

12

اقول مگر اس سے متعلق کرنا ہی صورت ثانیہ یعنی علم مذی سے بدرجہ اولٰی تعلق بتاتا ہے کہ احتلام یاد نہ ہونے کی حالت میں جبکہ سوتے وقت شہوت ہونے سے صرف احتمال مذی پر مذی ٹھہرایا اور احتمال منی کا لحاظ نہ فرمایا تو جہاں مذی کا علم ہے بروجہ اولٰی مذی ہی قرار پائے گی اور غسل واجب نہ ہوگا۔ کتب میں حالت اولٰی کے ساتھ اس کی تخصیص فریق اول کے طور پر تو ظاہر کہ ان کے نزدیک علم مذی کی صورت میں خود ہی غسل نہ تھا کسی استثنا کی کیا حاجت، اور فریق دوم نے صورت خفا پر تنصیص فرمائی کہ بحال احتمال منی بھی صرف احتمال مذی سے مذی ٹھہرنا معلوم ہوجائے، دوسری صورت کا حکم اس سے خود روشن ہوجائے گا۔ لاجرم حلیہ میں فرمایا:

یکون الغسل اذا وجد البلۃ التی مذی بطریق شك او فی غالب الرأی او الیقین بشرط کونہ غیر ذاکر للاحتلام و لا منتشر الذکر قبل النوم[1]۔

غسل ہوگا جب وہ تری پائے جس کے مذی ہونے کا شک یا ظن غالب یا یقین ہے بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو، نہ ہی سونے سے پہلے ذکر منتشر رہا ہو اھ۔ (ت)

تنبیہ خامس عشر عامۂ کتب مثل فتاوٰی امام قاضی خان و ذخیرہ و محیط برہانی و تبیین الحقائق و فتح القدیر و جوہرہ نیرہ و خزانۃ المفتین و مجتبٰی و غیاثیہ و بحرالرائق و جامع الرموز و شرح نقایہ برجندی و عالمگیریہ و رحمانیہ و نورالایضاح و مراقی الفلاح وغیرہا میں یہ استثنا یونہی مذکور ہے مگر منیہ میں اس استثنا میں ایک استثنا بتایا اور اسے محیط و ذخیرہ اور درمختار و مجمع الانہر میں جواہر کی طرف نسبت فرمایا وہ یہ کہ اس استثنا کا حکم صرف اس صورت سے خاص ہے کہ آدمی کھڑا یا بیٹھا سویا ہو اور اگر لیٹ کر سویا تو مطلقاً صورت مذکورہ میں غسل واجب ہوگا اگرچہ سونے سے پہلے ذکر قائم اور شہوت حاصل ہو۔ منیہ میں ہے:

ھذا اذا نام قائما او قاعدا اما اذا نام مضطجعا او تیقن انہ منی فعلیہ الغسل وھذا مذکور فی المحیط و الذخیرۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی ھذہ مسألۃ یکثر وقوعھا والناس عنھا

یہ اس صورت میں ہے جب کھڑا یا بیٹھا سویا ہو اور اگر لیٹ کر سویا ہو یا اسے منی ہونے کا یقین ہو تو اس پر غسل واجب ہے ــ اور یہ محیط و ذخیرہ میں مذکور ہے۔ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا: یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے اور لوگ اس سے

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

غافلون[1] اھ وتبعہ مسکین فی شرح الکنز فعزاہ لھما۔

غافل ہیں اھ۔ شرح کنز میں مسکین نے بھی صاحبِ منیہ کا اتباع کرتے ہوئے دونوں کا حوالہ دیا ہے (ت)

مگر اقول[ف1] اس کا پتا نہ ذخیرہ میں ہے نہ محیط میں واللہ اعلم صاحبِ منیہ رحمہ اللہ تعالٰی کو یہ اشتباہ کیونکر ہوا

قال الشامی ذکر فی الحلیۃ انہ راجع الذخیرۃ والمحیط البرھانی فلم یر تقیید عدم الغسل بما اذا نام قائما او قاعدا[2] اھ۔

علامہ شامی نے فرمایا: حلیہ میں ذکر ہے کہ انھوں نے ذخیرہ اور محیط برہانی کی مراجعت فرمائی تو اس میں کھڑے یا بیٹھے ہوئے سونے کی صورت سے عدمِ غسل کی تقیید نہ پائی اھ۔ (ت)

اقول[ف2] رحم اللہ السید متی راجع العلامۃ الحلبی المحیط البرھانی وھو قد صرح فی عدۃ مواضع من الحلیۃ انہ لم یقف علیہ وھکذا صرح ھٰھنا ایضا حیث یقول اسلفت فی شرح خطبۃ الکتاب ان الظاھر ان مراد المصنف بالمحیط المحیط لصاحب الذخیرۃ وانی لم اقف علیہ نفسہ وراجعت محیط الامام رضی الدین السرخسی فلم ار لھذہ المسئلۃ فیہ ذکرا اما الذخیرۃ فراجعتھا فرأیتہ اشار الیھا بما لفظہ قال القاضی الامام ابوعلی نسفی ذکر ھشام فی نوادرہ

اقول علامہ شامی پر خدا کی رحمت ہو محقق حلبی نے محیط برہانی کی مراجعت کب فرمائی جب کہ انھوں نے حلیہ کے متعدد مقامات پر تصریح فرمائی ہے کہ انھیں محیط برہانی کی واقفیت بہم نہ ہوئی۔ اسی طرح اس مقام پر بھی انھوں نے تصریح فرمائی ہے، لکھتے ہیں کہ میں خطبہ کتاب کی شرح میں بیان کرچکا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ محیط سے مصنف کی مراد صاحبِ ذخیرہ کی محیط ہے اور خود اس کی مجھے واقفیت نہ ہوئی۔ میں نے امام رضی الدین سرخسی کی محیط دیکھی تو اس میں اس مسئلہ کا ذکر نہ پایا۔ اور ذخیرہ کی مراجعت کی تو اس میں ان الفاظ میں اس مسئلہ کی جانب اشارہ پایا: قاضی امام ابوعلی نسفی نے فرمایا کہ ہشام نے اپنی نوادر میں

ف1: تطفل علی المنیۃ وشرح الکنز لمسکین۔

ف2: معروضۃ علی العلامۃ الشامی۔

---

[1] منیۃ المصلی موجبات الغسل مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۳۳

[2] رد المحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۱۰

عن محمد اذا استیقظ فوجد البلل فی احلیلہ ولم یتذکر حلما اذا کان قبل النوم منتشرا لاغسل علیہ وان کان قبل النوم ساکنا کان علیہ الغسل قال وینبغی ان یحفظ ھذا فان البلوی کثیر فیہا والناس عنہا غافلون[1] انتہی اھ۔

امام محمد سے روایت کی ہے کہ جب بیدار ہو کر اپنے احلیل میں تری پائے اور خواب یاد نہیں تو اگر سونے سے پہلے ذکر منتشر تھا تو اس پر غسل نہیں، اور اگر سونے سے پہلے ساکن تھا تو اس پر غسل ہے۔ فرمایا: اور اسے حفظ رکھنا چاہئے کیونکہ اس میں ابتلا بہت ہوتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں انتہی اھ۔

نعم لیس ھو فی المحیط البرھانی ایضا فقد نقل عنہ فی الھندیۃ بعین لفظ الذخیرۃ غیر انہ زاد بعد قولہ لاغسل علیہ الا ان یتیقن انہ منی وقال شمس الائمۃ الحلوانی ھذہ المسألۃ یکثر وقوعہا والناس عنہا غافلون فیجب ان تحفظ اھ[2]۔

ہاں یہ محیط برہانی میں بھی نہیں ہے کیونکہ اس سے ہندیہ میں بعینہٖ ان ہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے جو ذخیرہ میں ہیں، سوا اس کے کہ "اس پر غسل نہیں" کے بعد یہ اضافہ ہے "مگر یہ کہ اسے منی ہونے کا یقین ہو۔" اور کہا کہ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ بہت واقع ہوتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں تو اسے حفظ کرنا ضروری ہے اھ۔

وھکذا نقل عن المحیط فی شرح النقایۃ للبرجندی والرحمانیۃ الا انہما ترکا ذکر الامام ابی علی النسفی والبرجندی قول شمس الائمۃ ایضا و[ف] معلوم ان المحیط اذا اطلق فی المتداولات کان المراد ھو المحیط البرھانی

اسی طرح محیط سے برجندی کی شرح نقایہ اور رحمانیہ میں منقول ہے مگر دونوں نے امام ابو علی نسفی کا ذکر چھوڑ دیا ہے اور برجندی نے شمس الائمہ کا قول بھی ترک کر دیا ہے ـــــ یہ بھی معلوم ہے کہ کتب متداولہ میں محیط جب مطلق بولی جاتی ہے تو محیط برہانی ہی مراد ہوتی ہے

ف: فائدہ: المحیط اذا اطلق فی الکتب المتداولۃ فالمراد بہ المحیط البرھانی لا محیط السرخسی الرضوی۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الباب الثانی الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵

كما يعرفه من له عناية بخدمة الفقه الحنفي، وقال الامام ابن امير الحاج في الحلية المحيط البرهاني هو المراد من اطلاقه لغير واحد كصاحب الخلاصة والنهاية لا محيط الامام رضي الدين السرخسي[1] اھ ثم الهندية قد افصحت بمرادها فانها اذا اثرت عن البرهاني اطلقت واذا نقلت عن المحيط الرضوي قالت كذا في محيط السرخسي۔

جیسا کہ فقہ حنفی کی خدمت سے اعتنا رکھنے والا اسے جانتا ہے ــ اور امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں لکھا ہے کہ متعدد حضرات جیسے صاحبِ خلاصہ و نہایہ کے مطلق بولنے سے محیط برہانی ہی مراد ہوتی ہے محیط امام رضی الدین سرخسی نہیں اھ ــ پھر ہندیہ نے تو اپنی مراد صاف بتا دی ہے کیونکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ محیط برہانی سے نقل ہو تو مطلق محیط لکھا ہوتا ہے اور محیط رضوی سے نقل ہو تو "کذا فی محیط السرخسی" سے تعبیر ہوتی ہے اھ (ت)

ثانیا اقول بلکہ محیط میں ہے[ف۱] تو اس کا رد ہے اس میں صریح تصریح ہے کہ کھڑے، بیٹھے، چلتے، لیٹے ہر طرح سونے کا تری دیکھنے میں ایک ہی حکم ہے،

ففي الهندية[ف۲] اذا نام الرجل قاعدا او قائما او ماشيا ثم استيقظ ووجد بللا فهو اولو نام مضطجعا سواء كذا في المحيط[2]۔

ہندیہ میں ہے جب مرد کھڑے بیٹھے چلتے سو جائے پھر بیدار ہو اور تری پائے تو یا اور لیٹ کر سو جائے تو سبھی صورتیں برابر ہیں، ایسا ہی محیط میں ہے۔ اھ۔ (ت)

ثالثا اقول منہائے[ف۳] مسئلہ امام محمد ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ، ان کے لفظ کریم ذخیرہ و محیط و تبیین و فتح القدیر وغیرہا سے سُن چکے اُن میں اس نئے استثنا کا کہیں نشان نہیں۔

رابعا اقول سونے[ف۴] کی طبعی و عادی وضع وہی لیٹ کر سونا ہے اور کھڑے بیٹھے چلتے سونا اتفاقی تو اگر لیٹ کر سونے میں بجالِ شہوت سابقہ علم یا احتمالِ مذی سے غسل نہ آتا اور دیگر اوضاع پر آتا اور علماء

ف۱: تطفل اٰخر علی المنیۃ و مسکین۔

ف۲: مسئلہ جاگ کر تری دیکھنے کے جملہ مسائل میں برابر ہے کہ لیٹا سویا ہو خواہ کھڑا بیٹھا چلتا۔

ف۳: تطفل ثالث علیہما وعلی الدر و مجمع الانہر۔ ف۴: تطفل رابع علیہم۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی۔

[2] الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الباب الثانی الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵

مطلق بیان فرماتے کہ سونے سے پہلے شہوت ہونے میں غسل نہیں تو بعید نہ تھا کہ نادر صورتوں کا لحاظ نہ فرمایا نہ کہ خود لیٹ کر سونا ہی کہ اصل وضع خواب ومعروف ومعتاد ومتبادر الی الفہم ہے اس حکم سے مستثنٰی ہو پھر ائمہ کرام اور خود محرر مذہب رحمہم اللہ تعالٰی اس کا استثنا چھوڑ جائیں یہ کس درجہ بعید و دُور از کار ہے۔

خامسًا اقول امام شمس الائمہ حلوانی کا ارشاد کہ کتب کثیرہ اور خود غنیہ میں اس تازہ استثنا کے ساتھ مذکور کہ یہ مسئلہ بکثرت واقع ہوتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں تو اس کا حفظ کر رکھنا واجب ہے صاف بتا رہا ہے کہ اس کا تعلق صرف اس صورت خواب سے ہرگز نہیں جو نادر الوقوع ہے۔

سادسًا اس تفرقہ پر کوئی دلیل بھی نہیں۔

اما ما ابداہ فی الغنیۃ اذ قال "عدم وجوب الغسل فیما اذا کان منتشرا انما ھو اذا نام قائما او قاعدا لعدم الاستغراق فی النوم عادۃ فلم یعارض سببیۃ الانتشار سبب اٰخر فحمل علی انہ ھو السبب وانما یتسبب عنہ المذی لا المنی والاضطجاع سبب الاسترخاء والاستغراق فی النوم الذی ھو سبب الاحتلام فعارض الانتشار فی السببیۃ فی السببیۃ فیحکم بسببیتہ للاحتلام وان البلل منی رق احتیاطا اھ[1]

وتبعہ السیدان ط وش۔ **فاقول** لا متضح ولا متجہ

مگر غنیہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے، ذکر منتشر ہونے کی صورت میں عدم وجوب غسل اسی وقت ہے جب کھڑے یا بیٹھے سویا ہو کیونکہ ایسی حالت میں عادۃً گہری نیند نہیں آتی تو سبب انتشار کے معارض کوئی اور سبب (اس حالت میں) نہیں پس یہ اس پر محمول ہوگا کہ انتشار ہی سبب ہے اور اس کی وجہ سے مذی ہی آتی ہے منی نہیں آتی ــــ اور کروٹ لینا اعضا کے ڈھیلے پڑ جانے اور سبب احتلام نیند میں استغراق کا سبب ہوتا ہے تو یہ سبب ہونے کے معاملہ میں انتشار کے معارض ہوگا اس لئے احتیاطًا اس کے سبب احتلام ہونے کا حکم ہوگا اور اس کا کہ تری منی ہے جو رقیق ہوگئی اھ۔

اس رائے میں سید طحطاوی و سید شامی نے بھی غنیہ کا اتباع کیا ہے۔ **اقول** یہ رائے

ف۱: تطفل خامس علیہم

ف۲: تطفل علی الغنیۃ وط وش۔

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطلب فی الطہارۃ الکبرٰی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۳

فان النوم کیفما کان لیس سببا قویا للاحتلام کما بیناہ، و انما ینتھض موجبا اذا اعتضد بسبب وسیط او قریب والاضطجاع لایسلب انعقاد سبب المذی قبل النوم بل یؤکد خروج ماھیأہ ھو للخروج لتمام الاسترخاء فلم یثبت ان النوم احدث تلک البلۃ التی لا تنبعث الا عن شھوۃ فلو یبق الا مجرد المنام وھو ولو مضطجعا لیس سببا قویا للاحتلام، ھذا علی طریقتنا واما علی طریقۃ الحلیۃ فلان الانتشار قد استولی علی المسبب بالسبق فلا وجہ لقطع النسبۃ عنہ الا بتذکر حلم او علم منی ولم یعھد الشرع ھھنا فارقا بین نوم ونوم حتی یسقط الترجیح بالسبق لبعض الاوضاع دون بعض۔

نہ واضح ہے نہ باوجہ، اس لئے کہ نیند جس حالت میں بھی ہو وہ احتلام کا سبب قوی نہیں، جیسا کہ ہم نے بیان کیا — وہ صرف اس حالت میں موجب بنتی ہے جب سبب وسیط یا قریب سے قوت پا جائے اور سونے سے پہلے جو سبب مذی متحقق ہو چکا اضطجاع اسے سلب نہیں کرتا بلکہ اُس سبب نے جس تری کو آمادۂ خروج کر دیا تھا اضطجاع اس کے خروج کو اور مؤکد کر دیتا ہے کیونکہ اس میں استرخا کامل ہو جاتا ہے تو یہ ثابت نہ ہوا کہ نیند ہی نے وُہ تری پیدا کی تھی جو شہوت ہی سے برانگیختہ ہوتی ہے — اب صرف نیند رہ گئی اور نیند خواہ لیٹ ہی کر ہو احتلام کا سبب قوی نہیں — یہ ہمارے طریقہ پر ہے اور حلیہ کے طریقہ پر یُوں کہا جائے گا کہ انتشار سبقت کے باعث مسبّب پر حاوی ہو گیا تو اس سے اس مذی کی نسبت منقطع کرنے کی کوئی وجہ نہیں، مگر یہ کہ خواب یاد ہو یا منی ہونے کا یقین ہو اور شریعت سے یہاں ایک نیند اور دوسری نیند میں کوئی تفریق ثابت نہیں کہ انتشار کو سبقت کے باعث جو ترجیح ملی تھی وہ نیند کی بعض صورتوں میں ساقط ہو جائے اور بعض میں ساقط نہ ہو۔

لاجرم امام محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں اس تفرقہ سے صاف انکار فرمایا،

حیث قال التفرقۃ غیر ظاھر الوجہ

اس کے الفاظ یہ ہیں: تفریق کی وجہ ظاہر نہیں۔

فلاجرم ان قال فی الخانیۃ اذا نام الرجل قائما او قاعدا او ماشیا فوجد مذیا

اسی حقیقت کے پیشِ نظر خانیہ میں فرمایا: جب مرد کھڑے بیٹھے یا چلتے ہوئے سو جائے پھر مذی

كان عليه الغسل فی قول ابی حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالٰی بمنزلة مالونام مضطجعا[1] اھ فاطلق فی الکل فان تم تقیید وجوب الغسل بالانتشار لاحدی الاحوال المذکورۃ فکذا فی باقیہا والا فالکل علی الاطلاق اذ لا یظهر بینها فی ذلك افتراق[2] اھ ورجع العلامتان ط وش فاثرا انکار الحلیة هذا فی حواشی المراقی والدر واقراہ۔

پائے تو امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کے قول پر غسل واجب ہوگا جیسے کروٹ لیٹ کر سوجائے تو واجب ہوگا اھ۔ تو صاحب خانیہ نے حکم سب میں مطلق رکھا۔ تو انتشار سے وجوب غسل کو مقید کرنا مذکورہ حالتوں میں سے کسی ایک میں اگر تام اور درست ہے تو باقی حالتوں میں بھی ایسا ہی ہوگا ورنہ سب ہی حالتیں مطلق رہیں گی۔ اس لئے کہ اس بارے میں ان کے درمیان کوئی فرق ظاہر نہیں اھ۔ اور علامہ طحطاوی وشامی نے رجوع کرلیا اس طرح کہ مراقی الفلاح اور درمختار کے حواشی میں صاحب حلیہ کا یہ انکار نقل کرکے برقرار رکھا۔

اقول غیر[ف] ان فی نقل ط وقع ههنا اخلال یوھم من لم یطالع الحلیة انه کما انکر التفرقة انکر نفس الثنیا وحکم بوجوب الغسل علی الاطلاق حیث قال تحت قول الشرنبلالی "اذا لم یکن ذکرہ منتشرا قبل النوم" مانصه لم یفصل بین النوم مضطجعا وغیرہ کغیرہ وقال ابن امیر حاج التفرقة غیر ظاهرة

اقول مگر یہ ہے کہ یہاں سید طحطاوی کی نقل میں ایک خلل ہے جس سے حلیہ نہ دیکھے ہوئے شخص کو یہ وہم ہوگا کہ صاحب حلیہ نے جیسے تفریق کا انکار کیا ہے ویسے ہی استثنار کا انکار کیا ہے اور مطلقاً وجوب غسل کا حکم کیا ہے یہ اس طرح کہ علامہ شرنبلالی کے قول "جب کہ سونے سے پہلے اس کا ذکر منتشر نہ رہا ہو" کے تحت سید طحطاوی لکھتے ہیں، دوسرے حضرات کی طرح انھوں نے بھی کروٹ لیٹنے اور دوسرے طور پر لیٹنے میں فرق

ف: معروضة علی العلامة ط۔

---

[1] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

[2] " " "

الوجہ فالکل علی الاطلاق اذ لایظھر بینھما افتراق[1] اھ۔

نہ کیا اور ابن امیر الحاج نے فرمایا: تفریق کی وجہ ظاہر نہیں تو سبھی حالتوں میں حکم مطلق ہے کیونکہ ان کے درمیان کوئی فرق ظاہر نہیں اھ۔

فان المراد بالکل اوضاع النوم المذکورۃ وبالاطلاق فی کلام الحلیۃ وجوب الغسل سواء کان منتشرا قبلہ اولا وھو لم یجزم بھذا الاطلاق بل بناہ علی ان لایتم تقیید المسألۃ بما مر والا فالکل علی التقیید کما لایخفی، وما قدم من الایراد لم یجزم بہ ایضا انما قال لو قال قائل کذا الاحتاج الی الجواب[2] اھ فلیتنبہ لذلک وباللہ التوفیق۔

اس لئے کہ سبھی حالتوں سے مراد نیند کی مذکورہ حالتیں ہیں اور کلام حلیہ میں "مطلق ہونے" سے مراد یہ ہے کہ غسل واجب ہے خواہ سونے سے پہلے ذکر منتشر رہا ہو یا نہ رہا ہو اور صاحب حلیہ نے اس اطلاق پر جزم نہیں فرمایا ہے بلکہ اسے اس بات پر مبنی رکھا ہے کہ مسئلہ کی تقیید مذکورہ امر سے اگر تام نہ ہو، ورنہ سبھی میں تقیید ہوگی۔ جیسا کہ پوشیدہ نہیں ـــ اور جو اعتراض انھوں نے پہلے ذکر کیا ہے اس پر بھی جزم نہیں کیا ہے بلکہ یوں کہا ہے کہ اگر کوئی کہنے والا یہ کہے تو جواب کی ضرورت ہوگی اھ۔ تو اس پر متنبہ رہنا چاہئے اور توفیق خدا ہی سے ہے۔

ثم ان المحقق الحلبی فی الغنیۃ بعد ذکر مسألۃ الثنیا قال وھی تؤید قولھما فی وجوب الغسل اذا تیقن انہ مذی ولم یتذکر الاحتلام[3] اھ۔

پھر محقق حلبی نے غنیہ میں مسئلہ استثناء ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: اس روایت سے طرفین کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ جب مذی ہونے کا یقین ہو اور احتلام یاد نہ ہو تو غسل واجب ہے اھ۔

اقول انما ھی[ف] عن محمد

اقول یہ روایت امام محمد ہی سے تو ہے

ف: تطفل علی الغنیۃ۔

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الطہارۃ فصل یوجب الاغتسال دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۹
[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[3] غنیۃ المستملی " " مطلب فی الطہارۃ الکبری سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۳

وانما تبتنی علی قولھما فکیف یؤید الشیئ بنفسہ ھذا۔

اوران ہی کے اور امام صاحب کے قول پر اس کی بنیاد بھی ہے تو شئی کی تائید خود اپنی ہی ذات سے کیسے ہوگی! ــــ یہ بحث تمام ہوئی۔

واذا قد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ فلنسمھا "الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل" حامدین ﷲ علی ما علم ومصلین علی ھذا الحبیب الاکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وبارك وسلم ۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

اور یہ عُجالہ جب ایک رسالہ کی صورت اختیار کرگیا تو ہم اسے الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل (۱۳۲۰ھ) (احتلام اور تری کی صورتوں سے متعلق احکام واسباب) سے موسوم کریں خدا کی حمد کرتے ہوئے اس پر جو اس نے سکھایا اور درود بھیجتے ہوئے اس حبیب اکرم پر۔ ان پر اور ان کی آل واصحاب پر خدائے برتر کی رحمت وبرکت اور سلام ہو۔ اور خدائے پاک وبرتر ہی کو خوب علم ہے۔ (ت)

رسالہ

الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل

ختم ہوا